www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ

سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں (ترجمہ مقبول)

کتاب مستطاب

اثبات الامامتؑ

SIBTAIN.COM

از افادات

آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان صدر موتمر علماءِ شعیہ پاکستان (جٹرڈ)

ناشر

مکتبۃ السبطین ۲۹۶/ ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ

سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا حاکم و سرپرست اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (ترجمہ مقبول)

کتاب مستطاب

اثبات الامامت

یہ وہ علمی کتاب ہے جس میں قرآن کریم، احادیث سید المرسلین اور عقل سلیم کی روشنی میں حضرات ائمہ طاہرینؑ کی خلافت و امامت کا اثبات و احقاق کرکے دوسرے تمام مدعیان خلافت کی خلافتوں کا ابطال و ازہاق کیا گیا ہے نیز دیگر تمام متعلقہ موضوعات پر بھی بہترین انداز میں سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

SIBTAIN.COM

از افادات

آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین صاحب قبلہ النجفی مجتہد العصر والزمان صدر مؤتمر علماء شیعہ پاکستان دام ظلہ

ناشر

مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۵ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

www.kitabmart.in

اجمالی فہرست مضامین اثبات الامامۃ آئمۃ الاطہار فی ضوء العقل و الآیات و الاخبار

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	مقدمہ	۳
۲	امامت کی لغوی تعریف	۳
۳	" " اصطلاحی تعریف	۳
۴	باب اوّل ضرورت امام	۹
۵	ضرورت امام کی پہلی دلیل	۷
۶	" " دوسری دلیل	۸
۷	تیسری و چوتھی دلیل	۱۲
۸	ازالۂ وہم	۱۳
۹	" " پانچویں دلیل	۱۴
۱۰	چھٹی دلیل	۱۶
۱۱	وجوب امامت عقلی ہے	۱۷
۱۲	امامت اصول میں داخل ہے	۱۸
۱۳	امام کا تقرر خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے	۱۹
۱۴	امام کے لئے افضل ہونا ضروری ہے	۲۰
۱۵	باب دوم شرائط امام	۲۱
۱۶	پہلی شرط اعلمیت	۲۱
۱۷	اعلمیت امام کے دلائل	۲۱
۱۸	صفحہ ۲۱ سے صفحہ ۲۳ تک تین دلائل مذکور ہیں	
۱۹	دوسری شرط عصمت	۲۳
۲۰	عصمت کی تعریف	۲۴
۲۱	عصمت و عدالت کا باہمی فرق	۲۴
۲۲	عصمت امام پہ ادلۂ عقلیہ	۲۵
۲۳	یہاں صفحہ ۲۵ سے صفحہ ۲۷ تک آٹھ عدد عقلی دلائل مذکور ہیں	۲۷
۲۴	ادلۂ سمعیہ	۲۷تا۲۹
۲۵	حضرات علماء اہلسنت کی عصمت انبیاء کے نادر نمونے	۳۰
۲۶	بعض سنی علماء کا اعتراف حق	۳۲
۲۷	عصمت کو خاصۂ انبیاء بتانے والوں کے دعوے کی حقیقت	۳۲
۲۸	تیسری شرط شجاعت	۳۳
۲۹	چوتھی شرط ہاشمیت	۳۴
۳۰	اس شرط کے اثبات پر عقلی و سمعی دلائل	۳۵تا۳۷
۳۱	پانچویں شرط افضلیت	۳۸
۳۲	افضلیت امام پہ ادلۂ عقلیہ و سمعیہ	۳۸تا۴۳
۳۳	اس مسئلہ میں اہلسنت کے اختلاف کا نمونہ	۴۳
۳۴	مرتبۂ امامت کو پست کرنے کے نتائج	۴۴
۳۵	تنقید و تبصرہ	۴۶
۳۶	چھٹی شرط تقرر خداوندی	۴۷
۳۷	دلچسپ و عجیب	۴۷
۳۸	اس موضوع پر ادلۂ عقلیہ از صفحہ ۴۷ تا صفحہ ۴۸ چار دلائل	"
۳۹	ادلۂ نقلیہ از صفحہ ۴۸ تا صفحہ ۵۵ چار عدد دلائل	"
۴۰	فقط روشنی کا اعادہ	۵۷
۴۱	تحیر و تعجب کا مقام	۵۷
۴۲	لطیفہ	۵۹
۴۳	باب سوم اصحاب ثلاثہ کی خلافتوں کا ابطال	۶۰
۴۴	خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں کا بطلان شرائط	۶۰
۴۵	خلافت کی روشنی میں	۶۰
۴۶	اصحاب ثلاثہ میں اعلمیت کا فقدان	۶۰
۴۷	اصحاب ثلاثہ میں عصمت و عدالت کا فقدان	۶۲
۴۸	اصحاب ثلاثہ میں شجاعت کا فقدان	۶۳
۴۹	اصحاب ثلاثہ میں ہاشمیت کا فقدان	۶۳
۵۰	اصحاب ثلاثہ میں افضلیت کا فقدان	۶۳
۵۱	اصحاب ثلاثہ میں نص کا فقدان	۶۵
۵۲	خلافت اولیٰ کے انعقاد کی کیفیت اور اس کا بطلان	۶۵
۵۳	اجماع میں اجماع اہل کل شرط ہے	۶۵
۵۴	ایسا اجماع ثابت نہیں ہے	۶۶

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in
SIBTAIN.COM

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۵	مجلس اجماع میں حضرت علیؑ شامل نہ ہوں اس پر لعنت	۶۷
۵۶	ایک مشہور شبہ کا ازالہ	۶۸
۵۷	ایک شاطرانہ چال	۶۹
۵۸	خلافت ابوبکر صرف عمر کے بیعت کرنے سے عمل میں آئی	۶۹
۵۹	سقیفائی خلافت کا اجمالی خاکہ	۷۰
۶۰	بیعت ابوبکر فلتہ تھی	۷۱
۶۱	اجماع شرعاً حجت نہیں ہے	۷۲
۶۲	ایک توہم فاسد کا ازالہ	۷۳
۶۳	تذکرہ و تبصرہ	۷۵
۶۴	حضرات کی ایک اور قلابازی	۷۵
۶۵	پیشنمازی ابوبکر سے استدلال اور اس کا ابطال	۷۵
۶۶	ایک تاویل علیل کا جواب	۷۸
۶۷	روایت اقتدو بالذین بعدی کے ساتھ تمسک کا جواب	۸۰
۶۸	ایضاح ——— طرفہ	۸۳
۶۹	خلافت ثانیہ کے انعقاد کی کیفیت اور اسکا ابطال	۸۵
۷۰	مقام عبرت و افسوس	۸۶
۷۱	خلافت ثالثہ کے انعقاد کی کیفیت اور اسکا ابطال	۸۸
۷۲	حضرت علیؑ کو اقتدار سے محروم کرنے کی شوریٰ کی تدبیریں	۸۸
۷۳	پہلا شبہ مع جواب	۹۱
۷۴	دوسرا شبہ مع جواب	۹۳
۷۵	چوتھا طریق قہر و غلبہ اور اس کا ابطال	۹۶
۷۶	لطیفہ طرفہ	۹۷
۷۷	خلافت یزید مسلمانوں کے گلے کا پھندا ہے	۹۸

باب چہارم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۸	حضرت امیرالمومنینؑ کی خلافت و امامت کا اثبات	۹۹
۷۹	اثبات امامت جناب امیرالمومنینؑ عقل سلیم کی روشنی میں	۹۹
۸۰	اعلمیت امیرالمومنینؑ قرآن کریم کی روشنی میں	۱۰۱
۸۱	احادیث سید المرسلینؐ کی روشنی میں	۱۰۲
۸۲	اصحاب رسول کریم کے اقوال کی روشنی میں	۱۰۳
۸۳	اعلمیت امیرالمومنین خود اقوال امیرالمومنینؑ کی روشنی میں	۱۰۵
۸۴	عصمت حضرت امیرالمومنینؑ	۱۰۶
۸۵	عصمت امیرالمومنینؑ از روئے قرآن کریم	۱۰۶
۸۶	رجس کے معانی	۱۰۷
۸۷	آیت تطہیر کی اس تفسیر پر چند شبہات کے جوابات	۱۰۹ تا ۱۱۳
۸۸	عصمت جناب امیرالمومنینؑ از روئے حدیث سید المرسلینؐ	۱۱۳
۸۹	حضرت امیرالمومنینؑ اشجع الناس تھے	۱۱۵
۹۰	افضلیت امیرالمومنین علیہ السلام	۱۱۷
۹۱	اس سلسلہ میں اختلاف آراء کا نمونہ	۱۱۷
۹۲	معیار و میزان افضلیت کیا ہے؟	۱۱۷
۹۳	افضلیت حضرت امیرؑ عقل کی روشنی میں	۱۱۸
۹۴	افضلیت جناب امیرؑ کتاب اللہ کی روشنی میں	۱۱۹
۹۵	پہلی آیت مباہلہ	۱۲۰
۹۶	دوسری آیت	۱۲۱
۹۷	افضلیت جناب امیر احادیث نبویہ کی روشنی میں	۱۲۲
۹۸	افضلیت جناب امیرؑ خود اپنے کلام کی روشنی میں	۱۲۴
۹۹	مقام تحیر یا مقام تعجب	۱۲۵
۱۰۰	مختصر موازنہ صفات جناب امیرؑ با صفات شیخین	۱۲۶
۱۰۱	حضرت امیرؑ کا فطری اسلام	″
۱۰۲	شیخین کی بت پرستی	″
۱۰۳	ایمان علوی کا بیان	″
۱۰۴	شیخین کا شرک و نفاق	″
۱۰۵	جناب امیرؑ کا ایقان	۱۲۸
۱۰۶	شیخین کی کمزوری یقین	″
۱۰۷	علم علوی کا تذکرہ	″
۱۰۸	شیخین کی علمی حالت	″
۱۰۹	شیخین کی بہادری	۱۳۰
۱۱۰	دیدۂ بینا رکھنے والوں کے سامان عبرت	″
۱۱۱	حضرت امیرؑ بنی ہاشم کے چشم و چراغ ہیں	۱۳۳
۱۱۲	حضرت امیرؑ منصوص من اللہ و رسول ہیں	″

www.kitabmart.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۳	حضرت امیرؑ خلافت و امامت کے مدعی ہیں	۱۳۳
۱۱۴	حضرت امیرؑ صاحب معجزات ہیں	۱۳۳
۱۱۵	پانچواں معجزہ آپکی بددعا سے بعض لوگوں کا مجذوم ہو جانا	۱۳۷
۱۱۶	صفات علوی و خلافت نبوی	۱۳۸
۱۱۷	نور خدا میں تو علیؑ بھی نور خدا ہیں	
۱۱۸	از صفحہ ۱۳۹ تا صفحہ ۱۴۳ ۲۲ عدد صفات نبویہ و علویہ ذکر کیے گئے ہیں۔	
۱۱۹	اثبات امامت جناب امیرالمومنینؑ بنصوص قرآن کریم	۱۴۳
	مع اصل آیت مبارکہ مع تقریب الاستدلال	۱۴۴
۱۲۰	اس آیت پر ما عذرکرد و چند شبہات کے جوابات از صفحہ ۱۴۷ تا صفحہ ۱۵۳	۱۴۷ تا ۱۵۳
۱۲۱	دوسری آیت	۱۵۲
۱۲۲	اس آیت و روایت کی روشنی میں چند اہم امور کا بیان	۱۵۳
۱۲۳	علمی لطیفہ	۱۵۶
۱۲۴	برسبیل تذکرہ	۱۵۷
۱۲۵	ایک اشکال کا ابطال	۱۶۰
۱۲۶	تیسری آیت	۱۶۱
۱۲۷	اسلام کا کوئی مسئلہ مسلمانوں کے اختلاف سے محفوظ نہیں	۱۶۱
۱۲۸	اس آیت کا شان نزول	۱۶۲
۱۲۹	وجہ دلالت واقعۂ غدیر بر امامت حضرت امیرؑ	۱۶۳
۱۳۰	لفظ مولا کے بمعنی اولیٰ ہونے پر دس عدد قرائن قطعیہ از صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۷۰	۱۶۵ تا ۱۷۰
۱۳۱	ایک خلاف کی بے تعلقی کا تذکرہ	۱۷۰
۱۳۲	چند شبہات کے جوابات	۱۷۱ تا ۱۷۸
۱۳۳	حضرت امیرؑ کی ولیعہدی کی رسم و دستار بندی	۱۷۹
۱۳۴	اثبات امامت جناب امیرالمومنینؑ باحادیث سیدالمرسلینؐ	۱۸۰
۱۳۵	حدیث ثقلین	۱۸۰
۱۳۶	حدیث اتحاد نور نبی و وصی	۱۸۳
۱۳۷	بعض ایرادات کے جوابات	۱۸۳
۱۳۸	حدیث منزلت	۱۸۶
۱۳۹	تقریب الاستدلال	۱۸۹
۱۴۰	چند شبہات کے جوابات	۱۹۱ تا ۱۹۶
۱۴۱	حدیث ولایت مع تقریب الاستدلال	۱۹۷
۱۴۲	بعض ایرادات کے جوابات	۱۹۸ تا ۲۰۰

باب پنجم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۳	اثبات خلافت امیرالمومنینؑ بطریق دیگر موجب زیادتی بصیرت و یقین	۲۰۲
۱۴۴	نص کا مفہوم	۲۰۳
۱۴۵	نصوص نقلیہ کا بیان از صفحہ ۲۰۳ تا صفحہ ۲۴۵ دس صد نصوص، نصوص نقلیہ بیان کی گئی ہیں	۲۰۳
۱۴۶	نصوص قولیہ	۲۰۴
۱۴۷	وہ نصوص جن میں لفظ امامت موجود ہے۔	۲۰۸
۱۴۸	وہ نصوص جن میں لفظ امارت موجود ہے	۲۱۶
۱۴۹	وہ نصوص جن میں لفظ وصایت موجود ہے	۲۱۸
۱۵۰	وہ نصوص جن میں لفظ خلافت موجود ہے	۲۱۹
۱۵۱	وہ نصوص جن میں لفظ وزارت موجود ہے	۲۲۰
۱۵۲	وہ نصوص جن میں تمثیل و عدیل وارد ہے	۲۲۲
۱۵۳	وہ نصوص جن میں لفظ ملک وارد ہے	۲۲۳
۱۵۴	وہ نصوص جن میں لفظ ولایت وارد ہے	۲۲۴
۱۵۵	وہ نصوص جن میں لفظ منزلت موجود ہے	۲۲۵
۱۵۶	وہ نصوص جن میں لفظ وراثت موجود ہے	۲۲۵
۱۵۷	وہ نصوص جن میں لفظ احقیت و اولویت موجود ہے	۲۲۶
۱۵۸	وہ نصوص جن میں لفظ اختیار موجود ہے	۲۲۷
۱۵۹	وہ نصوص جن میں لفظ سیادت موجود ہے	۲۲۸
۱۶۰	وہ نصوص جن میں لفظ محبت اور احب الخلق موجود ہے۔	۲۲۹
۱۶۱	وہ نصوص جن میں لفظ اعلمیت یا اسکے ہم معنی الفاظ موجود ہیں	۲۳۰

SIBTAIN.COM

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۳	وہ نصوص جن میں لفظ اقربیت یا اس کے ہم معنی الفاظ موجود ہیں	۲۳۱
۱۶۴	وہ نصوص جن میں آپ کا ہمیشہ حق کے ساتھ ہونا موجود ہے۔	۲۳۲
۱۶۴	وہ نصوص جن میں آپ کا خیر البشر و خیر الخلق ہونا موجود ہے۔	۲۳۳
۱۶۵	آپ کا نسب شریف	۲۳۴
۱۶۶	آپ اعلم الصحابہ ہیں	۲۳۴
۱۶۷	آپ اعلم الصحابہ ہیں	۲۳۵
۱۶۸	آپ اظہار اسلام میں اسبق الصحابہ ہیں	۲۳۶
۱۶۹	آپ اشجع الناس ہیں	۲۳۸
۱۷۰	آپ اسخی الناس ہیں	۲۳۹
۱۷۱	آپ ازہد الناس ہیں	۲۴۰
۱۷۲	آپ اعبد الناس ہیں	۲۴۱
۱۷۳	آپ از روئے حفظ قرآن احفظ الصحابہ ہیں	۲۴۲
۱۷۴	آپ افصح الناس ہیں	〃
۱۷۵	آپ از روئے احب الصحابہ ہیں	〃
۱۷۶	آپ اعدل الناس ہیں	۲۴۳
۱۷۷	آپ اقوم الناس علی حدود اللہ ہیں	۲۴۴

(باب ششم)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷۸	خلافت جناب امیرالمومنینؑ کے متعلق بعض شکوک و شبہات کے جوابات	۲۴۶
۱۷۹	تفصیل واقعۂ دعوت ذوالعشیرہ	۲۴۹
۱۸۰	اشکال اول	۲۵۱
۱۸۱	الجواب	۲۵۲
۱۸۲	اشکال دوم مع جواب	۲۵۳
۱۸۳	وہ بعض آیات جن میں بعض صحابہ کے افعال ناشنیدہ کا ذکر ہے	۲۵۴
۱۸۴	وہ احادیث جو بعض صحابہ کے شرک و کفر کو بتاتی ہیں	۲۵۵
۱۸۵	وہ روایات جو بعض صحابہ کے حال خسران مآلی کا پتہ دیتے ہیں	۲۵۶
۱۸۶	امم سابقہ میں اس انقلاب کی نظیر	۲۵۸
۱۸۷	کتمان شہادت حق کا ارتکاب	۲۶۰
۱۸۸	ایک ضمنی ایراد کے جوابات	۲۶۲
۱۸۹	حضرت علیؑ سے امت کے انحراف کے وجوہ و اسباب	۲۶۵
۱۹۰	اشکال سوم اور اس کا جواب	۲۶۹
۱۹۱	حضرت علی علیہ السلام کا عہد ثلاثہ میں ادعائے خلافت	۲۷۰
۱۹۲	حضرت علیؑ خلافت ثلاثہ کو جابرانہ و غاصبانہ سمجھتے تھے	۲۷۶
۱۹۳	حضرت علیؑ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت نہیں کی	۲۷۹
۱۹۴	حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کی کیفیت	۲۸۱
۱۹۵	اشکال چہارم اور اس کے جوابات	۲۸۵
۱۹۶	ایک استبعاد کا جواب مع ازالۂ اشتباہ	۲۹۳

www.kitabmart.in

(باب ہفتم)

SIBTAIN.COM

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹۷	دیگر ائمہ یازدہ علیہم السلام کی خلافت و امامت کا اثبات۔	۲۹۵
۱۹۸	امامت ائمہ اطہار کے اثبات دلیل عقلی	۲۹۵
۱۹۹	ائمہ اہلبیتؑ تمام امت سے اعلم ہیں	۲۹۶
۲۰۰	اعلمیت ائمہ اہلبیتؑ از قرآن کریم	۲۹۶
۲۰۱	اعلمیت ائمہ ہدیٰ از حدیث رسول عظیمؐ	۲۹۷
۲۰۲	عصمت ائمہ طاہرینؑ قرآن کریم کی روشنی میں	〃
۲۰۳	عصمت ائمہ طاہرینؑ احادیث خاتم النبیینؐ کی روشنی میں	۲۹۸
۲۰۴	افضلیت یازدہ ائمہ معصومین علیہ السلام	۲۹۹
۲۰۵	افضلیت ائمہ دینؑ از روئے کتاب مبین	۲۹۹
۲۰۶	افضلیت ائمہ دینؑ از احادیث رسول کریمؐ	۳۰۰
۲۰۷	ائمہ اہلبیتؑ بنی ہاشم سے ہیں	۳۰۲
۲۰۸	ائمہ ہدیٰ مدعی خلافت و امامت تھے	〃
۲۰۹	ائمہ اطہارؑ صاحب معجزات تھے	〃
۲۱۰	اثبات امامت ائمہ طاہرین منصوص قرآن کریم	۳۰۳
۲۱۱	پہلی آیت	〃

www.kitabmart.in

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱۲	اس آیت کے متعلق اہلسنت کے بعض تاویلات کا ابطال	۳۰۵ تا ۳۰۶
۲۱۳	دوسری آیت	۳۰۷
۲۱۴	تیسری آیت	۳۱۰
۲۱۵	ایک مشہور اعتراض اور اس کا جواب	۳۱۲
۲۱۶	اثبات یازدہ ائمہ طاہرین نصوص رسول عظیم	۳۱۳
۲۱۷	نص اول حدیث ثقلین	۰
۲۱۸	نص دوم حدیث سفینہ	۳۱۶
۲۱۹	نص سوم حدیث اثنا عشر خلیفہ	۳۱۹
۲۲۰	آئمہ اثنا عشر کی تعیین	۳۲۰
۲۲۱	بعض علماء اہلسنت کا اعتراف حقیقت	۳۲۱
۲۲۲	امت کے اختلاف دامن اہلبیت چھوڑنے کا نتیجہ ہے	۳۲۲
۲۲۳	خلفاء اثنا عشر کی تعیین میں علمائے اہلسنت کی سراسیمگی	۳۲۳
	(باب ہشتم)	
۲۲۴	مختصر موازنہ صفات ائمہ اہلبیتؑ با خلفاء اہلسنت	۳۲۹
۲۲۵	حالات حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام	۳۳۰ تا ۳۳۳
۲۲۶	حضرت امام حسن علیہ السلام	۳۳۳ تا ۳۳۶
۲۲۷	حضرت امام حسینؑ	۳۳۶
۲۲۸	حضرت امام زین العابدینؑ	۳۳۷
۲۲۹	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	۳۳۹
۲۳۰	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	۳۴۱
۲۳۱	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۳۴۳
۲۳۲	حضرت امام علی رضا علیہ السلام	۳۴۵
۲۳۳	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۳۴۶
۲۳۴	حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۳۴۷
۲۳۵	حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۳۴۹
۲۳۶	حضرت مہدیؑ دوران امام آخر الزمان عجل اللہ ظہورہ	۳۵۱
۲۳۷	آئمہ اہلسنت کے مختصر حالات	۳۵۸
۲۳۸	خلیفۂ اول	۳۵۸
۲۳۹	خلیفۂ دوم	۳۶۱
۲۴۰	خلیفۂ سوم	۳۶۵
۲۴۱	خلیفۂ چہارم	۳۶۷
۲۴۲	معاویہ بن ابی سفیان	۳۶۷
۲۴۳	یزید بن معاویہ	۳۷۱
۲۴۴	عبدالملک بن مروان	۳۷۲
۲۴۵	ولید بن عبدالملک	۳۷۳
۲۴۶	سلیمان بن عبدالملک	۰
۲۴۷	یزید بن عبدالملک	۳۷۳
۲۴۸	ہشام بن عبدالملک	۰
۲۴۹	عمر بن عبدالعزیز	۰
۲۵۰	ولید بن یزید بن عبدالملک	۳۷۵
	(باب نہم)	
۲۵۱	دیگر نصوص نبویہ برامامت ائمہ یازدہ علیہم السلام از صفحہ ۳۷۷ تا صفحہ ۳۸۰ سات عدد نصوص مذکور ہیں	۳۷۷
۲۵۲	تفسیر دلائل عقلیہ و آیہ استخلاف	۳۸۱
	(باب دہم)	
۲۵۳	امامت ائمہ اثنا عشریہ وارد شدہ بعض ایرادات کے جوابات	۳۸۳ تا صفحہ ۳۹۱
	(باب یازدہم)	
۲۵۴	فرقۂ حقہ امامیہ کے علاوہ دیگر فرق شیعہ کا بطلان	۳۹۲
۲۵۵	اصحاب ائمہ کے اختلافات کے اسباب یا انکے شبہات	۰
	(باب دوازدہم)	
۲۵۶	فرقۂ ناجیہ کی تحقیق	۳۹۵
۲۵۷	اختلاف امت کے اسباب	۳۹۶
۲۵۸	فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا پہلا طریق	۳۹۷
۲۵۹	ائمہ اہلبیتؑ کے ساتھ مسلمانوں کے بغض و کینہ کی اجمالی مذکرہ	۳۹۸
۲۶۰	بعض منصف مزاج علماء اہلسنت کا اعتراف حقیقت	۳۹۹
۲۶۱	برادران اسلامی کے بعض عذر انکے تمام کا بیان و بطلان	۴۰۱
۲۶۲	فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا دوسرا طریق	۴۰۳
۲۶۳	〃 〃 〃 〃 تیسرا طریق	۴۰۷
۲۶۴	〃 〃 〃 〃 چوتھا طریق	۴۱۱
۲۶۵	〃 〃 〃 〃 پانچواں طریق	۴۱۳
۲۶۶	خاتمۂ کتاب در تقاریظ کتاب از صفحہ ۴۱۴ تا صفحہ ۴۲۰ عراق و ایران اور پاکستان کے مشہور علماء اعلام کی تقاریظ پر مشتمل ہے	
۲۶۷	تاریخ طبع کتاب	۴۲۰
۲۶۸	علماء اعلام و مجتہدین عظام کے اسناد اجتہاد	۴۳۱
	وارث وارث از صفحہ ۴۳۱ تا صفحہ ۴۳۶ آٹھ عدد اسناد و تبرکات کے عکس موجود ہیں۔ تشکر یہ	۴۳۷
۲۶۹	اجمالی فہرست مضامین	

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

باسمہ سبحانہٗ

(سپاسِ بے قیاس)

کتاب مستطاب اثبات الامامت کا چوتھا ایڈیشن عرصہ دراز سے ختم تھا اور اس کی مقبولیت کے پیش نظر اہل ایمان کا بے حد اصرار تھا کہ اسے جلد از جلد شائع کرایا جائے مگر بوجوہ توفیق الٰہی شامل حال نہیں ہو رہی تھی۔

یہ سعادت جناب مستطاب عابد علی صاحب آف نیو پورٹ برطانیہ کو حاصل ہوئی جنہوں نے اس سال میرے دورہ برطانیہ کے موقع پر اپنے والدین شریفین کی ارواح کو ایصال ثواب کی خاطر اس کتاب مستطاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔

SIBTAIN.COM

جزاه الله تعالیٰ خیر الجزاء و بلغه اقصامناه وحفظهٗ من جمیع الشرور والبلایا و شکر سعیهٗ وفقه المزیه الحسنات والاجتناب عن السیئات امنه خیر موفق و معین بحق النبی واله الطاهرین وانا الاحقر

مُحمد حُسین النجفی عفی عنه

بقلمه

۲۱ اپریل ۲۰۰۶ء

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسمہ سبحانہ

انتساب

یا کوکباً ما کان اقصر عمرہٗ — وکذاک تکون کواکب الاسحار

یہ کتاب آج سے قریباً بارہ برس پہلے [illegible] میں نجف اشرف کے دورانِ قیام میں لکھی گئی تھی مگر بوجہ بعض امور مثلاً ناقابلِ ذکر علمی مصروفیات اور دیگر بعض اہم دینی کتب کی اشاعت کی وجہ سے آج تک یہ کتاب دُرِّ مکنون کی طرح صدفِ خمول وگمنامی میں پوشیدہ رہی۔ نہ اس پر نظرثانی کی جا سکی اور نہ ہی اس کی طباعت کی طرف توجہ کی جا سکی۔ امسال ماہِ مبارک صیام کے لمحاتِ فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے دیگر مشاغل سے کچھ وقت بچا کر اس پر تحقیقی نظرثانی کی گئی اور اس کی ہیئتِ اولیٰ میں بہت کچھ تغیر وتبدل کرکے اس میں مفید اضافے بھی کئے گئے۔ اب ہم بتوفیق ایزدی اس قابل ہوئے کہ اس علمی دستاویز کو ابنائے قوم وملت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اربابِ علم وانصاف سے رجاءِ واثق وامیدِ کامل ہے کہ وہ ہماری اس علمی پیشکش کو بنظرِ استحسان دیکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

SIBTAIN.COM

جب کتاب طباعت کے مرحلہ میں تھی تو حسبِ معمول یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اسے کس شخصیت کے نام سے معنون کرنا چاہیئے؟ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اپنے ناشاد اکلوتے لختِ جگر فرزندِ عزیز محمد سبطین مرحوم کی یاد قلبِ حزیں کو مضطرب وپریشان کرنے لگی۔ جس نے اس کتاب کی تصنیف کے زمانہ میں قریباً پہلے پانچ سال کی عمر میں پورا ڈیڑھ ماہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد ہمیں دائمی داغِ مفارقت دیتے ہوئے جناب امیرالمومنینؑ کے جوارِ پُرانوار میں بیٹھنے کے لئے وادی السلام کی مبارک سرزمین میں ابدی سکونت اختیار کر لی۔

جاورت اعدائی وجاور ربّہ — شتّان بین جوارہ وجواری

بہرحال دلِ بریاں نے عقل وخرد کو دعوت دی کہ اس کتاب کو اسی مرحوم کے نام کے ساتھ معنون کرنا چاہیئے لہٰذا صدائے دل پر لبیک کہتے ہوئے یہ کتاب اسی عزیز مرحوم کے نام معنون کی جاتی ہے۔ مومنین باتمکین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بارگاہِ قاضی الحاجات میں دعا کریں کہ وہ رحیم وکریم عزیز مرحوم کے درجات کو عالی ومتعالی فرما کر اسے ہمارے لئے نجاتِ دارین کا ذریعہ بنائے اور جس طرح اس نے ہمیں اس سانحۂ کبریٰ پر صبرِ جمیل عطا فرمایا ہے اسے بطفیلِ سرکار محمد وآلِ محمد علیہم السلام دنیا میں اس کا نعم البدل اور آخرت میں اجرِ جزیل بھی عطا فرمائے اور ہماری اس ناچیز خدمت کو شرفِ قبول بخشے۔ انہ علی کل شیئ قدیر۔ آمین بجاہ النبی وآلہ الطاہرین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وانا المتمسک بالثقلین۔

الاحقر محمد حسین نجفی — طبع اول سنہ ۱۹۶۰ء سرگودھا

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ و مقدمہ

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین و اللعنۃ الدائمۃ علی اعدائھم الملعونین۔

امابعد ارباب بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ قدیم الایام سے جو مسئلہ ہمارے اور دوسری اسلامی برادری کے درمیان اختلافات کی آماجگاہ، معرکۃ الآراء اور محورِ نزاع بنا ہوا ہے وہ ہے مسئلہ امامت۔ چنانچہ فاضل شہرستانی اپنی کتاب "ملل ونحل" مع ہامش طبع مصطفےٰ البابی مصر میں رقمطراز ہیں "اعظم خلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ماسل سیف فی الاسلام علی قاعدۃٍ دینیۃ مثل ماسل علی الامامۃ فی کل زمان" یعنی امتِ محمدیہ کے تمام اختلافات سے بڑا اختلاف مسئلہ امامت میں ہے کیونکہ اسلام کے اندر کسی قاعدۂ دینی پر اس طرح تلوار نہیں کھینچی گئی جس طرح ہر زمانہ میں امامت پر کھینچی گئی ہے اگرچہ ہماری عربی زبان میں اس موضوع پر متعدد و مفید کتابیں موجود ہیں اور لفضلہ اردو زبان کا دامن اس سے مالا مال ہے مگر بایں ہمہ دانشمند طبقہ مدت سے اس موضوع پر ایک ایسی کتاب کی شدت سے کمی محسوس کر رہا تھا جو باوجود صغیر الحجم ہونے کے ایسی جامع ہو کہ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔ اور اس میں ہر قسم کے قاری بالخصوص نئی پود کی ذہنی سطح کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہو۔ اس لئے ہم نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ہم نے اس معیار پر پورا اترنے کی اپنی تمام کوشش صرف کی ہے اب رہا اس بات کا فیصلہ کہ ہم اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ قارئین کرام کے خداداد ذوق و انصاف پر چھوڑا جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ مسئلہ امامت میں کئی ایک اختلاف ہیں!!

(۱) آیا نبی کے بعد کسی خلیفہ و امام کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ (۲) بصورتِ ضرورت آیا امام کا نصب و تقرر خالق کے ذمہ ہے۔ یا مخلوق کے؟ (۳) دونوں صورتوں میں آیا اس تقرر کا وجوب عقلی ہے یا سمعی؟ (۴) در صورت وجوب تقرر آیا مسئلہ امامت اصول میں داخل ہے۔ یا فروعِ دین میں شامل ہے؟ (۵) امام کے لئے کون سے شرائط لازم ہیں اور اس کیلئے کن صفات کا حامل ہونا ضروری ہے معصوم اعلم اور اشجع غرض کہ ہر لحاظ سے افضل ہونا ضروری ہے یا نہ؟

چنانچہ تمام خوارج (خذلھم اللہ) قائل ہیں کہ امامت کوئی ضروری چیز نہیں ہے لیکن دیگر تمام اسلامی فرقے اس کی ضرورت اور وجوب کے مقر و معترف ہیں ہاں ان میں صرف اس قدر فرق ہے کہ حضرات شیعہ امام کا تقرر خدا پر واجب سمجھتے ہیں یعنی جس طرح خداوند عالم پر از راہِ لطف و کرم انبیاء و مرسلین کا بھیجنا واجب ہے اسی طرح ان کے اوصیاء و خلفاء کا تقرر بھی اس پر لازم ہے اور دوسرے فرقے اسے مخلوق پر واجب سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر ان کے مابین اختلاف ہے کہ

www.kitabmart.in

اشاعرہ وجوبِ سمعی کے قائل ہیں اور معتزلہ وجوبِ عقلی کے نیز حضرات شیعہ خیرالبریہ امامت کو اصولِ مذہب میں داخل سمجھتے ہیں اور باقی اہلسنت اسے فروعِ دین کا جزو قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ امام کے لئے اعلم و اشجع اور معصوم ہونا عرضیکہ تمام صفاتِ کمالیہ میں سرآمدِ روزگار اور ہر لحاظ سے افضل افرادِ امت ہونا ضروری سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے مکاتبِ فکر ان صفات کو لازم نہیں جانتے۔ بہرحال ہم اپنے آئندہ بیانات وتحقیقات میں ان تمام پہلوؤں پر اس انداز سے روشنی ڈالیں گے کہ اہلِ ایمان کی چشم بصیرت کو اہلِ انصاف کو جادۂ حق اور صراطِ مستقیم مل جائے گا۔ حق وحقیقت کے

... اللہ العزیز۔ صرف طلب صادق شرط ہے جیسا کہ

www.kitabmart.in

مکالات سے ظاہر ہے ہم یہاں صرف ایک مختصر سے مکالمہ کے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

صاحب فلک النجاۃ نے استقصار الافحام کے حوالہ سے کتاب محاضرات راغب اصفہانی سے نقل کرتے ہیں "ابن عباس کہتے ہیں میں عمر ابن خطاب کے ساتھ سیر کر رہا تھا۔ عمر نے کہا؛ خدا کی قسم تمہارے درمیان حضرت علیؑ مجھ سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے میں نے کہا کہ پھر تم دونوں نے کیوں حملہ کر کے خلافت غصب کر لی؛ تو حضرت عمر نے کہا ہم نے عداوت سے نہیں لی (چالاکی ملاحظہ ہو) ہم ڈرے کہ اکثر لوگ عرب میں ان کے دشمن ہیں وہ ان پر اتفاق نہیں کریں گے نہ جمع ہوں گے۔ نیز حضرت علیؑ کم سن ہیں کام نہیں کر سکیں گے۔

ابن عباس نے کہا تم اور تمہارے دوست علیؑ کو حقیر سمجھ رہے ہو، ورنہ رسولؐ کریم تو ان کو قریش میں سردار مقرر کر کے بھیجتے تھے۔ اور اس وقت ان کو کوئی حقیر نہیں سمجھتا تھا؛ نیز اس مضمون کو درر السمطین محمد ابن یوسف زرندی سے نقل کیا ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ "ابن عباس نے کہا بغض قریش کچھ نہیں کر سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا ہے اور کم سنی کا تم جو ذکر کرتے ہو، تو تمہیں معلوم ہے کہ سورۂ برائۃ اترنے کے بعد ابوبکر کو دیا گیا، لیکن خداوند عالم نے امر فرمایا کہ اس کو وہ آدمی پہنچائے جو نبی سے ہو تب حضرت علیؑ کو روانہ کیا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس وقت صغر سنی کا خیال نہ آیا۔ اس کے بعد عمر نے کہا خاموش ہو جاؤ اور اس بات کو چھپائے رکھو؛

ہم سابقہ بیانات میں حضرت عمر کے ہر دو عذروں پر تفصیلی تبصرہ کر چکے ہیں اس مقام پر حضرت عمر کا جناب ابن عباس کے استدلال کی تاب نہ لا کر لاجواب ہو جانا اور پھر ان کو اس حقیقت کے چھپانے کی تاکید کرنا خاص قابل دید ہے کیونکہ اس سے خلیفہ صاحب کے کوائف ایمانی و مدارج روحانی پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔

(۲) کتاب مروج الذہب مسعودی مطبوعہ بر حاشیہ کامل صفحہ ۶۸، العقد الفرید ج ۲ صفحہ ۳۱۹ پر جناب محمد ابن ابوبکر اور معاویہ کی خط و کتابت مذکور ہے یہاں فقط معاویہ کے ایک خط کے چند الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ محمد ابن ابی بکر نے معاویہ کو بغاوت کے سلسلے میں ایک طعن آمیز خط لکھا تھا جس کے جواب میں معاویہ نے ان کو لکھا کہ "کان ابوک وفاروقہ اول من ابتزہ حقہ وخالفہ علی امرہ علی ذلک اتفقا واتسقا ثم انہما دعواہ الی بیعتہما فامتنع عنہما وتلکأ علیہما فہما بہ الہموم وارادا بہ العظیم" الخ "تیرا باپ (ابوبکر) اور اس کا فاروق (عمر) پہلے شخص تھے جنہوں نے علیؑ کا حق چھینا اور باہمی اتفاق کر کے ان کی مخالفت کی۔ پھر انہوں نے ان کو اپنی

www.kitabmart.in

بیعت کے لئے بلایا۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان دونوں نے ان کے خلاف بڑے بڑے ارادے کیئے:

یہ خط و کتابت نہایت عجیب و غریب ہے جس کے دیکھنے سے بہت سے سر بستہ راز کھل جاتے ہیں اور حضرات اہل جماعت کے بہت سے راز فاش اور پردے چاک ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تاریخ کامل ج ۳ صن ۱۴۹ طبع جدید مطبع مصریہ و طبری ج ۵ صن ۲۳۲ طبع مصر پر لکھا ہے۔ (جرت بین محمد و معاویہ مکاتبات کرھت ذکرہا فانہا کمالا یحتمل سماعہا العامۃ) "محمد ابن ابی بکر اور معاویہ کے درمیان کچھ ایسی خط و کتابت ہوتی رہی ہے جس کا ذکر کرنا ہمیں ناپسند ہے کیونکہ ان میں ایسے امور مذکور ہیں جنہیں سن کر عوام برداشت نہیں کر سکتے (یعنی وہ ایسے حقائق ہیں جنہیں معلوم کر کے سُنّی عوام سُنّی نہیں رہ سکتے۔)

ان تحقیقات و بیانات سے دوسرے دو مرحلے بھی طے ہو گئے اور ہمارے مدعا کی حقانیت و صداقت واضح ہو گئی۔ تاہم مزید وضاحت کے لئے ان دو مرحلوں پر ذیل میں قدرے تفصیل روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حضرت علیؑ خلافتِ ثلاثہ کو جابرانہ اور غاصبانہ سمجھتے تھے

واضح ہو کہ ہمارے جواب کا مرحلہ دوئم یہ تھا۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو ایک غاصبانہ و ظالمانہ خلافت سمجھتے تھے۔ اور خود بانیانِ خلافت کو ظالم، غاصب، کاذب، آثم جانتے تھے۔ اس کا ثبوت سابقہ بیانات میں موجود ہے کیونکہ آنجنابؑ کے کلام حقائق ترجمان میں ان حضرات کی خلافت کے متعلق "غصب" "ظلم" "استبداد" وغیرہ الفاظ مذکور ہیں۔ جن کا صاف و صریح مفاد وہی ہے جس کا ہم نے ادعا کیا ہے۔ تاہم ازدیاد بصیرت کے لئے چند اور اشارات اور اجمالی بیانات پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔

(۱) کتاب الامامت والسیاسۃ صن ۱۳ پر حضرت علیؑ اور دیگر چند حضرات کے بیعت ابوبکر سے تخلف کرنے اور جناب عمر کے غیظ و غضب کا اظہار کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ "ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا کہ جاکر حضرت علیؑ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ قنفذ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجنابؑ نے اس سے آمد کا سبب دریافت فرمایا کہا۔ یدعوک خلیفۃ رسول اللہ۔ آپ کو خلیفۂ رسولؐ یاد کرتے ہیں۔ فقال علی سریع ما کذبتم علی رسول اللہ فرمایا۔ تم لوگوں نے بہت جلد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا کرنا شروع کر دیا (کہ خالقہ کو خلیفۂ رسولؐ کہتے ہو۔) قنفذ نے واپس جاکر جب یہ

www.kitabmart.in

کیفیت بیان کی تو عمر کے برانگیختہ کرنے پر ابوبکر نے دوبارہ اُسے یہ کہہ کر بھیجا کہ قل لہ امیر المومنین یدعوک لتبایع "امیر المومنین تمہیں بیعت کے لئے بلاتے ہیں" جب قنفذ نے حسب الامر آنجناب کو یہ پیغام دیا۔ فرفع علی صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ "تو حضرت علی علیہ السلام نے نہایت بلند آواز سے فرمایا، سبحان اللہ! تعجب ہے کہ ابوبکر نے اس امر کا ادعا کیا ہے جس کے وہ اہل نہیں ہیں"

یہ روایت بہت حد تک امیر المومنینؑ کے حضرت ابوبکر وغیرہ کے متعلق خیالات کی غمازی کرتی ہے۔ اور اس پر نص صریح ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ان کو ہرگز خلیفۂ رسول اور امیر المومنینؑ نہیں سمجھتے تھے وہ بھلا سمجھ ہی کیسے سکتے تھے۔ جب کہ پیغمبر اسلام اس عہدۂ جلیلہ کے لئے خود آپؑ کو بحکم پروردگار نامزد فرما چکے تھے؟

(۲) کتاب روضۃ الاحباب ج ۳ ص۵ پر ہے "گویند اوّل خطبہ کہ در نہایت بلاغت و فصاحت انشا فرمودہ این بود الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ" خداوند عالم کے اس احسان پر حمد کرتا ہوں کہ آج حق "خلافت" اپنے حقیقی محل پر پلٹا ہے" نہج البلاغۃ ج ص پر حضرت کا وہ خطبہ مذکور ہے۔ جس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ "الآن اذ رجع الحق الی اھلہ ونقل الی منتقلہ "اب حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور جہاں سے منتقل ہوا تھا۔ اس مقام پر پہنچ گیا ہے" آنجنابؑ کا یہ ارشاد باسداد نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام حضرات ثلاثہ کی خلافت کو ناحق و ناجائز اور ان مدعیان خلافت کو اس کا نا اہل سمجھتے تھے[1]

---

[1] العقد الفرید ج ۲ ص۲۳ طبع اول مصر پر حضرت امیر علیہ السلام کا ایک مکتوب گرامی مندرج ہے جو آپ نے معاویہ کے ایک طعن آمیز خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ اثنائے کلام میں فرماتے ہیں "وذکرت ابطائی عن الخلفاء وحسدی ایاھم والبغی علیھم فاما البغی فمعاذ اللہ ان یکون واما الکراھۃ لھم فو اللہ ما اعتذر للناس من ذلک الخ" اے معاویہ! تو نے خلفاء سے میری سستی (در بیعت) اور ان سے حسد و بغاوت کرنے کا ذکر کیا ہے جہاں تک بغاوت کا تعلق ہے خدا کی پناہ کہ وہ کبھی عمل میں آئی ہو باقی رہا ان کا برا سمجھنا۔ خدا کی قسم اس امر کی میں ہرگز معذرت نہیں چاہتا! (کیونکہ حقیقت الامر یہی ہے) لہٰذا حضرت علیؑ کے اس حلفیہ بیان کے بعد کوئی مسلمان اس امر میں شک و شبہ کر سکتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کو برا سمجھتے تھے (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

(۳) حضرت علی علیہ السلام کی حضرات ثلاثہ سے مخالفت اور ان کو کاذب، خائن، غادر اور آثم سمجھنا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جس کا خود ان حضرات کو اقرار تھا۔ (آج کل ان کے پیروکار اس کا انکار کرکے اپنے پیر و مرشد حضرت عمر وغیرہ کی تکذیب کریں تو اور بات ہے۔) صحیح بخاری ج ۴ ص۱۱۱ مصر و مسند امام احمد ج ۱ ص۵۵ طبع مصر وغیرہ کتب میں حضرت عمر کا ایک طولانی خطبہ مذکور ہے جس میں انہوں نے سقیفائی خلافت کی کیفیت بیان فرمائی ہے اور اسے بیعت "فلتائی" (کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ" وقی اللہ شرھا) حضرت ابوبکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے عمل میں آئی تھی۔ لیکن خدا نے اس کے شر سے بچا لیا) قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں۔ "وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما" علیؑ اور زبیرؓ اور ان کے ہمراہیوں (بنی ہاشم و دیگر چند خواص) نے تخلف کیا۔

(۴) صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۲ ص۹۱ پر مذکور ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علیؑ و عباس کو خطاب کرتے ہوئے کہا "ما یتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا"۔ تم دونوں مجھے جھوٹا، گنہگار، دغاباز اور خیانت کار سمجھتے ہو۔ بلکہ جو مجھ سے بہتر تھا۔ (حضرت ابوبکر) تم اس کو بھی ایسا ہی سمجھتے تھے؟ ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے اور اپنے رفیق خاص کے متعلق حضرت علیؑ و عباس کے نظریات کی ترجمانی اپنی زبانی کس صراحت و وضاحت کے ساتھ فرمائی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ حضرت علیؑ و عباس نے جناب عمر کی اس نسبت کی رد نہیں فرمائی کہ عمر! یہ کیا کہہ رہے ہو! ہم تو آپ کو فاروق اعظم اور نہایت پاکباز خلیفہ رسولؐ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ابوبکر کو صدیق اکبر اور خلیفہ رسولؐ جانتے ہیں۔ بلکہ آپ نے اس مقام پر اپنے سکوت سے حضرت عمر کے خیالات کی تصدیق فرماتے ہوئے اس نسبت کی صحت پر مہر ثبت فرما دی ہے۔

(۵) اسی طرح حضرت عمر کے مکالمات سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کو مظلوم سمجھتے تھے چنانچہ عبداللہ ابن عباس سے ان کے مکالمہ مندرجہ شرح حدیدی ص۲۴ ج۳ میں یہ فقرہ موجود ہے۔ "ما اری صاحبک الا مظلوما" اے ابن عباس میں تمہارے ساتھی (حضرت علیؑ) کو مظلوم سمجھتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ ظلم بغیر ظالم کے متحقق نہیں ہو سکتا۔ جب حضرت علی مظلوم ہیں تو لامحالہ حضرات شیخین اور ان کے اتباع ہی ظالم ہوں گے ورنہ خلیفہ نواز حضرات ہمیں یہ بتائیں کہ شیخین کے زمانہ میں اور کس شخص نے حضرت علیؑ پر ظلم و ستم کیا تھا جس کی بنا پر آنجنابؑ مظلوم و مقہور تھے؟

اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب کتب معتبرہ اہل سنت ہی سے ماخوذ ہے اور ہماری کتب میں جو کچھ اس موضوع کے متعلق موجود ہے وہ "عیاں را چہ بیان" کا مصداق ہے لہذا باتفاق روایات فریقین واضح ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین اصحاب ثلاثہ کو غاصب و ظالم، کاذب

www.kitabmart.in

وآثم، غادر اور خائن سمجھتے تھے ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ اس سلسلہ میں حق بجانب کون تھا۔ وہ دلائل وبراہین مثل "الحق مع علی وعلی مع الحق اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن" وغیرہ سے معلوم کرنا چاہیئے ہمیں تو سردست نقطہ یہ دکھلانا منظور تھا کہ حضرت امیر علیہ السلام ان کو ظالم وغاصب سمجھتے تھے جو بحمدہ تعالیٰ باحسن وجہ واضح وآشکار ہو گیا۔ اگر کوئی مجمل ومتشابہ یا ضعیف السند یا موضوع ومجعول روایت ان متفق بین الفریقین روایات صحیحہ کے مقابلہ میں پیش کی جائے تو اسے درجہ حجیت واعتبار سے ساقط سمجھا جائے گا

اس مقام پر حضرات اہل سنت کتر وبیونت کر کے ہماری کتب سے جو بعض روایات حضرت علیؑ کے ثلاثہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کے ابطال کے لئے فاضل جلیل مولانا حکیم امیر الدین صاحب (مرحوم) کے رسالہ "ابطال الاستدلال لاهل الزیغ و الضلال" کا مطالعہ فرمائیں۔ اُمید کامل ہے کہ انشاء اللہ اس رسالہ شریفہ کے دیکھنے سے سب سربستہ راز کھل جائیں گے اور شکوک وشبہات کے تمام بادل چھٹ جائیں گے۔[1]

حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت نہیں کی

حقیقت یہ ہے کہ سابق دو مرحلوں کے اثبات کے اب اس مرحلہ میں گفتگو کرنے کی کچھ حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ صاحبان دانش وبینش نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ جب دلائل قاہرہ وبراہین باہرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ خلافت وامامت کو بلا شرکت غیرے محض اپنا حق سمجھتے تھے اور مدعیان خلافت کو اپنے حقوق کا غاصب اور ظالم وخائن، کاذب اور آثم جانتے تھے۔ تو ان حالات میں کوئی صاحب عقل وانصاف یہ تصور بھی کر سکتا ہے۔ کہ آنجنابؑ نے بطیب خاطر ان کی بیعت کی تھی؟ حاشا وکلا۔

ہمیں اس بات کا انہی حضرت سے پتہ چلا ہے کہ خلیفہ رسولؐ کو مومن عادل (بلکہ معصوم) ہونا چاہیئے پھر کیا کوئی عقل سلیم اسے باور کر سکتی ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے انکو گنہگار اور غدار سمجھتے ہوئے بھی ان کی بیعت کر لی ہو؟ ماننا پڑے گا کہ ہرگز کوئی بیعت عمل میں نہیں آئی (کما استقر علیہ رائی المحققین من علماء الامامیہ کثرھم اللہ فی البریہ) "اگر یہ بیعت بظاہر واقع بھی ہوئی تھی (کما استقرت

---

[1] یا ہماری کتاب "تجلیات صداقت" کی طرف رجوع فرمائیں جو اس کتاب کی طبع ثانی کے وقت منظر عام پر آچکی ہے۔ جس میں بڑی تفصیل وجمیل کے ساتھ ان لوگوں کی دسیسہ کاریوں کا پردہ، چاک کیا گیا ہے۔ اور ان کے تمام مسترکات کا تار و پود بکھیر کے رکھ دیا گیا ہے۔ (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

علیہ کلمۃ جمہور المخالفین۔) تو وہ نہایت اجبار و اکراہ اور اضطرار کے عالم میں ہیں۔

سابقہ بیاناتِ شافیہ و تحقیقات کافیہ کے بعد اس سلسلہ میں مزید قلم فرسائی کی چنداں ضرورت تو نہ تھی۔ لیکن تاہم بعض متشککین حضرات کے شکوک کا ازالہ اور متوقفین کی تسکین اور مومنین کے ازدیادِ یقین کی خاطر اس بیعت کے عدم وقوع اور بصورت وقوع اس کے اجباری و اکراہی ہونے پر چند دلائل و شواہد کتب معتبرہ اہل سنت سے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ابن قتیبہ دینوری اپنی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۲ پر " اباءۃ علی کرم اللہ وجہہ عن بیعۃ ابی بکر رضی اللہ عنہما :(عنوان قائم کر کے رقمطراز ہیں) " ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی ابابکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم الخ ..... فقال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی احلب حلبا لک شطرہ واشدد لہ الیوم یردہ علیک غداً ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل قولک ولا ابایعہ فقال لہ ابوبکر فان لم تبایع فلا اکرھک الخ۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابوبکر کے پاس لایا گیا۔ (خود تشریف نہیں لائے۔ مقام تدبر ہے اور اس لائے جانے کی کیفیت بھی عنقریب بیان کی جائے گی انشاءاللہ تعالیٰ) آنجناب نے فرمایا کہ میں عبد خدا اور برادر رسولؐ ہوں عمر نے کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو .... آپ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ حق دار خلافت ہوں تمہیں میری بیعت کرنا چاہیئے۔ عمر نے کہا تمہیں ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا۔ جب تک بیعت نہ کرو۔ حضرت علی نے فرمایا اے عمر! تم اس دودھ کو خوب دوھ لو جس میں تمہارا بھی حصہ ہے۔[1] آج اس امر کو ابوبکر کے لئے خوب

---

[1] حضرت امیر المومنینؑ کا یہ نظریہ ایسا صحیح تھا جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ حتیٰ کہ غیر مسلمان محققین و مورخین ان حالات کے پیش نظر اسی نتیجہ تک پہنچے ہیں۔ چنانچہ ڈیون پورٹ انگریز مورخ نے اپنی انگریزی کتاب "خلافت" میں حضرت ابوبکر کے خلیفہ بننے کی روایت اور حضرت عمر کے حضرت فاطمہؑ کا گھر پھونکنے کی دھمکی کا حال بیان کر کے لکھا ہے۔ "کہ عمر کے اس طرح جبری بلکہ بے محابہ کردار کا باعث بے شک یہ خیال ہوا کہ ابوبکر چونکہ سن رسیدہ ہیں وہ تو بعد رسول کے غالباً بہت دن زندہ نہیں رہیں گے انہوں نے امید کی کہ ٹھیک ترکیب سے وہ خود ابوبکر کے بعد خلیفہ ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ علی کو خارج کر سکیں۔ کہ وہی ایک مدمقابل تھے جن سے ان کو کسی وجہ سے خوف کرنا پڑتا تھا۔" (منقول از تاریخ اسلام ج ۳ ص ۲۵ بتوسط رسالہ اصلاح کھجوہ) فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

مستحکم کرلو، کیونکہ وُہ کل تمہیں واپس لوٹا دیں گے۔ پھر فرمایا اے عمر! میں ہرگز تمہارے قول کو قبول نہیں کروں گا، اور نہ ہی ابوبکر کی بیعت کروں گا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو میں تمہیں مجبور نہیں کرتا۔" اس روایت سے معلوم ہُوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ہرگز بیعت نہیں فرمائی اور بڑی شدت سے انکار کیا۔

(۲) نیز اسی کتاب الامامۃ والسیاستہ صلا پر محدث ابن قتیبہ بذیل عنوان "کیف کانت بیعۃ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ" لیعنی:۔

"حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کی کیفیت"

رقمطراز ہیں؛ ان ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجھہ فبعث الیھم عمر فجاء فناداھم وھم فی دار علیؑ فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہٖ لتخرجن اولا حرقنھا علی من فیھا۔ فقیل لہ یا ابا حفص ان فیھا فاطمۃ فقال وان[1] حضرت ابوبکر نے ایک گروہ کو نہ پایا جو ان کی بیعت سے تخلف کر کے حضرت علیؑ کے پاس جا گزین ہو گئے تھے حضرت عمرؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ چنانچہ عمرؓ نے جا کر ان کو آواز دی۔ جب کہ وُہ حضرت علیؑ کے گھر میں موجود تھے۔ انہوں نے نکلنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے باہر نکل آؤ۔ ورنہ میں گھر کو معہ گھر والوں کے آگ لگا دوں گا۔ ان سے کہا گیا۔ اے ابوحفص! اس گھر میں تو فاطمہؑ بھی ہیں! عمر نے کہا ہوں! مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں! چنانچہ یہ شدت دیکھ کر دوسرے لوگوں نے تو باہر نکل کر ابوبکر کی بیعت کر لی مگر حضرت علیؑ باہر نہ نکلے۔" (الخ) آگے بڑھ کر صلا پر محدث ابن قتیبہ حضرت علیؑ کے متعلق لکھتے ہیں:۔ ولقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا علیاً فمضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان انا لم افعل فمہ! قالوا اذن واللہ الذی لا الٰہ الا ھو نضرب عنقک قال اذن تقتلون عبداللہ واخارسولہ قال عمر اما عبداللہ فنعم واما اخو رسولہ فلا وابوبکر ساکت لایتکلم فقال لہ عمر الا تأمر فیہ بامرک فقال لا اکرھہ علی شیٔ ما کانت فاطمۃ الی جنبہ فلحق علیؑ بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔" عمر اور ان کے ساتھ ایک جماعت (در اقدس پر) باقی رہ گئی۔

---

[1] - عمر بن خطاب کا جناب صدیقہ کبریٰ سلام اللہ علیہا کا گھر جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنا الملل والنحل مصنفہ شہرستانی مطبوعہ بولاق مصر صلا شرح ابن الحدید مطبوعہ ایران ج ۱ صلا، الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی حصہ اول صلا العقد الفرید ج ۲ صلا، تاریخ ابو الفداء ج ۱ صلا، روضۃ المناظر مطبوعہ حاشیہ کامل ابن اثیر ج ۱ صلا اور تاریخ طبری ج ۳ صلا وغیرہ کتب اہل سنت میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے (منہ عفی عنہ)۔

www.kitabmart.in

حضرت علیؑ کو نکال کر ابوبکر کے پاس لے گئے[۲]۔ ان سے کہا گیا کہ بیعت کیجئے۔ فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے؟ کہا گیا ہمیں اس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اگر بیعت نہیں کرو گے تو آپ کی گردن اڑا دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا کے ایک بندے اور اس کے رسول کے بھائی کے قتل کے مرتکب ہو گے! عمر نے کہا۔ مجھے تمہارے خدا کے بندہ ہونے سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن رسولؐ کا بھائی ہونا تسلیم نہیں"۔

اس دوران گفتگو میں حضرت ابوبکر بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ عمر نے ان سے کہا۔ تم ان کے متعلق اپنا حکم کیوں صادر نہیں کرتے؟ کہا میں ان کو کسی چیز پر مجبور نہیں کرتا۔ جب تک فاطمہؑ ان کے پہلو میں موجود ہیں"۔ (اس واقعہ ہائلہ کے بعد) حضرت علیؑ قبر رسولؐ سے لپٹ گئے۔ وہ بلند آواز سے گریہ و بکا کرتے اور کہتے تھے۔ اے بھائی! قوم نے مجھے بالکل ہی ضعیف سمجھ لیا۔ اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی بیعت عمل میں نہیں آئی۔ نہ اختیاری نہ اجباری۔

(۳) اس مطلب کی تائید مزید روضۃ الاحباب ج ۲ صـ۲۵ سے ہوتی ہے۔ اس میں حضرت امیرؑ کے دربار خلافت میں لائے جانے کے بعد اور ان سے بیعت ابوبکر کا مطالبہ کرنے اور آنجناب کے انکار کرنے اور بعض صحابہ سے گفتگو کرنے کے تفصیلی واقعات کے بعد آخر میں لکھا ہے کہ ابوبکر نے کہا۔ "اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین تامل کنی و تفکر نمائی ہیچ حرج نیست پس علیؑ از مجلس برخواست و متوجہ خانہ خویش گشت"۔ اگر آپ کو بیعت کرنے میں توقف ہے اور اس معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت امیرؑ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ (۴) اسی طرح حبیب السیر ج اجزء چہارم صـ۲ پر روضۃ الاحباب کی طرح پوری تفصیل لکھنے کے بعد آخر میں لکھا ہے اور بالآخر شاہ ولایت بے آنکہ با صدیق اکبر بیعت نماید مراجعت فرمود۔" یعنی حضرت امیر نے ابوبکر کی بیعت کئے بغیر مراجعت فرمائی"۔ ان چار عدد شہادتوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور جن بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیعت اجباری تھی اس کی تائید بخاری شریف ج ۲ صـ۶ طبع مجتبائی دہلی کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ لکھا ہے "وکان لعلی وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما

---

[۲] دینوری نے آنجنابؑ کو گھر سے نکالنے کی کیفیت میں اجمال سے کام لیا ہے۔ اس کمی کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ج ۲ صـ۲ پر پورا کیا ہے۔ وہ ابن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ: تخلف علیؑ من بیعۃ ابی بکر فاخرج ملببا یمضی بہ رکیضا۔ جب حضرت علیؑ بیعت ابوبکر سے اعراض کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ تو ان کے گلے میں کپڑا ڈال کر باہر نکالا گیا۔ اور تندوال دواں ابوبکر کے پاس لائے گئے۔ (الخ) یہی طعنہ معاویہ نے اپنے ایک خط میں حضرت امیرؑ کو دیا تھا۔ کہ تقاد کما یقاد الجمل المخشوش تمہیں دربار خلافت میں یوں زبردستی جکڑ کر لایا جاتا تھا جیسے مست اونٹ کے ناک میں نکیل ڈال کر کھینچا جاتا ہے اور جناب امیرؑ نے اس کے جواب میں لکھا تھا یا معاویہ اردت ان تذم فمدحت وان تفضح فافتضحت وما علی المسلم من غضاضۃ فی ان یکون مظلوما (الخ)۔ اے معاویہ تو نے چاہا تھا کہ میری مذمت کر

www.kitabmart.in

توفیت استنکر علیٌ وجوہ النّاس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشھر الخ۔" جب تک جناب فاطمہؑ زندہ تھیں تو عام لوگوں کی نظروں میں حضرت علیؑ کی کچھ عزّت و وقعت تھی۔ لیکن جب آپ وفات پاگئیں تو حضرت علیؑ نے دیکھا کہ لوگ ان سے بالکل رُوگرداں ہوگئے ہیں تب چاہا کہ ابُوبکر سے مصالحت و مبایعت کریں۔ لیکن ان مہینوں میں (جن میں جناب فاطمہؑ زندہ تھیں) حضرت علیؑ نے ابُوبکر کی بیعت نہیں کی تھی۔"

بخاری کی یہ روایت اس امر پر نص صریح ہے کہ حضرت علیؑ نے چھ ماہ (بقول البسیق) جب تک جناب سیّدہ بقید حیات تھیں ہرگز ابُوبکر کی بیعت نہیں فرمائی۔ اگر بقول اہل سنّت بیعت کی بھی تو اُن کی وفات کے بعد اور وہ بھی نا ملائم و ناگزیر حالات و کوائف سے مجبور ہو کر اور وہ مبایعت بھی بمعنیٰ مصالحت ہے نہ بمعنیٰ حقیقی۔ ظاہر ہے کہ مصالحت تو غیر مسلمانوں سے بھی روا ہے۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر حضرت علیؑ ابوبکر کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے تو چھ ماہ تک تخلّف و اعراض یعنی چہ؟ اور چھ ماہ کے بعد ناخوشگوار حالات سے مجبور ہو کر بیعت کرنا چہ معنی دارد؟ جو شخص حقیقی خلیفہ کی معرفت حاصل کئے بغیر مر جائے اس کے متعلق پیغمبرِ اسلامؐ کا یہ فرمان موجود ہے: "من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ" جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیّت کی موت مرتا ہے۔" (منصب امامت شاہ اسماعیل ص۱۲۱ مترجم اردو) اگر حضرت علیؑ اس اثنا میں دارِ البقا کی طرف منتقل ہو جاتے اور مسلمان ان پر کیا فتویٰ لگاتے؟ اور سیّدۃ عالم اسلام اللہ علیہا جو اسی عدم بیعت یعنی جناب ابوبکر کو خلیفۂ رسولؐ نہ جاننے کے عالم میں رحلت فرما گئیں ان کے متعلق برادرانِ اسلام کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے؟"

ع مشکلے دارم ز دانش مند مجلس باز پرس؟

ماننا پڑے گا کہ حضرت امیر علیہ السلام جناب ابوبکر کو ہرگز خلیفۂ رسولؐ نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے متعلق آپ کا وہی نظریہ تھا جو سطورِ بالا میں بیان ہو چکا ہے: "الحق مع علی وعلی مع الحق"

ازالۂ شبہ کہا جاتا ہے کہ تاریخ الامم والملوک جلد دوم ص۴۴۷ سطر۱۲ پر ہے: "حضرت علیؑ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی آنے والے نے کہا کہ ابوبکر لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھ گئے ہیں، حضرت علیؑ جلدی سے اٹھے۔ درحالیکہ آپ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ نہ تہ بند تھا نہ چادر تھی۔ آپ نے بیعت کرنے میں دیر کو مکروہ جانا۔ یہاں تک کہ بیعت کی۔ پھر ابوبکر کے پاس بیٹھ گئے اور کپڑوں کے لئے آدمی بھیجا وہ آیا تو آپ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر کی مجلس کو لازم پکڑ لیا۔" روایت بخاری کے متعلق ابن حجر عسقلانی اور عینی شارحین بخاری کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ چھ ماہ بعد جو بیعت ہوئی تھی وہ بیعتِ ثانیہ تھی۔ پہلی بیعت تو وہی تھی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے مسجد نبوی میں حسب بیان ابن جریر طبری کر لی تھی۔"

سابقہ تحقیقات کے بعد اس خیال کا ابطال محتاج بیان نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان حقیقت ترجمان سے اس شبہ کا بطلان روزِ روشن کی طرح واضح و عیاں ہو گیا ہے۔ کون صاحبِ عقل و انصاف انسان مذکورہ بالا تاریخی حقائق و

www.kitabmart.in

مسلّمات کے مقابلہ میں طبری یا اس کے دیگر امثال کی ایک بے سر وپا روایت کو ترجیح دے کر ان مسلّمات کا انکار کر سکتا ہے؟ حالانکہ اسی تاریخ طبری میں اس روایت کے خلاف دیگر روایات موجود ہیں جن میں سے بعض روایات اس جواب کے مرحلہ اولی میں مذکور ہو چکی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک روایت ج ۲ صفحہ ۲۰۲ پر مذکور ہے "قال معمر فقال رجل للزھری افلم یبایعہ علی ستۃ اشھر قال لا ولا احد من بنی ھاشم" معمر بیان کرتے ہیں کسی شخص نے زہری سے پوچھا کہ حضرت علیؑ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی؟ کہا ہرگز نہیں اور نہ بنی ہاشم سے کسی نے کی تھی۔ علاوہ بریں تاریخ الامم والملوک کی جلد دوئم طبع اولی در مطبع حسینیہ بالمصر ہمارے پیش نظر ہے اس میں اس محولہ بالا روایت کا نام و نشان بھی نہیں ہے بلکہ سرے سے اس میں نشان دادہ صفحات ہی نہیں ہیں کیونکہ جلد دوم تین صد صفحات پر مشتمل ہے لہذا صفحہ ۴۴۷ سطر ۱۲ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح روایت بخاری کے متعلق یہ کہنا کہ یہ بیعتِ ثانیہ تھی بالکل غلط ہے کیونکہ اگر دیگر ادلہ و براہین سے حضرت علیؑ کا پہلے بیعت کرنا ثابت ہو جاتا اور کسی روایت سے یہ معلوم ہوتا کہ چھ ماہ بعد بیعت فرمائی تو شاید ممکن تھا کہ اس قسم کی کوئی تاویل علیل کی جا سکتی لیکن جب روایات اس کے خلاف موجود ہیں یعنی کتب فریقین سے حضرت علیؑ کا بیعت نہ کرنا ثابت ہے تو اسے کس قاعدہ کی رو سے بیعتِ ثانیہ پر محمول کیا جا سکتا ہے؟ مزید برآں قطع نظر ادلۂ خارجیہ کے خود بخاری کی روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ "لم یکن یبایع تلک الاشھر" حضرت علیؑ نے ان چھ ماہ میں ہرگز بیعت نہیں کی" اگر پہلے بیعت کر چکے تھے تو مذکورہ بالا جملہ کے کیا معنی ہیں؟ تاویل کنندگان نے اس جملہ کو نظر انداز کر کے اس تاویل علیل کا ارتکاب کیا ہے ورنہ اس کے پیش نظر ہرگز یہ تاویل نہیں کی جا سکتی۔ کما لا یخفیٰ۔ پس بنا بریں صحیح بخاری اور تاریخ طبری کی روایت میں تعارض ہو جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ بنا بر اصول مقررہ اہلِ سنّت تعارض کے وقت صحیح بخاری کی روایت کو سب کتب پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ (و قد تقدم تفصیلہ) علاوہ بریں بیعتِ ثانیہ کی آنجناب کو کون سی حاجت لاحق ہو گئی تھی؟ کیا آپ کی سابقہ بیعت ڈھیلی پڑ گئی تھی؟ جو اس کی پختگی کے لئے دوبارہ بیعت کی! کسی اور صحابی کی بیعت تو ڈھیلی نہ پڑی۔ ہاں اگر کمزور ہو گئی تو حضرت علیؑ کی بیعت۔

ع "بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است" یہی وجہ ہے کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اقرار کیا ہے کہ یہ بیعت فریقین سے بڑے تشدد کے بعد عمل میں آئی۔ اور ان حضرات کی شدید ردّ کی ہے جو اس کے بطیب خاطر فوراً وقوع پذیر ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ شرح مقاصد ج ۲ صفحہ ۲۸۶ طبع اسلامبول پر ادلہ خلافت ابوبکر کے ضمن میں رقمطراز ہیں۔ "الاول وھو العمدۃ اجماع اھل الحل والعقد علی ذالک و ان کان من البعض بعد تردد و توقف الخ (الی ان قال) و ذکر فی صحیح البخاری وغیرہ من الکتب الصحیحۃ ان بیعۃ علی (۹)

(از حاشیہ شرح مقاصد) یہاں اصل کتاب میں جس قدر جگہ

دفی ارسال ابی بکر و عمر ابا عبیدۃ الجراح الیٰ علی رضی اللہ عنہ رسالۃ لطیفۃ رواھا الثقات باسناد صحیح یشتمل علی کلام کثیر من الجانبین وقلیل غلظۃ من عمر وعلی ان علیاً جاء الیھما ودخل فیما دخلت فیہ الجماعۃ وقال حین قام عن المجلس بارک اللہ فیما ساءنی وسرکم فیما ورد ی الذی نما یوبیع .... محل نظر انتھی۔

"یعنی پہلی دلیل۔ اہل حل وعقد کا اجماع ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے بڑے تردد و توقف کے بعد بیعت کی۔ (یہاں تک کہ کہا) صحیح بخاری وغیرہ کتب صحیحہ میں لکھا ہے کہ بیعت علیؑ ۔ اسی طرح ابوبکر و عمر کا ابوعبیدہ بن جراح کو خاص پیام دیکر حضرت علیؑ کے پاس بھیجنا جسے قابل وثوق علماء نے باسناد صحیح لکھا ہے۔ جو طرفین سے بڑی طویل گفتگو پر مشتمل ہے۔ جس میں حضرت علیؑ اور عمرؓ کے درمیان تلخ کلامی کا ہونا بھی مذکور ہے اور یہ بھی درج ہے کہ جب حضرت علیؑ آئے اور اس امر میں داخل ہو گئے جس میں دوسری جماعت داخل تھی تو بزم سے اٹھتے وقت فرمایا۔ خدا تمہیں وہ چیز (بیعت) مبارک کرے جس نے تمہیں خوش اور مجھے غمناک کیا ہے اور جن آثار میں وارد ہے کہ آپؑ نے برضاء و رغبت بیعت کی یہ محل نظر ہے۔" (یعنی درست نہیں ہے) ان حقائق کی روشنی میں ثابت ہوگیا کہ اگر اس قسم کی اکراہی واجباری بیعت ثابت بھی ہو جائے۔ تو بھی اس سے مدعیان خلافت کو بجائے نقصان کے کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ کما لا یخفیٰ ۔

اشکال چہارم | اگر حضرت علیؑ واقعاً اپنے کو مستحق خلافت اور حضرت ابوبکر وغیرہ کو ظالم و غاصب سمجھتے تھے تو باں شجاعت و شہامت سکوت کیوں اختیار فرمایا اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ ان کا سکوت ان کی رضامندی کی دلیل ہے۔"

الجواب وبہ الثقۃ فی ردِّ کلّ مرتاب :۔ قبل اس کے کہ اس شبہ کا جواب شافیہ وکافیہ سے قلع قمع کیا جائے بطور تمہید یہاں دو باتوں کا بیان کردینا مناسب ہے:۔

(۱) یہ دنیا والوں کی نا سمجھی ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جو محل بے محل جنگ پر آمادہ ہو جائے بہادر اور شجاع کہہ دیتے ہیں لیکن شجاعت حقیقتہً یہ ہے کہ انسان کے لئے جس وقت قدم اٹھانا مناسب ہو اور اقدام ضروری ہو اس وقت پر جگری کے ساتھ وہ آگے بڑھے اور سب کچھ کرے جو اس کا فرض معلوم ہوتا ہو چاہے اس سلسلہ میں اسے جان بھی دینا پڑے اور جس موقع پر اقدام مناسب نہ ہو بلکہ سکوت اور چشم پوشی کی ضرورت ہو اس وقت تحمل سے کام لے[1]

---

[1] علاوہ بریں حضرت امیرؑ کا بیعت ابوبکر وغیرہ کرنا عقل سلیم کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی کی بیعت وہ کرتا ہے جو جنت حاصل کرنے میں اس کا محتاج ہو مگر جو خود بنص رسولؐ قسیم الجنۃ والنار ہو وہ دوسروں سے بے نیاز اور دوسرے تمام لوگ جنت میں جانے میں اس کے محتاج ہوں وہ کیونکر دوسروں کی بیعت کرسکتا ہے اور جب اسکے ساتھ ساتھ خلیفۂ اوّل کی یہ روایت کہ لایجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز (صواعق محرقہ ص ۲۳ طبع مصر) [illegible]

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

چاہے اس میں کتنی ہی مشکلات درپیش ہوں اور ناگوار صورتوں کا مقابلہ کرنا پڑے۔ اس صورت میں خاموشی اسی طرح شجاعت کا ثبوت ہو گی جس طرح پہلی صورت میں نبرد آزمائی"۔

(شہید انسانیت صفحہ ۲۶۴ طبع دوم)

(۲) عقلائے روزگار کا یہ طریقہ ہے کہ جب دلائل و براہین سے۔۔۔۔ ان کے نزدیک کوئی امر محقق و مبین ہو جائے تو محض استبعاد عقلی کی بنا پر اس امر سے دستبردار نہیں ہوتے بالخصوص جب کہ اس امر کا تعلق کسی ایسی ذات الاصفات کے ساتھ ہو جو دانش و بینش اور عقل و حکمت میں سرآمد عقلاء روزگار ہو بلکہ وہ ایسے مواقع پر اس امر کے لئے کچھ مصالح و حکم معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اگر کوئی صحیح وجہ معلوم ہو جائے تو فبہا ورنہ سوائے سر تسلیم خم کرنے اور اپنے عجز و قصور کا اقرار کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نہیں سمجھتے۔ زبان طعن و تشنیع اور جحود و انکار دراز کرنے کو خلاف دانش تصور کرتے ہیں۔ صاحب تحفہ اثنا عشریہ اپنی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں" پس اسرار ایں معاملات کہ حق تعالیٰ با خاصان خود می فرماید۔ بہر یکے از ایشان برنگ دیگر سلوک مے کند بسیار دقیق باریک اند کہ ذہن ہر کس بآنہا نمی رسد۔ (و بعد ازیں مے گوید) لہٰذا محققین ایں اسرار حوالہ بعلم الٰہی نمایند و مہر خوشی بر دہان نہند" خلاصہ مطلب یہ کہ:۔ خاصان خدا سے جن افعال و کوائف کا ظہور ہوتا ہے اور خداوند عالم ان کے ساتھ جس لطف و رحمت کی روش و رفتار کا اظہار فرماتا ہے اس کی اصل حقیقت تک ہر ایک کے عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی اسی لئے محققین ان اسرار و رموز کو خداوند عالم کے علم کے سپرد کر کے اپنے دہنوں پر مہر سکوت لگا دیتے ہیں اور ہرگز کسی قسم کی قیل و قال نہیں کرتے"۔

SIBTAIN.COM

بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ جب ادلۂ قاطعہ و براہین ساطعہ سے حضرت علیؑ کی عصمت و طہارت و دیانت و امانت اور فراست و قیاست محقق و مبرہن ہو چکی ہے اور یہ امر بھی براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ آنجناب اپنے کو مستحق خلافت اور مدعیان خلافت کو ظالم و غاصب اور آثم و غادر سمجھتے تھے لیکن اگر بایں ہمہ ان سے جنگ و جدال اور قتل و قتال نہیں فرمایا تو لا محالہ اس میں کچھ مصالح و حکم مضمر و مخفی ہوں گے۔ (لان فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ) یقیناً ان علل و اسباب کے معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر معلوم ہو جائیں تو فہو المقصود ورنہ زبان پر مہر خاموشی لگا کر سر تسلیم خم کرنا چاہیئے کسی صاحب عقل و انصاف کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آنجناب کے اس کردار پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے یہ کہنے کی جسارت کرے۔ کہ اگر حضرت علیؑ ان کو ظالم و غاصب سمجھتے تھے اور پھر حصول حق کے لئے ان سے جنگ نہ کی تو آپ کی عصمت و امامت رخصت ہو جائے گی" جیسا کہ شارح مقاصد اور صاحب صواعق و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ نے اس گستاخانہ کلام باطل نظام کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ مذکورہ بالا اجمالی بیان ارباب انصاف کے لئے کافی ہے لیکن شاید کوئی متوہم ہمارے اس بیان سے یہ توہم کرے کہ ہمارے پاس حضرت علیؑ کے اس سکوت اور ترک قتال کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس تمہید مفید کے بعد ہم چند علل و اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنی طرف سے کچھ وجوہ

www.kitabmart.in

پیش کی جائیں انہی وجوہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جنہیں خود امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعض خطب و خطوط میں بیان فرمایا ہے کیونکہ یہ شبہ آجکل کی پیداوار نہیں بلکہ آنجنابؑ کے عہدِ معدلت مہد سے برابر اس کا چرچا چلا آرہا ہے۔ مدعیانِ خلافت کے حمائتیوں نے اپنی شاطرانہ چالوں سے اسے کچھ اس طرح اذہانِ عامہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا کہ باوجودیکہ اس کے متعدد جواب اور علل و اسباب بیان کئے گئے لیکن تا امروز یہ شبہ بدستور پیش کیا جاتا ہے۔ سچ ہے من لم یجعل اللہ له نوراً فما له من نور۔ بہرکیف جب حضرت امیر المومنینؑ کو یہ معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اس قسم کے شبہات کا اظہار کر رہے ہیں تو آپ نے مختلف اوقات میں متعدد نقضی و حلی جوابات دیئے اور اپنے اس فعلِ جمیل کے متعدد مصالح و حکم بیان فرمائے ہم ذیل میں آنجنابؑ کے تین جوابات سے کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

جواب اوّل بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے کہ جن دنوں حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں رونق افروز تھے تو آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اس شبہ کا اظہار کر رہے ہیں، آپ نے لوگوں کو جامع کوفہ میں جمع کرکے ایک خطبہ دیا حمد و ثنائے ایزدی کے ارشاد فرمایا معاشر الناس انه بلغنی عنکم کذا و کذا قالوا صدق امیر المؤمنین قد قلنا ذلک قال فان لی بستة من الانبیاء اسوة فیما فعلت قال الله تعالیٰ فی محکم کتابه لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة وقالوا ومن هم یا امیر المؤمنین؟ قال اولهم ابراهیم اذ قال لقومه واعتزلکم وما تدعون من دون الله فان قلتم ان ابراهیم اعتزل لغیر مکروه اصابه منهم فقد کفرتم وان قلتم اعتزلهم لمکروه رآه منهم فالوصی اعذر ولی بابن خالته لوط اسوة اذ قال لقومه لو ان لی بکم قوة او اوی الی رکن شدید فان قلتم ان لوطا کانت له بهم قوة فقد کفرتم وان قلتم لم یکن له بهم قوة فالوصی اعذر۔ ولی بیوسف علیه السلام اسوة اذ قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه فان قلتم ان یوسف دعا ربه وسأله السجن لسخط ربه فقد کفرتم وان قلتم انه اراد بذلک لئلا یسخط ربه علیه فاختار السجن فالوصی اعذر۔ ولی بموسیٰ علیه السلام اسوة اذ قال ففررت منکم خفتکم فان قلتم ان موسیٰ فر من قومه بلا خوف کان له منهم فقد کفرتم وان قلتم ان موسیٰ خاف منهم فالوصی اعذر۔ ولی باخی هارون اسوة اذ قال لاخیه یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فان قلتم لم یستضعفوه ولم یشرفوا علی قتله فقد کفرتم وان قلتم استضعفوه واشرفوا علی قتله فلذلک سکت عنهم فالوصی اعذر۔ ولی بمحمد صلی الله علیه وآله اسوة حین فر من قومه ولحق بالغار من خوفهم وانامنی علی فراشه فان قلتم فر من قومه لغیر خوف منهم فقد کفرتم وان قلتم خافهم وانامنی علی فراشه خافهم ولحق هو بالغار من خوفهم فالوصی اعذر۔

(اربعین علامہ مجلسیؒ ص ۱۱۵-۱۱۶، احتجاج طبرسی ص ۱، علل الشرائع ج ۱ ص ۱۴۲ طبع ایران)

ایها الناس! مجھے تمہاری کچھ چہ میگوئیوں کی اطلاع ملی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا امیر المومنین یہ اطلاع درست ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے اس میں میرے لئے چھ انبیاء کرامؑ کا نمونۂ عمل موجود ہے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ انبیاء کون

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

سے ہیں؟ فرمایا ان میں سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہیں جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا میں تم سے اور جن کو تم خدا کے علاوہ پکارتے ہو علیحدگی اختیار کر لوں گا۔ پس اگر تم یہ کہتے ہو کہ جنابؑ نے قوم کے رنج والم کے بغیر ایسا کہا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر یہ تسلیم کرتے ہو کہ انہوں نے قوم کی اذیت رسانی کی بنا پر ایسا کیا تو پھر وصیٔ رسولؐ زیادہ معذور ہے۔ (احتجاج طبرسی کی روایت میں حضرت ابراہیمؑ کی بجائے حضرت نوحؑ کا ذکر ہے جنہوں نے قوم کے حالات سے مجبور ہو کر یہ کہا رب انی مغلوب فانتصر۔ یا اللہ میں کمزور ہوں میری نصرت فرما) دوسرے جناب ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی حضرت لوطؑ ہیں جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اے کاش مجھے قدرت حاصل ہوتی یا کسی مضبوط قلعہ میں پناہ حاصل کر سکتا؟ اگر تم یہ کہتے ہو کہ انہوں نے طاقت و قدرت کے رکھتے ہوئے بھی یہ فرمایا تو تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ مانتے ہو کہ ان میں قوت نہ تھی تو پھر وصیٔ رسولؐ زیادہ معذور ہیں۔" تیسرے جناب یوسفؑ ہیں جب کہ انہوں نے بارگاہِ ایزدی میں یہ درخواست پیش کی اے پروردگار! جس بات کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس سے تو مجھے قید و بند زیادہ پسند ہے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ جناب یوسفؑ نے بلا مجبوری اپنے پروردگار کو ناراض کرنے کے لئے اس سے قید و بند کا سوال کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ تسلیم کرتے ہو کہ انہوں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ خدا ناراض نہ ہو تو پھر وصیٔ رسولؐ زیادہ معذور ہے۔ چوتھے حضرت موسیٰؑ ہیں جو فرماتے ہیں جب میں نے تم سے خوف محسوس کیا تو میں بھاگ نکلا۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ انہوں نے بلا خوف فرار اختیار کیا تھا تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ مانتے ہو کہ ان کو خوف دامن گیر تھا تو پھر وصیٔ رسولؐ زیادہ معذور ہیں۔ پانچویں حضرت ہارونؑ ہیں جنہوں نے اپنے برادرِ معظم کی خدمت میں قوم کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا۔ اے بھائی! قوم نے مجھے اس قدر کمزور سمجھا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ پس اگر تم یہ کہتے ہو کہ قوم نے ان کو کمزور نہیں سمجھا تھا تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ مانتے ہو کہ انہوں نے ان کو کمزور سمجھا اور ان کے قتل کا ارادہ بھی کیا تو پھر وصیٔ رسولؐ زیادہ معذور ہیں۔" چھٹے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب کہ انہوں نے قوم کے مظالم سے مجبور ہو کر ہجرت کی اور ان کے خوف و ہراس کی وجہ سے غار میں پناہ لی اور مجھے اپنے

جواب دوم جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر ملال ہوا تو مدینہ منافقوں سے بھرا ہوا تھا جو شجرِ اسلام کی بیخ کنی کرنے کے لئے ہر وقت مختلف تدابیر سوچنے کی دھن میں لگے ہوئے تھے جیسا کہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسولؐ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔" (الفاروق ج ۱ ص ۵۲ طبع لاہور) اور اس پر

بستر پر سلا دیا پس اگر تم یہ کہتے ہو کہ بلا خوف غار میں تشریف لے گئے تھے تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور اگر یہ مانتے ہو کہ انہوں نے قوم کے خوف کی وجہ سے ایسا کیا تو پھر ان کا وصی زیادہ مجبور ہے (الغرض اگر ظاہری کمزوری کی وجہ سے ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں سے عملی جہاد نہیں کیا بلکہ صرف زبانی اظہارِ نفرت پر اکتفا کی ہے۔ مگر اس سے انکی نبوتوں میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ تو اگر علیؑ نے ظاہری کمزوری کی بنا پر غاصبین سے جنگ نہیں لڑی تو اس میں کیا جائے تعجب و اعتراض ہے؟)

www.kitabmart.in

طرہ یہ کہ جو مومن تھے ان میں اکثر نو واردانِ اسلام تھے جو تا حال راسخ الایمان اور ثابت القول نہ تھے۔ لہٰذا معمولی فتنہ و فساد اور شبہ و ایراد کی بنا پر ان کے کفر و الحاد کی طرف عود کر جانے کا بھی شدید خطرہ تھا۔ حتیٰ کہ اسی خوف سے حضرت رسول خدا بعض ضروری اصلاحات انجام نہ دے سکے۔[1] یہ تو تھے داخلی کوائف۔ اور جہاں تک خارجی حالات کا تعلق ہے ان کی کیفیت یہ تھی۔ کہ ہر چہار طرف سے دشمنانِ اسلام شمع اسلام کو گل کرنے کی گھات میں بیٹھے ہوئے رات دن منصوبے باندھ رہے تھے۔ ان حالات میں اگر حضرت علی علیہ السّلام تلوار اٹھا لیتے اور مسلمانوں کے درمیان عین دار الخلافہ میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ نو واردانِ اسلام دوبارہ کفر و شرک کی طرف پلٹ جاتے اور منافقین کو شجرِ اسلام کی بیخ کنی کا نہایت عمدہ موقع مل جاتا اور معاندین اسلام کو شمع اسلام گل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آتی۔ اس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تئیس سالہ زحمات و مشقات کا جن میں حضرت امیر علیہ السّلام بھی برابر کے شریک و سہیم تھے۔ خونِ ناحق ہو جاتا اور جہاں نورِ اسلام اپنی ضیا پاشیوں سے تمام عالم کو منوّر و درخشاں کر رہا تھا۔ اس کی جگہ دوبارہ ظلمت کفر و شرک چھا جاتی۔ ابد الآباد کے لئے لوگ نورِ اسلام سے بہرہ مند ہونے سے محروم ہو جاتے۔ یہ ایسا امر تھا جسے حضرت امیر المؤمنین ایسے محسنِ اسلام کسی صورت میں گوارا نہیں فرما سکتے تھے چنانچہ خود آنجناب نے متعدد بار ان حقائق کا اظہار فرمایا ہے۔

نہج البلاغہ ج ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر میں مذکور ہے۔ فرمایا: "اما بعد فان اللہ سبحانہ بعث محمداً نذیراً للعالمین و مھیمناً علی المرسلین فلما مضی علیہ السلام تنازع المسلمون الامر من بعدہ فواللہ ما کان یلقی فی روعی ولا یخطر ببالی ان العرب تزعج ھذا الامر من بعدہ عن اھل بیتہ ولا انھم منحوہ عنی من بعدہ فما راعنی الا انثیال الناس علی فلان یبایعونہ فامسکت یدی حتی رأیت راجعۃ الناس قد رجعت عن الاسلام یدعون الی محق دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخشیت ان لم انصر الاسلام واھلہ ان اری فیہ ثلماً او ھدماً تکون المصیبۃ بہ علی اعظم من فوت ولایتکم التی ھی متاع ایام قلائل یزول منھا ما کان کما یزول السراب او کما یتقشع السحاب. فنھضت فی تلک الاحداث حتی زاح الباطل و زھق واطمأن الدین و تنھنہ۔" خداوند عالم نے جناب رسول خدا کو عالمین کے لئے نذیر اور انبیاء و مرسلین کے لئے شاہد بنا کر بھیجا۔ جب آپ دارِ دنیا سے رحلت فرما گئے تو مسلمان ان کے بعد امر خلافت میں جھگڑا کرنے لگے پھر

---

[1] بخاری ج ۲ صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر میں مروی ہے کہ ایک بار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صاحبہ سے بطور شکوہ فرمایا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتے وقت اس کی اصل بنیادوں سے کم کر دیا۔ عائشہ نے کہا یا رسول اللہ الا تردھا علی قواعد ابراھیم۔ یا رسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قائم کردہ بنیادوں پر کیوں نہیں لوٹا دیتے؟ آپ نے فرمایا لولا حدثان قومک بالکفر! اگر تیری قوم تازہ تازہ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل نہ ہوئی ہوتی (جس کے دوبارہ ارتداد کا اندیشہ ہے) تو میں ایسا کرتا (منہ عفی عنہ)۔

www.kitabmart.in

میرے دل میں یہ بات کبھی نہیں آئی تھی کہ عرب اس امر (خلافت) کو آنحضرتؐ کے اہل بیت سے اور بالخصوص مجھ سے دور کر دیں گے (ان حالات میں مجھے) باز نہیں رکھا۔ مگر اس بات نے کہ لوگ بیعت کرنے کے لئے فلاں پر ٹوٹے پڑتے تھے پس میں نے اپنا ہاتھ (تلوار اٹھانے سے) روک لیا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ دینِ اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں جو دینِ رسولؐ کے مٹانے کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں ایسے حالات میں اسلام اور اہلِ اسلام کی نصرت نہ کروں (صبر و سکوت کر کے) تو پھر مجھے اسلام میں ایسا شگاف اور رخنہ دیکھنا پڑے گا جس کا صدمہ چند روزہ خلافت کے چھن جانے سے بھی زیادہ سخت ہو گا۔ یہ چند روزہ ظاہری حکومت تو اس طرح زائل ہو جاتی ہے جس طرح بادل یا کہر زائل ہو جاتا ہے لہٰذا میں نے ان احداث و بدعات کے وقت تائیدِ حق کی یہاں تک باطل مٹ گیا۔ اور دین مطمئن و مستقر ہو گیا۔" ع

ونعم ما قال ابو سلیمان بن حرب فی ھذا المعنی

ماکنت احسب ان الامر منصرف ❊ عن ھاشم ثم منھا عن ابی الحسن (شرح حدیدی

الیس اوّل من صلی لقبلتھم ❊ واعلم النّاس بالقرآن والسنن ج ۲ صفحہ ۴۸۸)

(۲) سابقاً استیعاب ابن عبد البرؒ مطبوعہ برحاشیہ اصابہ ج ا صفحہ ۵۰۲ سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ آنجنابؑ کو جب طلحہ و زبیر کی بغاوت کی اطلاع ملی تو آنجنابؑ نے ان کو خط لکھا۔ اس میں اپنی احقیت بالخلافت کے اظہار کے بعد تحریر فرمایا: "وایم اللّٰہ لولا مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبور الدین لغیّرنا فصبرنا علی بعض الالم"۔ "خدا کی قسم اگر مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جانے کا اندیشہ، کفر کے پلٹ آنے کا خطرہ اور دین کی تباہی کا خوف نہ ہوتا، تو یقیناً ہم حالات کا کایا پلٹ کر رکھ دیتے۔ لیکن ہم نے (مذکورہ بالا مصالح کے پیش نظر) ان مصائب پر صبر کیا۔"

(۳) مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ اور کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۵۵ پر شوریٰ کے دن حضرت امیر علیہ السّلام نے یہ کلام حقیقت ترجمان ارشاد فرمایا۔ عامر ابن واصلہ سے روایت ہے: "قال کنت علی الباب یوم الشوریٰ فارتفعت الاصوات بینھم فسمعت علیاً یقول بایع النّاس ابابکر وانا واللّٰہ اولی بالامر منہ واحق بہ منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع النّاس کفاراً یضرب بعضھم رقاب بعض بالسّیف الخ" عامر بیان کرتے ہیں کہ میں بروز شوریٰ دروازہ پر موجود تھا جب اہلِ شوریٰ کی آوازیں بلند ہوئیں تو میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے "لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی حالانکہ خدا کی قسم میں اس سے زیادہ حقدار خلافت تھا لیکن میں نے محض اس اندیشہ کے ماتحت سکوت اختیار کیا (اس خانہ جنگی کی وجہ سے) لوگ کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ اڑانا شروع کر دیں۔"

(۴) ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ ۵ طبع بیروت پر روایت کرتے ہیں کہ "ان فاطمۃ خرضت

www.kitabmart.in

امیرالمؤمنین یوماً علی النہوض والوثوب فسمع صوت المؤذن اشہدان محمداً رسول اللہ فقال لہا ایسرک
زوال ہذا النداء من الارض قالت لا قال فانہ ما اقول لک" ایک دن حضرت فاطمہ زہراؑ نے حضرت امیرالمؤمنینؑ کو جنگ کے لئے برانگیختہ کیا۔ اس اثنا میں آنجنابؑ نے مؤذن کی اذان سنی جو اشہد ان محمداً رسول اللہ کہہ رہا تھا (حضرت امیرؑ نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے) فرمایا۔ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ یہ ندا زمین سے ختم ہو جائے؟ جناب سیدہؑ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا یہی وہ چیز ہے جو میں تم سے کہتا ہوں۔" (کہ میرے جنگ کرنے سے یہ ندا ختم ہو جائیگی) ان حقائق کی روشنی میں واضح و عیاں ہو گیا کہ حضرت امیرالمؤمنینؑ نے محض بقائے دین و حفظِ شریعت سیدالمرسلین اور خوف افتراق بین المسلمین کے جذبۂ صالحہ کے ماتحت یہ تمام مصائب و آلام برداشت کئے اور اپنے حقوق کو پامال ہوتے دیکھتے رہے لیکن بجز صبر و شکیبائی کے کوئی اقدام نہ فرمایا۔ آپؑ کا یہ برمحل صبر و ضبط ہی آپ کی بے پناہ خداداد قوتؑ و شجاعت اور حکمت و مصلحت بینی کا بین ثبوت و شاہکار ہے۔

جواب سوم کتب سیر و تواریخ و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے آنے والے فتنہ و فساد اور مکر و فریب سے باعلام ایزدی حضرت امیر علیہ السّلام کو مطلع فرما دیا تھا اور بصورت انصار و اعوان کے نہ ہونے کے آپؑ سے صبر و تحمل کا عہد و پیمان لے لیا تھا۔ اس لئے آنجناب بمطابق وصیت رسولؐ تمام ظلم و ستم سہنے پر مامور اور تلوار اٹھانے سے معذور تھے۔ چنانچہ کنزالعمال ج ۶ صفحہ ۱۵۷ پر لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ "ان الامۃ ستغدر بک من بعدی و انت تعیش علی ملتی و تقتل علی سنتی الخ" "اے علیؑ! میری امت میرے بعد تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دے گی"۔ اسی طرح الخصائص الکبریٰ ج ۲ صفحہ ۱۳۵ طبع حیدرآباد و بحوالہ ابو یعلی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ان مما عہد الی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۴۲۵) پر باسناد ابو یعلی ایک طولانی حدیث کے ضمن میں حضرت امیر علیہ السّلام روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا فلما خلا لی الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیاً قال قلت یا رسول اللہ! ما یبکیک؟ قال ضغائن فی صدور قوم لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی؟ قال فی سلامۃ؟ جب حضرت رسولؐ کو راستہ میں تنہائی حاصل ہوئی تو مجھے گلے سے لگا لیا۔ اور زار و قطار رونا شروع کیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ فرمایا ایک قوم کے سینوں کے کینے مجھے رلا رہے ہیں جنہیں میرے بعد تمہارے لئے ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرا دین تو سلامت رہے گا؟ فرمایا ہاں۔"

کنزالعمال ج ۶ صفحہ ۹۹ میں یہ تتمہ بھی موجود ہے۔ قلت اترکہم وما اختاروا واختار اللہ و رسولہ والدار الآخرۃ واصبر علی مصائب الدنیا وبلواہا حتی الحق بک ان شاء اللہ قال صدقت اللہم افعل ذالک بہ ایمن

---

* تم میری ملت پر قائم رہو گے اور میری سنت پر شہید ہو گے"

www.kitabmart.in

نے کہا ہیں انہیں اور جسے وہ اختیار کریں گے اسے ترک کر دوں گا۔ خدا و رسولؐ اور دار آخرت کو اختیار کروں گا۔ اور راہ خدا میں جس قدر مجھ پر مصائب و شدائد ڈھائے جائیں گے۔ ان پر صبر کروں گا یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ملحق ہوں فرمایا: سچ کہتے ہو واقعاً تم ایسا ہی کرو گے، بار الہا! علیؑ کو اس کی توفیق دینا "۔

ازالۃ الخفا ج ا ص ۲۵ بسند مرفوعاً "، ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: " انک ستلقی بعدی جہداً قال فی سلامۃ من دینی؟ قال فی سلامۃ (او قال نعم) اے علیؑ تجھے میرے بعد نہایت محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عرض کیا میرا دین تو سلامت رہے گا؟ فرمایا ہاں! (کذا فی کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۶ والخصائص للسیوطی ج ۲ ص ۱۲۳)۔

اسی طرح معارج النبوۃ رکن چہارم ص ۲۴۵ روضۃ الاحباب ج ۲ ص ۲۹۳ پر مذکور ہے: " اے علیؑ! اول کسیکہ بر لب حوض کوثر بمن رسد تو باشی۔ بعد ازیں بسیارے از مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ گردی و دست در عروۂ شتی تحمل زدہ طریق حق پیش گیری و چوں بینی کہ دنیا مرضی و مختار خلق گردد باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔ الخ "

اے علیؑ! جو شخص سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگا، وہ تم ہی ہو۔ اے علیؑ! میرے بعد تمہیں بہت سے مکروہات و نا ملائم حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تمہیں ان سے دل تنگ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور صبر و تحمل کے محکم رستے کو پکڑے رہنا، طریق حق پر ہمیشہ گامزن رہنا اور جب لوگ دنیا کو اختیار کرلیں تو تم آخرت کو اختیار کرنا "۔ الی غیر ذلک من الاخبار والوصایا التی یضیق عن احصائھا نطاق البیان)۔

مقام تدبر ہے کہ حضرت سرور کائنات کے انتقال کے بعد وہ کون سے مصائب و شدائد تھے جو حضرت امیر المومنین پر ڈھائے گئے؟ اور وہ لوگ کون تھے جنہوں نے یہ مصائب و آلام ڈھائے؟ نفاق و شقاق اور حسد و کینے سے بھرے ہوئے سینے کون سے تھے؟ جن کی پیشین گوئی مخبر صادق فرما گئے تھے؟ ان سوالات کے جوابات سابقہ بیانات میں موجود ہیں۔ ارباب اطلاع و بصیرت پر مخفی و مستور نہیں ہے کہ وہ مصائب و شدائد غصب خلافت حقہ، اکراہ برائے بیعت ابوبکر، غصب فدک اور احراق باب سیدۂ عالم سلام اللہ علیہا وغیرہ کی شکل میں نمودار ہوئے جن کا شکوہ حضرت امیر علیہ السلام بایں الفاظ کرتے ہیں: " اری تراثی نہبا "..... فصبرت و فی العین قذی و فی الحلق شجی " اور جناب سیدۂ عالم ان الفاظ کے ساتھ ان مصائب کا تذکرہ فرماتی ہیں:

صبت علیّ مصائبٌ لو انّھا ❊ صبت علی الایام صرن لیالیا (ذخیرۃ المآل، تاریخ بخاری)

ظاہر ہے کہ خاندان رسالت پر مصائب و آلام کے پہاڑ گرانے والوں کے سربراہ مسلمانوں کے خلیفۂ اول و دوم رہ گئے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ ان جانگداز حالات و کوائف میں حضرت امیر المومنین نے مطابق وصیت رسولؐ جس فراخدلی اور بلند حوصلگی اور صبر و شکیبائی سے ان فتن و فسادات اور محن و آفات کی آگ کو فرو کیا۔ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے

www.kitabmart.in

سے ظاہر ہے چونکہ ہم یہ التزام کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں وہی جوابات دیں گے جو خود حضرت امیر المؤمنین کے خطب و خطوط سے ماخوذ ہیں، لہٰذا اس وصیّت کے سلسلہ میں بھی خود آنجناب کا کلام حقیقت ترجمان پیش کئے دیتے ہیں، کتاب محاضرات ابن عربی ج ۲ صفحہ ۹۳ پر موجود ہے کہ عمر بن خطاب و ابو عبیدہ کے تشدد کے وقت حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا "وفی النفس کلام لولا سابق قول وسالف عهد لشفیت غیظی بخنصری وبنصری (الی ان قال) لکنی ملجم ... (الی ان قال) وصابر علی ما ساءنی وسرّکم الخ" میرے دل میں کچھ کلام موجود ہے اگر قول سابق اور گذشتہ عہد و پیمان نہ ہوتا تو میں اپنے غیظ و غضب کو اپنی دو انگلیوں کے ساتھ دور کر لیتا۔ (یعنی تلوار ہاتھ میں لے کر تم سے جنگ کرتا) اس کے بعد فرمایا کہ لیکن ملجم (یعنی خاموش) ہوں۔ ...... اور ان امور پر صبر کرتا ہوں جو میرے لئے باعث غم و الم اور تمہارے لئے باعث فرحت و نشاط ہیں"۔

ایک استبعاد کا جواب اس بیان حقیقت ترجمان سے ایک اور عقدہ بھی کھل ہو گیا جو بعض مشککین کے دلوں میں پیدا ہوا تھا وہ یہ کہ جب ابو بکر و عمر حضرت علیؑ کی شجاعت کے جوہر بچشم خود دیکھ چکے تھے تو بھلا ان کو کیونکر جرأت ہو سکتی تھی کہ ان کے ساتھ ایسا تشدد کریں؟ یہی استبعاد مسئلہ فدک کے بارے میں کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ ایسا غیور امام دیکھتا رہے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کا حق غصب کیا جائے اور ان پر ظلم و ستم ڈھایا جائے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟

توضیح مرام یہ ہے کہ یہ ظالمین و غاصبین حضرت علیؑ کو صبر و تحمل کے متعلق حضرت رسول کریمؐ کی وصیتیں سنے ہوئے تھے اور انہیں حضرت علیؑ کے دین و دیانت پر یقین کامل تھا۔ کہ وہ ہرگز آنحضرتؐ کی وصیّت کی مخالفت نہیں کریں گے لہٰذا انہیں اطمینان تام حاصل تھا کہ جو چاہیں ان کے اوپر ظلم و ستم کریں وہ ہرگز چون و چرا نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان حضرات نے ظلم و ستم میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور حضرت علی علیہ السلام نے بجز صبر و تحمل کے کوئی اقدام نہ کیا۔ اور جب ان کا ظلم و استبداد حد سے بڑھ گیا تو فقط یہی فرمایا کہ اگر حضرت رسول خداؐ والا عہد و پیمان مانع نہ ہوتا تو میں اپنے غیظ و غضب کی آتش کو تلوار کی دھار کے پانی سے بجھا دیتا۔ لیکن وصیّت مانع ہے وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون۔

ازالۂ اشتباہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ وصیّت موجود تھی تو حضرت علیؑ نے جنگ جمل، جنگ صفین، اور جنگ نہروان وغیرہ میں کیوں تلوار اٹھائی۔ یہاں صبر و شکیبائی سے کیوں کام نہ لیا۔ یہ شبہ بچند وجہ باطل و عاطل ہے۔

اوّلاً کہ اگرچہ بعض طرق و اسناد میں وصیّت کے الفاظ میں عموم پایا جاتا ہے لیکن بعض روایات میں اس وصیّت کو مقید کیا گیا ہے کہ یہ صبر و تحمل اس وقت تک کرنا جب تک لوگ خود بخود تمہاری بیعت نہ کر لیں۔ لہٰذا بعد ازیں کوئی فتنہ و فساد برپا کرنا چاہے تو اس کی سرکوبی کے لئے دفاعی تدابیر اختیار کرنے کی آپ کو اجازت تھی۔ چنانچہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ ۲۹۲ طبع مصر میں ایک طولانی حدیث کے ضمن میں جو کہ آنے والے فتنہ و فسادات کی اطلاع پر مشتمل ہے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "لکن جلیس بیتك حتّی تقلدها فاذا قلدتها جاشت علیك الصدور وقلبت لك الامور تقاتل علی تاویل

www.kitabmart.in

القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ" تم بالکل کنارہ کش اور خانہ نشین رہنا یہاں تک کہ خلافت از خود تمہارے سپرد کردی جائے ولیکن اجتیعُ تمہارے حوالے کردی جائے گی تو لوگوں کے سینے تمہارے خلاف کھولنے لگیں گے۔ اور تمہارے معاملات کو دبایا جائے گا۔ اس وقت تم تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرنا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے۔"

ثانیاً واضح ہے کہ اسلامی اصطلاح میں اصحاب جمل کو ناکثین، اصحاب صفین کو قاسطین اور اصحاب نہروان کو مارقین کہا جاتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کو ان ہر سہ فرق باطلہ کے ساتھ جنگ وجدال کرنے کا حکم تھا۔ نہ صبر و ضبط کا جیسا کہ کتب فریقین میں اس قسم کی بکثرت روایات موجود ہیں "یا علی تقاتل المارقین والقاسطین" الخ فرائد المسطین ج ۱ باب ۵۳ پر مرقوم ہے۔ سعد بن عبادہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا امرت لقتال ثلاثۃ القاسطین والناکثین والمارقین" الخ وکذا فی المناقب خوارزمی ص ۱۲۱ طبع تبریز میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۷۱ طبع مصر کنز الاعمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۵ ص ۴۳۳ طبع مصر تاریخ بغداد ج ۸ ص ۳۴۰ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۳۸ ج ۵ ص ۱۸۶ مصر ینابیع المودہ ص ۱۲۸، لہٰذا حضرت علیؑ کا اُن سے جنگ کرنا مطابق حکم نبوی تھا نہ مخالف وصیت کما لا یخفیٰ۔

ثالثاً یہ وصیت صبر و تحمل اس امر کے ساتھ مشروط تھی کہ جب تک آپؑ کو یار و انصار نہ مل جائیں لیکن جب اعوان و انصار مل جائیں تو پھر صبر کی کوئی وصیت نہ تھی، چنانچہ کتاب اربعین ص ۱۱۵ پر آنحضرتؐ کا ارشاد یوں مروی ہے۔ فرمایا "یا ابا الحسنؑ! ان الامۃ ستغدر بک وتنقض عھدی فیک وانک منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ فقلت یا رسول اللہ! فما تعھد الیّ اذا کان کذالک؟ فقالؐ ان وجدت اعواناً فبادر الیھم وجاھدھم وان لم تجد اعواناً فکف یدک واحقن دمک" الخ "اے ابو الحسنؑ! میری امت تمہارے ساتھ غدر کرے گی اور تمہارے بارے میں میرے عہد و پیمان کو توڑ دے گی۔ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ اگر اعوان و انصار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا ورنہ ہاتھ کو روک لینا اور اپنے خون کو محفوظ رکھنا"۔

رابعاً بعض اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صبر و شکیب کی تلقین فقط مدینہ کی حرمت محفوظ رکھنے کے لئے تھی کہ مدینہ میں رہ کر جنگ وجدال نہ کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام بردہ سب جنگیں مدینہ سے باہر واقع ہوئیں۔ غالباً اسی چیز کے پیش نظر حضرت امیر المومنین نے اپنی ظاہری خلافت کے عہد میں حرم رسولؐ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ ان جنگوں کا سقیفائی خلافتوں کے ارکان سے جنگ نہ کرنے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے بلکہ ؎

ایں زمیں را آسمانے دیگر است

ھذا تمام الکلام فی ھذا المقام بعون اللہ الملک العلام والحمد للہ تعالیٰ فی المبداء والاختتام۔ یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدیً ورحمۃ للمومنین۔

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

بابِ ہفتم

دیگر ائمہ یازدہ علیہم السّلام کی خلافت و امامت کا اثبات

واضح ہو کہ حضرت امیرالمومنین کی خلافتِ عظمیٰ، امامتِ کبریٰ و وصایتِ مطلقہ کے محقق و مبرہن اور واضح و ثابت ہو جانے کے بعد اگرچہ دیگر ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی خلافت و وصایت کے اثبات پر علیحدہ دلائل و براہین قائم کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی کیونکہ حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خلافت بلافصل کے ثابت ہو جانے کے بعد ان حضرات کی خلافت و امامت خود بخود ثابت ہو جاتی ہے۔ کما لایخفیٰ علیٰ اولی الافہام من العوام فضلاً عن العلماء الاعلام۔ تاہم مزید وضاحت و صراحت کے لئے اس سلسلۂ جلیلہ کے متعلق چند ادلّہ قطعیہ عقلیہ و نقلیہ پیش کئے جاتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت امیرالمومنین کی خلافت و امامت کی طرح دیگر ائمہ معصومین کی خلافت و امامت کے متعلق بھی بکثرت ادلّہ نفیسہ و نصوص صریحہ و براہین قطعیہ عقلیہ و نقلیہ موجود ہیں۔ جن سب کا احصار کرنا علاوہ متعسّر بلکہ متعذر ہونے کے وضع کتاب سے بھی خارج ہے۔ لہٰذا بطور نمونہ چند دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ پر اختصار کیا جاتا ہے جیسا کہ تا حال ہم نے اسی روئیہ و رفتار کو اختیار کیا ہے۔

امامت ائمہ اطہار کی امامت کے اثبات پر دلیلِ عقلی اس دلیل کا بیان اور طرز استدلال بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح ہم اثباتِ خلافت حضرت امیرالمومنین میں ذکر کر چکے ہیں۔ عقلِ سلیم و طبع قویم جن دو طریق مستقیم سے حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خلافت و امامت مطلقہ پر دلالت کرتی ہے، انہی دو راہوں سے دیگر ائمہ معصومین کی ولایت و وصایت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ بغرض تذکر اجمالاً اشارہ کئے دیتے ہیں۔

طریقِ اوّل سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سلسلۂ خلافت و امامت دو ہی سلسلوں میں منحصر ہے۔ یا حضرت ابوبکر، عمر و عثمان تا مروان حمار اور یا حضرت علی و حسن و حسین تا مہدی دوران۔ امامت ان دو سلسلوں سے باتفاق فریقین خارج نہیں ہے۔ جب فصول سابقہ میں سلسلۂ اولیٰ کا بطلان واضح و عیاں کر دیا گیا۔ اور مزید برآں حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل پر دلائل و براہین بھی قائم کر دیئے گئے۔ تو اس کے بعد عقلِ سلیم کی روشنی میں دیگر ائمہ اہلبیت کی خلافت و امامت کا اثبات محتاج بیان نہیں رہتا۔ کما لایخفیٰ علیٰ اولی الاذہان۔

طریقِ دوم جب کسی شخص میں تمام صفات و شرائط امامت پائے جائیں اور بعد ازاں وہ شخص ادعائے امامت بھی کرے اور بوقت ضرورت اپنے دعویٰ کے اثبات پر کوئی معجزہ بھی پیش کر دے تو عقل سلیم کو اس کی امامت و خلافت کی حقانیت و صداقت پر ہرگز کسی قسم کا پس و پیش نہیں ہوتا۔ ہم ذیل میں بالاختصار ادلّہ قطعیہ سے ثابت کرتے ہیں کہ ائمہ

www.kitabmart.in

اہلبیتؑ میں تمام شرائط امامت از قسم قرشیت، علمیت، شجاعت، عصمت، طہارت اور افضلیت وغیرہ بدرجۂ اتم و اکمل پائی جاتی ہیں۔

نیز ان حضرات کا دعویٰ امامت کرنا محتاج دلیل و برہان نہیں۔ اسی طرح ان کے معجزات قاہرہ و کرامات باہرہ سے کتب فریقین مملو و مشحون ہیں۔ بلکہ یقین کامل ہے کہ ان ذوات قدسی صفات کی خلافت و امامت کی صحت و حقیقت میں عقل سلیم کو ہرگز کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور وہ بلا تامل ان کی ولایت و وصایت کی تصدیق و تائید کرے گی۔

ائمۂ اہل بیتؑ تمام امت سے اعلم ہیں جب سابقہ ابواب میں ابوالائمۃ الطاہرین حضرت امیرالمومنینؑ کی اعلمیت دلائل قاطعہ کے ساتھ ثابت ہو چکی تو اگرچہ اس سے خود بخود ائمہ طاہرینؑ کی اعلمیت بھی ضمناً ثابت ہو جاتی ہے (لانھم فی الفضل سواء یثبت لآخرھم ما یثبت لاولھم) تاہم ذیل میں علیحدہ تمام ائمۂ ہدیٰ کی اعلمیت پر اختصار کے پیش نظر اجمالاً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اعلمیت ائمۂ اہل بیت علیہم السلام از قرآن کریم کلام مجید میں بہت سی ایسی آیات مبارکہ موجود ہیں جو ائمۂ اطہارؑ کی اعلمیت پر صراحۃً یا کنایۃً دلالت کرتی ہیں۔ ان سب آیات کا ثبت و ضبط وضع کتاب سے خارج ہے کیونکہ ؎

سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

لہٰذا صرف ایک آیہ وافی ہدایہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا الخ پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو قرار دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا ہے۔ صاحب ینابیع المودۃ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳ پر حضرت ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثناء سے اسی آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں ایک طولانی حدیث نقل کی ہے جس کے ضمن میں آنجنابؑ ارشاد فرماتے ہیں: "المراد بذالک العترۃ الطاھرۃ" یعنی ان وارثان کتاب سے مراد (آنحضرت صلعم) کی عترت طاہرہ ہے (کذافی فرائد السمطین) کتاب اللہ سے مراد وہی کتاب ہے جس کے متعلق ارشاد رب العباد ہے: "تبیانا لکل شیء" اور اس کی جامعیت کے بارے میں وارد ہے: "لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین"۔ خلاصہ یہ کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں علوم اولین و آخرین موجود ہیں۔ اور زمین و آسمان جنت و نار ماکان و مایکون غرضیکہ تمام علوم و فنون مذکور ہیں لہٰذا وارثان کتاب وہی ہوں گے جو ان تمام امور پر علمی احاطہ تامہ رکھتے ہوں اور ظاہر ہے کہ ایسے ذوات قدسی صفات تمام ملت اسلامیہ میں سوائے ائمۂ اہل بیت علیہم السلام کے اور کہیں نظر نہیں آتے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ کافی میں اخبار کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق آل محمدؑ نے فرمایا: انی لاعلم ما فی السموات وما فی الارض واعلم ما فی الجنۃ واعلم ما فی النار واعلم ما کان واعلم ما یکون میں ان چیزوں کو جانتا ہوں جو آسمانوں میں ہیں اور ان سے بھی آگاہ ہوں جو زمین میں ہیں اور ان سے بھی واقف ہوں جو جنت میں ہیں اور ان امور پر بھی مطلع ہوں جو جہنم میں ہیں اور گذشتہ کا بھی علم رکھتا ہوں اور آئندہ کا بھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آنجنابؑ یہ فرما کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ فرمایا ان ذالک کتاب

www.kitabmart.in

علی من سمع نبض شناس امام نے دیکھا کہ آپ کا یہ دعویٰ سامعین پر گراں گزرا ہے فقال علمت ذالک من کتاب اللہ ان اللہ عزّ وجل یقول فیہ تبیاناً لکلّ شیئ۔ فرمایا کہ میں یہ سب امور کتاب خداوندی کی برکت سے جانتا ہوں جس کے متعلق خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے (اصول کافی) علوم و معارف ائمہ دین کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ کتابِ خدا کا انکار متصور ہوگا۔ وما یجحد بآیاتنا الا الکافرون۔

اعلمیت ائمہ ہدیٰ از حدیثِ رسول عظیم اس کے متعلق احادیث مستفیضہ نبویہ موجود ہیں۔ البتہ سب سے جامع حدیث شریف ثقلین ہے۔ جو متعدد وجوہ سے ائمہ کی اعلمیت پر دلالت کر رہی ہے۔ یہاں اس حدیث شریف سے صرف دو طرح سے استدلال کیا جاتا ہے۔

(۱) ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام کو لفظ ثقل کے ساتھ تعبیر کر کے انہیں عدیلِ ربانی قرآن قرار دیا گیا ہے۔ یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ علوم و معارف حقہ یقینیہ قرآن و مسائلِ شرعیہ اصولیہ و فرعیہ از قسم حلال و حرام وغیرہ انہی ائمہ کرام علیہم السلام سے حاصل کرنا چاہئیں اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ یہ حضرات قرآن کے سب ظواہر و بواطن اور اس کے تمام اسرار و رموز سے کما حقہ بتعلیم ربانی واقف ہوں جب یہ صفت دیگر کسی فرد امت میں نہیں پائی جاتی ہیں، تو واضح ہوگیا کہ یہ حضرات تمام امت سے اعلم ہیں۔

(۲) اسی حدیث شریف کے بعض طرق و اسانید معتبرہ میں اس کا ایک تتمہ بھی موجود ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ لا تعلموهم فانهم اعلم منكم۔ اے مسلمانو! دیکھو تم اس (عترتِ طاہرہ) کو تعلیم نہ دینا بلکہ ان سے تعلیم حاصل کرنا کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۹ طبع مصر قدیم) الحمد للہ اعلمیت ائمہ اہلِ بیت کے متعلق سرکار رسالت مآب کی ایسی تصریح صریح مل گئی ہے جس سے بڑھ کر اور صراحت متصور ہی نہیں ہوسکتی۔ پیغمبر اسلام کی اس متواتر حدیث کے مقابلہ میں کسی کلمہ گو کو یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ کسی اور شخص کی اعلمیت کا ادعا کرے؟ اور کون مسلمان یہ جسارت کرسکتا ہے کہ اعلمیت ائمہ ہدیٰ کا انکار کر کے جماعۃ المسلمین سے خارج ہوجائے اس لئے کہ اس امر کا انکار قرآن اور سید الابرار کی صحیح حدیث کے انکار کو مستلزم ہے (المتواتر یوجب انکارہ الکفر۔ حدیث متواتر کا انکار موجب کفر ہوتا ہے اصول شاشی)۔

عصمتِ ائمہ طاہرین قرآن کریم کی روشنی میں اس سلسلہ میں اگرچہ متعدد آیات مبارکہ پیش کی جاسکتی ہیں مگر سب سے زیادہ جامع اور واضح آیت مبارکہ آیت تطہیر ہے جس کی وجہ دلالت بر عصمت حضرت امیر المومنین کی عصمت و طہارت کے اثبات کے ضمن میں بیان ہوچکی ہے۔ ظاہر ہے کہ اہلِ بیت کا مصداق صرف حضرت امیر ہی نہیں بلکہ تمام ائمہ طاہرین ہیں۔ لہٰذا یہ آیہ وافی ہدایہ جس طرح آنجناب کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح دیگر ائمہ معصومین کی عصمت و طہارت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کما لا یخفی۔ دوسری آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی

www.kitabmart.in

القربیٰ۔ یہ آیت مبارکہ باتفاق فریقین آئمہ اہلبیتؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر در منثور وغیرہ ملاحظہ ہوں۔) لہٰذا ان کی محبت بنصِ آیت، واجب و لازم ہے۔ شافعیؒ کہتے ہیں:۔

یا اہلبیت رسول اللہ حبکم ⁂ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ (صواعق محرقہ)
کفاکم من عظیم القدر انکم ⁂ من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ (طبع مصر قدیم)

یہ امر محتاج دلیل نہیں ہے کہ وجوب محبت وجوب اتباع و اطاعت کو مستلزم ہے اور یہ امر کئی بار واضح کیا جا چکا ہے کہ جس ذات کی اطاعت مطلقہ واجب ہو وہ ذات معصوم ہی ہو سکتی ہے لہٰذا یہ آیہ مبارکہ بدلالت التزامی ائمہ اہلبیتؑ کی عصمت و طہارت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ وہو المطلوب۔

عصمت ائمہ طاہرین احادیث خاتم النبیینؐ کی روشنی میں اس سلسلہ میں کئی احادیث شریفہ موجود ہیں سب سے اجمع و اکمل اور اثبت و اضبط حدیث ثقلین ہے۔ یہ حدیث شریف کئی اعتبار سے ان حضرات کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔

(۱) آنحضرتؐ نے تمام امت کو ضلالت و گمراہی سے بچنے اور جادۂ رشد و ہدایت پر چلنے کے لئے قرآن و عترت سے تمسک کرنے کو واجب و لازم قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد جب ہی پورا ہو سکتا ہے کہ عترت طاہرہ اپنے قرین و عدیل یعنی قرآن مجید کی طرح ہر قسم کی علمی و عملی خطا و لغزش سے منزہ و مبرا اور درجۂ عصمت و طہارت پر فائز ہو۔ ورنہ ان کی اتباع موجب رشد و ہدایت نہیں ہو سکتی۔

(۲) مخبر صادقؐ نے خبر دی ہے کہ قرآن و عترت قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ اس عدم علیحدگی کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بزرگوار ہر قول و فعل میں قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن ان کے ساتھ ہوگا۔ اگر عمداً یا سہواً ان سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو لازم آئے گا کہ یہ قرآن سے جدا ہو جائیں۔ حالانکہ یہ امر مستلزم تکذیب رسولؐ ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ بزرگوار من المہد الی اللحد ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ سے ہر حالت میں منزہ و مبرا ہیں اور یہی معنی ہیں ان کے معصوم مطہر ہونے کے۔

(۳) اسی حدیث شریف کے بعض طرق و اسانید میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انہم لن یدخلوکم باب ضلالۃ ولن یخرجوکم من باب ھدی۔ یعنی یہ بزرگوار تم کو کبھی ضلالت و گمراہی میں داخل نہیں کریں گے اور کبھی تمہیں رشد و ہدایت سے خارج نہیں کریں گے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے پیروؤں کو کبھی اور کسی حال میں جادۂ مستقیم سے نہ ہٹائے اور کبھی انہیں وادیٔ ضلالت میں نہ ڈالے وہ معصوم ہی ہو سکتا ہے۔

دوسری حدیث کتاب فرائد السمطین ج ۲ باب ۳۱ ینابیع المودۃ باب ۵۶ میں ابن عباس سے مروی ہے۔ قال سمعت

www.kitabmart.in

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطھرون معصومون . ابن عباس کہتے ہیں : میں نے پیغمبر اسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے " علیؑ ، حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کے نو فرزند (از امام زین العابدینؑ تا حضرت امام مہدیؑ) مطہر و معصوم ہیں " اس قدر صراحت کے بعد بھی وضاحت کا کوئی درجہ باقی رہ جاتا ہے ؟ اگر بایں ہمہ کوئی شکی مزاج شکوک و شبہات کی وادیوں میں چکر لگاتا ہے اور ان دلائل و براہین ساطعہ کی روشنی سے اپنی چشم بصیرت کو جلا دے کر اپنے قلب کو نور ایمان سے منور نہ کرے تو یہ اس کی شپرہ چشمی کوتاہ اندیشی ہے اس میں دانائے سبل ، ختم رسل کا کوئی قصور نہیں ہے ۔ سچ ہے :۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

افضلیت یازدہ ائمہ معصومین علیہم السلام اگرچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہو جانے کے بعد باقی ائمہ علیہم السلام کی افضلیت ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی کیونکہ ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ یہ حضرات فضائل و کمالات میں ایک دوسرے کے مثیل ہیں ۔ وان کان شرف الابوۃ والسابقیۃ وبعض الخصائص مخصوصاً باامیر المومنین ولکنہ لایضر بما نحن بصدد اثباتہ فی ھذا المقام کما لا یخفیٰ علی اولی الافھام واللہ العاصم من زلۃ الاقدام وبہ الاعتصام فی المبدأ والختام ۔ محض مزید وضاحت کے پیش نظر باقی ائمہ معصومین کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے :۔

افضلیت ائمہ دین از روئے کتاب مبین سابقہ بیانات میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ آیہ مبارکہ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا الخ انہی بزرگواروں کی شان میں وارد ہے اور یہی حضرات وارثان علم کتاب ہیں ۔ وینابیع المودۃ وغیرہا نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ بزرگوار آیہ تطہیر میں بھی داخل ہیں ۔ اور درجہ رفیعہ عصمت و طہارت پر فائز ہیں ظاہر ہے کہ وہ صفات کمال جو معیار فضیلت قرار دی جا سکتی ہیں ۔ یہی دو صفتیں یعنی علم و عصمت ہیں جب ان دو صفتوں میں ان کی افضلیت و برتری ثابت ہو گئی تو اس سے ان کی افضلیت بھی ثابت ہو گئی ۔

باقی رہی دوسری میزان افضلیت یعنی کثرت ثواب تو اس کے متعلق بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ ثواب کی کثرت عبادت کی کثرت و گرانقدری پر موقوف ہے ۔ کتب سیر و تواریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات پر مخفی و محتجب نہیں ہے کہ ائمہ اہل بیت کا زہد و تقویٰ اور ورع و تقدس اور کثرت الطاعت و عبادات ضرب المثل کا حکم رکھتی ہے ۔ ہمیں اس کے متعلق خامہ فرسائی کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کیونکہ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

جسے شک ہو وہ ان بزرگواروں کے حالات گرامی کتب فریقین میں ملاحظہ کر کے اطمینان قلب حاصل کر سکتا ہے ۔ ہم بعد ازیں ان کے حالات و صفات کا ایک مختصر سا مرقع پیش کریں گے ۔ انشاء اللہ جس سے ان کے کمالات نفسانیہ کا کچھ اندازہ ہو جائیگا

www.kitabmart.in

علاوہ بریں دیگر بہت سی آیاتِ مبارکہ سے ان ذواتِ قدسی صفات کی افضلیت پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

جیسے آیہ مودۃ "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الاّ المودّۃ فی القربیٰ" اس آیت مبارکہ سے بالاصالۃ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام اور بالتبع دیگر آئمہ معصومینؑ مراد ہیں۔ یہ بھی ادلّہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ خلاّقِ عالم نے محبت و مودّتِ اہلبیتؑ کو اجرِ رسالتؐ قرار دیتے ہوئے اُسے تمام لوگوں پر واجب و لازم قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وجوبِ محبت مستلزم وجوبِ اطاعت ہے لہٰذا جن ذواتِ مقدسہ کی محبت اجرِ رسالت ہو اور تمام مسلمانوں کے اور جن میں خلفائے ثلاثہ بھی شامل ہیں ہر قسم کا اکرام و احترام واجب اور ہر قول و فعل میں اُن کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہو لامحالہ وہ حضرات باقی سب مسلمانوں سے افضل و برتر ہوں گے۔

اسی طرح آیہ "اولی الامر" اور آیہ "کونوا مع الصادقین" بھی افضلیت اہلبیتؑ پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان اثباتِ امامت آئمہ ہدیٰ از نصوص قرآنیہ کے ذیل میں آئے گا انشاء اللہ۔

افضلیت آئمہ دین از احادیث رسولِ کریم

اس موضوع کے متعلق احادیثِ نبویہ کا ایک معتدبہ ذخیرہ موجود ہے ہم یہاں فقط چند احادیثِ شریفہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) حدیث ثقلین ہے جو بوجہ اتم و اکمل افضلیت آئمہ علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے۔ وجہ استدلال مصر کے دو عالموں کے قلم سے بیان کی جاتی ہے کتاب "حاضر الاسلام و حاضرہ" طبع مصر ص۱۵ .... بذیل حدیث ثقلین ...... آئمہ اہلبیتؑ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "هم الاتقياء وهم الخيرة الاذلاء العارفون بكنه الدين الكريم الموجهون الى الرشاد فصحبتهم عصمة والتماس الدين في اعمالهم هداية ولذلك دلّ النبي صلى الله عليه وسلم عليهم وامر باتباعهم (الى ان قال) ولذلك ايضاً جعل النبي صلى الله عليه وسلم بينهم وبين القرآن ملازمة وذلك من السيد الرسول صلى الله عليه وسلم تنويه بشأنهم وتعليم انهم اقرب الى الرشاد من غيرهم الخ (الى ان قال) فقد اسفر لك رسول الله صلى الله عليه وسلم طريق الهداية كشافه في كل امر (الى ان قال) ولكنهم رضي الله عنهم من غيرهم احق وهم كما قال الزبّاني في غيرهم۔ (رجز)

فانك شمس والملوك كواكب ❊ اذا طلعت لم يبد منهن كوكب

"یعنی آئمہ اہلبیتؑ متقی و پرہیزگار اور سب لوگوں سے برگزیدہ ہیں اور راہِ رشد و ہدایت کی راہبری کرنے والے ہیں دینِ کریم کی کُنہ و حقیقت سے واقف اور رشاد و صلاح کی طرف لوگوں کو پھیرنے والے ہیں۔ ان کی صحبت و ہم نشینی عصمت ہے۔ (گناہوں سے بچاتی ہے) اور ان کے اعمال و اقوال میں دین کی تلاش عین ہدایت ہے اسی وجہ سے (کہ یہ حضرات فضائل و کمالاتِ علمیہ و عملیہ میں سرآمدِ روزگار تھے) پیغمبرِ اسلام نے ان کے اتباع کا حکم دیا۔ اور اسی سبب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ائمہ اور قرآن کے درمیان تلازم قرار دیا ہے (ولن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض) اور یہ تلازم ہمارے سردار رسولِ اعظمؐ کی طرف سے ان حضرات کی شان و شوکت اور عظمت و جلالت کی طرف اشارہ ہے اور لوگوں کو اس امر کی تعلیم و تلقین ہے کہ یہ بزرگوار رشد و

www.kitabmart.in

ہدایت کے سب سے زیادہ قریب ہیں، پس رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طریق رشد و ہدایت کو بتا دیا ... کر دیا ہے، جس طرح کہ ہر امر میں آنحضرتؐ کا یہی فریضہ ہے کہ حق و حقیقت کو واضح کریں۔ لیبین لہم الذی اختلفوا فیہ، یہ بزرگوار رضی اللہ عنہم راہِ نجات کی ہدایت کرنے میں سب سے زیادہ حق دار ہیں اور ان حضرات کی نسبت باقی لوگوں سے وہی ہے جو زیادی شاعر نے کسی بادشاہ کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے تو آفتاب ہے اور باقی بادشاہ ستارے ہیں جب آفتاب طلوع کرے تو کوئی ستارہ ظاہر نہیں ہوتا۔"

اس بیانِ حقیقت ترجمان سے ائمہ دین کی افضلیت روزِ روشن کی طرح واضح و عیاں ہو گئی۔

(۲) ینابیع المودۃ باب ۷۴ و جناب جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں جا کر ان سے کہا کہ آپ کے جدِ امجد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب آپ سے ملوں تو ان حضرت کا آپ کو سلام پہنچاؤں۔ اخبرنی الائمۃ الھداۃ من اھلبیتہ من بعدہ احکم الناس صغاراً و اعلم الناس کباراً و قال لا تعلموھم فانھم اعلم منکم آنحضرتؐ نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ آنحضرتؐ کے اہلِ بیتؑ میں سے آپ ہی حضرات آئمہ ہُدیٰ ہیں۔ صِغرسنی میں سب لوگوں سے زیادہ حلیم و بردبار اور کبر سنی میں سب سے زیادہ عالم و واقف کار ہو اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کو تعلیم نہ دینا کہ وہ تم سے بڑے عالم ہیں۔"

یہ حدیث شریف بھی ان حضرات کے افضل النّاس ہونے پر بوجہ اتم دلالت کرتی ہے۔

(۳) کتاب صواعق محرقہ ص۹۸ طبع جدید، ینابیع المودۃ ج ص۱۵ وغیرہ کتب میں آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا النجوم امان لاھل السماء و اھل بیتی امان لاھل الارض۔ یعنی ستارے اہلِ آسمان کے لئے باعثِ امان اور میرے اہلِ بیتؑ اہلِ زمین کے لئے باعثِ امن و امان ہیں جب ستارے نہیں رہیں گے تو اہلِ آسمان کی ہلاکت واقع ہو جائے گی اور جب میرے اہلِ بیتؑ کا وجود زمین پر نہیں رہے گا۔ تو اہلِ زمین نیست و نابود ہو جائیں گے۔ یہ حدیث بھی نہایت وضاحت کے ساتھ افضلیّت ائمہ اہلِ بیتؑ پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ جب تمام عالم کی بقا انہی کے برکات وجود سے ہے تو لامحالہ یہ بزرگوار تمام کائنات سے افضل و برتر ہوں گے۔ کما ھو واضح من ان یخفیٰ۔

ان دلائل و براہین کی روشنی میں متبیّن و محقّق ہو گیا کہ حضرت آئمہ اہلِ بیتؑ تمام صفات کمالیہ میں سرخیلِ خلائق ہیں یہ اور بات ہے کہ مقام اظہار و ابراز میں کسی بزرگوار کو کسی صفت کمال کے اظہار کا موقعہ ملا اور کسی کو کسی دوسری صفت کے اظہار کا اتفاق ہوا۔ اگر کسی سے عبادت و اطاعت شدّت سے ظہور پذیر ہوئی تو انہیں زین العابدین کہہ دیا گیا۔ اور اگر کسی سے علم و عرفان کا بکثرت فیضان ہوا تو انہیں باقر العلوم کہہ دیا گیا اگر کسی سے صدق و صفا کا بہت اظہار ہوا۔ تو انہیں صادق آلِ محمدؐ کہہ دیا گیا۔ اور اگر کسی سے کظمِ غیظ اور حلم و بردباری کا زیادہ ظہور ہوا تو انہیں کاظم کہہ دیا گیا۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ ورنہ یہ تمام حضرات ان صفاتِ کمالیہ میں باہم شریک ہیں اور تمام امتِ اسلامیہ میں سے کوئی شخص بھی ان مراتب و مدارج علمیہ و عملیہ میں ان کا شریک و سہیم نہیں ہو سکا ہے کہ خلاقِ عالم مسلمانوں کی چشمِ بصیرت سے

تعصب و عناد اور تقلید آباؤ اجداد کی پٹی اتار دے تا کہ وہ حقیقت کو بآسانی دیکھ سکیں، یہی تعصب و عناد یا تقلید آباؤ اجداد ہی حقیقت کے اتباع سے انسان کو روکتی ہے۔

www.kitabmart.in

صاحب ینابیع المودۃ نے باب ۱۶ ص ۱۵۲ طبع اسلامبول پر جاحظ کا ایک زرّیں مقولہ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ان الخصومات نقصت العقول السلیمۃ و افسدت الاخلاق الحسنۃ من المنازعۃ فی فضل اهل البیت علی غیرهم فالواجب علینا طلب الحق و اتباعه وطلب مراد الله فی کتاب الله و ترک التعصب والهوی وطرح تقلید السلف والاساتید و الآباء۔ ”افضلیت اہلِ بیتؑ بر اغیار کی وجہ سے پیدا شدہ خصومتوں نے عقولِ سلیمہ کو ناقص اور اخلاقِ حسنہ کو فاسد کر دیا۔ (یعنی منکرین افضلیت اس مقام پر ضد میں آکر عقلِ سلیم اور خلقِ کریم سب ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں) ہمارے اوپر واجب یہ ہے کہ حق کو طلب کریں۔ اور اس کی اتباع کریں۔ کتاب اللہ میں خداوند عالم کی مراد کو تلاش کریں (کہ خلاقِ عالم کے نزدیک کون افضل ہے) اور تعصب و عناد کو ترک کر دیں۔ اپنے اسلاف، اساتذہ اور آباؤ اجداد کی تقلید کو دور پھینک دیں۔“ خواہشِ نفسانی تعصب و عناد و تقلید آباؤ اجداد وغیرہ سے پیدا شدہ مفاسد اور ان کے ترک کرنے کے فوائد اور طالبِ حق و حقیقت کو ان سے دست بردار ہونے کی ضرورت وہ کھلی ہوئی حقیقتیں ہیں جن کی وضاحت کی احتیاج نہیں ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اگر ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس موضوع کی تحقیق کی گئی تو افضلیت اہلِ بیتؑ کالشمس فی نصف النہار ارباب عقل و انصاف پر واضح و آشکار ہو جائے گی۔ قد بینا الآیات لقوم یعقلون۔

آئمہ اہلِ بیتؑ بنی ہاشم سے ہیں اس کتاب کے دوسرے باب میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ خلیفہ و امام کے لئے خاندانِ بنی ہاشم سے ہونا ضروری ہے۔ دوسری شرائط کی طرح یہ شرط بھی بوجہ اتم و اکمل آئمہ اہلِ بیتؑ میں پائی جاتی ہے۔ ان حضراتِ قدسی صفات کا بنی ہاشم بلکہ فخر بنی ہاشم ہونا ”عیاں را چہ بیاں“ کا مصداق ہے۔ یہ تمام بزرگوار اولادِ امیرالمؤمنین ہیں جو ددھیال و ننھیال کی طرف سے ہاشمی ہیں۔

آئمہ ہدیٰ مدعیٔ خلافت و امامت تھے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے بعد دوسرے آئمہ طاہرینؑ کا ہمیشہ اپنے اپنے دور میں اپنی امامت کا ادعا کرتے رہنا ایک ایسا تاریخی مسئلہ ہے جس کا کوئی باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہاں یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات بعض بزرگوار بوجہ شدتِ خوفِ ظلمۂ اعداء دین سے اُسے مخفی رکھتے تھے۔ لیکن تاہم ان کے ماننے والوں کی ایک کثیر جماعت ہمیشہ ان کے انوارِ امامت و فیوضِ ہدایت و برکاتِ علم و عمل سے اپنے نفوس کا تزکیہ اور قلوب کا تصفیہ کر کے اپنے اعمال کو بارگاہِ احدیت میں قابلِ قبول بناتی رہتی تھی۔ اور اقوامِ عالم کے سامنے کردار کی پاکیزگی و بلندی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی تھی۔

آئمہ اطہار صاحبِ معجزات تھے آئمہ اطہار کو اپنی امامت و خلافت کے اثبات کے متعلق بوقتِ ضرورت

www.kitabmart.in

دکھانا ناقابلِ انکار حد تک تاریخی شواہد سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے شائقین کتب مبسوطہ مثل مدینۃ المعاجز۔ مناقب شہر ابن آشوب۔ مجلداتِ بحار الانوار اور مصائب الانوار وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔ اختصار مانع ہے ورنہ ان معجزاتِ جلیلہ کا کچھ حصہ یہاں پیش کیا جاتا۔ ان حقائق کی روشنی میں عقلِ سلیم آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی امامت کے برحق ہونے میں ذرہ بھر تامل و ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی۔ بلکہ بڑی مسرت اور بلند حوصلگی سے ان کی امامت حقہ و خلافت مطلقہ کے برحق ہونے کا فیصلہ صادر کرتی ہے۔ ان فی ذالک لآیۃ لمن کان لہٗ قلب او القی السمع و ھو شھید۔

اثبات امامت یازدہ آئمہ طاہرین بنصوص قرآن کریم

قرآن کریم میں بکثرت ایسے آیات و نقلی ہدایات موجود ہیں جو آئمہ اہل بیت کی خلافت و امامت اور وصایت و ولایت پر دلالت کرتے ہیں جن میں سے چند آیات کریمہ حضرت امیر المومنینؑ کی خلافت کے اثبات میں ذکر ہو چکی ہیں۔ اب ہم اختصار کے پیشِ نظر اپنے التزام کے مطابق اس مقام پر چند آیات شریفہ کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

پہلی آیت قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (پ ۵ نساء)

اے ایمان والو! اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان ذوات کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے استدلال کرنے سے پہلے چند امور کی تنقیح ضروری ہے۔

(۱) علم اصول فقہ میں یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ صیغۂ امر وجوب میں حقیقت ہے جب تک استحباب کے متعلق کوئی قرینہ قطعیہ موجود نہ ہو مطلق صیغۂ امر کو وجوب و لزوم پر ہی محمول کرنا لازم ہے بنا بریں اس آیہ وافی ہدایہ میں اطاعت اولی الامر کے وجوب و لزوم کے لئے استحباب کے قرینہ کا نہ ہونا ہی کافی تھا۔ چہ جائیکہ جب اس کے وجوب کے لئے آیہ میں قرینہ قطعیہ بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ اطاعتِ اولی الامر کو اطاعت خدا و رسول کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ رسولؐ اور اولی الامر کے درمیان صیغہ "اطیعوا" کی تکرار بھی نہیں کی گئی۔ ظاہر ہے اطاعت خدا و رسولؐ بالاتفاق واجب و لازم ہے پس اسی طرح اطاعت اولی الامر بھی لازم ہو گئی۔

(۲) واضح ہے کہ خدا و رسولؐ کی اطاعت کا وجوب کسی خاص زمان و مکان یا کچھ خاص اشخاص کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ہر مکان و زمان غرضیکہ ہر حال اور ہر امر میں ہر شخص پر روز قیامت تک اطاعتِ مطلقہ لازم و متحتم ہے لہذا بعینہٖ اسی طرح اطاعت اولی الامر بھی ہر وقت و ہر حال و ہر امر میں اور ہر شخص پر واجب و لازم ہو گی۔ اپنے مقام پر یہ امر مبین و مبرہن کیا جا چکا ہے کہ جن ذواتِ مقدسہ کی اطاعتِ مطلقہ کو واجب و لازم قرار دیا جائے بحکم عقل و نقل ان کی رو سے ان کو ہر قول و عمل میں ہر خطا و زلل سے منزہ و معصوم ہونا ضروری ہے ورنہ عدم عصمت کی صورت میں اس قدر مفاسد لازم آتے ہیں جن کا حصر مشکل ہے۔ دیگر مفاسد سے قطع نظر کرتے ہوئے اجتماع ضدین کے مفسدۂ عظیمہ کو لے لیجئے جو عند العقل محال ہے وہ لازم آتا ہے۔ اسی وجہ کے پیشِ نظر فخر الدین رازی ایسے امام المتکلمین بھی عصمت اولی الامر تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے

www.kitabmart.in

ہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر کبیر ج ۳۔ ص۳۵۷ مطبع اسلامبول پر اس آیہ کے ذیل میں ایک طویل الذیل تقریر دلپذیر صحیح فرمائی ہے جو بالتمام ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ امر بطاعۃ اولی الامر علی سبیل الجزم فی ہذہ الآیۃ ومن امر اللہ بطاعتہ علی سبیل الجزم والقطع لابد وان یکون معصوماً (…) قد امر اللہ بمتابعتہ فیکون ذالک امراً بفعل ذلک الخطاء والخطاء لکونہ خطاء منہی فھذا یقتضی اجتماع الامر والنہی فی الفعل الواحد وانہ محال (الی ان قال) فثبت قطعاً ان اولی الامر المذکور فی ھذہ الآیۃ لابد وان یکون معصوماً۔ یعنی خداوند عالم نے اولی الامر کی اطاعت کو بطور جزم واجب قرار دیا ہے لہٰذا ان کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر یہ احتمال ہو کہ وہ کبھی کسی غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے تو اس صورت میں کہ وہ کسی غلطی کا اقدام کرے تو گویا خدا اس غلطی میں اس کی پیروی کا حکم دے رہا ہے اور چونکہ وہ غلطی ہے اور غلطی کے ارتکاب سے خدا نے ممانعت فرمائی ہے لہٰذا ایک ہی چیز میں امر و نہی کا اجتماع لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ قطعاً محال ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اولی الامر کو معصوم ہونا چاہیئے۔"

ان حقائق کی روشنی میں ظاہر و باہر ہو گیا کہ اولی الامر کو مثل رسولؐ درجہ رفیعہ عصمت و طہارت پر فائز ہونا چاہیئے۔ واضح ہے کہ باتفاق فریقین امت محمدیہ میں سوائے آئمہ اہل بیتؑ کے اور کوئی شخص مطہر و معصوم نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان بزرگواروں کی عصمت و طہارت عقل سلیم و قرآن کریم اور احادیث سید المرسلینؐ صلوات اللہ علیہ و آلہ اجمعین کی رو سے محقق و ثابت ہے۔ (جیسا کہ سابقہ صفحات میں ثابت کیا جا چکا ہے)۔

بنا بریں ماننا پڑے گا کہ اولی الامر سے یہی بزرگوار مراد ہیں۔ اس کی تائید مزید فرائد السمطین حموینی کی روایت سے بھی ہوتی ہے (علی مانقلہ مولانا السید ابوالقاسم القمی ثم اللاہوری فی بعض تصانیفہ۔ خلاصہ روایت یہ ہے کہ حضرات شیخین نے ایک دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے چند آیات کی تفسیر دریافت کی۔ منجملہ ان کے ایک یہ آیہ وافی ہدایہ بھی تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آیت کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا "فی اوصیائی الی یوم القیامۃ" "قیامت تک میرے آنے والے اوصیاء کے حق میں"۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ذرا ان اوصیاء کے نام تو ارشاد فرما دیجیئے۔ فرمایا "علی اخی ووزیری ووارثی وخلیفتی فی امتی وولی کل مومن بعدی ثم ابنی الحسن ثم الحسین ثم تسعۃ من ولد الحسین واحد بعد واحد"۔ ان اوصیاء میں سے پہلے وصی میرے برادر، وزیر، وارث اور خلیفہ حضرت علیؑ ہیں۔ اور ان کے بعد میرا بیٹا حسنؑ اور ان کے بعد ان کی اولاد میں سے یکے بعد دیگرے نو امام ہیں۔" نیز اس امر کی تائید کتاب کفایۃ الاثر کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جابر ابن عبداللہ انصاری علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ "یا ایھا الذین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" نازل ہوئی تو ہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! عرفنا اللہ ورسولہ فمن اولی الامر الذین قرن اللہ طاعتھم بطاعتک فقال رسول اللہ ھم خلفائی یا جابر وائمۃ المسلمین بعدی اولھم علی ابن ابی

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی ابن الحسین ثم محمد ابن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأہ منی السلام ثم الصادق جعفر ابن محمد ثم موسیٰ ابن جعفر ثم علی ابن موسیٰ ثم محمد ابن علی ثم علی ابن محمد ثم الحسن ابن علی ثم سمیّ وکنیّ حجۃ اللہ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ ابن الحسن ابن علی ذلک الذی یفتح اللہ عزوجل ذکرہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا الخ. یارسول اللہ! ہم نے خدا اور رسول کو تو پہچان لیا. لیکن یہ فرمائیے کہ وہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ ملاکر بیان کیا گیا ہے؟ فرمایا اے جابر! وہ میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں ان میں سے پہلے خلیفہ وامام حضرت علی ابن ابی طالب ہیں اور ان کے بعد حسنؑ الخ...... (یہاں تک کہ پورے آئمہ دوازدہ کے نام نامی واسماء گرامی ذکر فرمائے. آخر میں فرمایا آخری امام میرا ہمنام وہم کنیت حجۃ ابن الحسن ہوگا. جس کے ہاتھوں پر خدا تمام مشارق ومغارب کو فتح کرے گا.

SIBTAIN.COM

اس آیہ مبارکہ کے متعلق اہل سنت کے بعض تاویلات کا ابطال

اس بیانِ حقیقت ترجمان سے روزِ روشن کی طرح واضح وعیاں ہوگیا کہ اس آیت مبارکہ میں اولی الامر سے آئمہ معصومین علیہم السلام مراد ہیں اور اس امر کے اثبات کے ساتھ ساتھ حضرات اہل سنت کے تاویلات کا بطلان بھی واضح وعیاں ہوگیا. ان حضرات نے اس آیہ کے متعلق کئی ریشہ دوانیاں کی ہیں.

تاویل اول اور اس کا ابطال

اس سے مراد حکام وقت وسلاطین زمانہ ہیں، یہی قول ان کے یہاں زیادہ مشہور ہے لیکن جب اسے میزان عقل ونقل پر پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل غلط اور باطل ہے.

اولاً یہ تفسیر بالرائے ہے جس کا ارتکاب کرنے والا بمنطوق رسول جہنمی ہے من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار. جو شخص قرآن کی اپنے رائے سے تفسیر کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے (تفسیر اتقان وبرہان وغیرہ) لہذا یہ قول تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے درجہ حجیت واعتبار سے ساقط ہے.

ثانیاً ابھی اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ اولی الامر میں عصمت کا ہونا ضروری ہے حالانکہ حکام زماں وسلاطین دوراں میں ہر قسم اور ہر قماش کے لوگ ہوتے ہیں مومن بھی فاسق وفاجر بھی بلکہ کافر ومشرک بھی جو کہ بالاتفاق ملعون ومطرود بارگاہ الٰہی ہیں. اس صورت میں آیا کوئی عقل سلیم اسے باور کرسکتی ہے کہ خدائے علیم وحکیم تمام مومنین کو ان

www.kitabmart.in

فاسقین بلکہ کافرین کی اطاعتِ مطلقہ پر مامور فرمائے؟ ان ھذا الا اختلاق! معلوم ہوا کہ اس سے مراد شاہانِ دنیا نہیں بلکہ اس سے مقصود شاہانِ دنیا و دین یعنی حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ وھو المقصود۔

تاویل دوم اور اس کا ابطال

آج کل بعض مدعیانِ علم و فضیلت بے چارے عوام الناس کو تحوی صرف الجملنوں میں ڈال کر بڑے طمطراق سے ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ صاحبانِ امر سے مراد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ ہیں۔

حضرت علیؑ کا اس میں داخل ہونا تو بلاشبہ صحیح ہے لیکن حضرات خلفائے ثلاثہ کو اس دائرہ میں لانا اپنی سابقہ دو وجہوں کی بنا پر باطل ہے۔

اولاً یہ تفسیر بالرائے ہے جو عند الکل حرام ہے حتیٰ کہ خود حضرت ابوبکر جو بہت بڑے بڑے امور پر اقدام کرنے سے نہیں جھجکتے تھے وہ بھی تفسیر بالرائے کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان سے بعض الفاظ قرآنی (مثل ابّاً وغیرہ) کے معانی دریافت کئے گئے تو اپنی زبانی اس سے اپنی ناواقفیت و نادانی کا اس طرح اقرار کرلیا۔ ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی ان انا قلت فی کتاب اللہ برائی (او قال) مالیس لی بہ علم" کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی اگر میں کتاب خدا میں اپنے رائے سے کچھ حرف زنی کروں" (تفسیر اتقان ج ا ص۱۸۳ طبع مصر) مگر تفسیر بالرائے کرنے کی جسارت نہ کی۔ جب خلیفہ صاحب کی یہ حالت ہے تو کیا ان کی روح خوش ہوتی ہوگی جب ان کے نام لیوا ان کی حمایت میں قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کرتے ہوں گے۔ اگر کسی کو اس کے تفسیر بالرائے ہونے میں کچھ بھی شک و شبہ ہے تو وہ اس کے متعلق کوئی حدیث نبوی پیش کرے۔ ورنہ زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ثانیاً باتفاق فریقین خلفائے ثلاثہ معصوم نہ تھے بلکہ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان فرقہ کے نزدیک ان کا اسلام بھی محل کلام ہے حالانکہ واضح کیا جا چکا ہے کہ اولی الامر کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے لہٰذا اصحاب ثلاثہ اس کے مصداق قرار نہیں دیئے جا سکتے!

ثالثاً فرائد السمطین والی روایت شریفہ جس کے راوی خود شیخین ہیں مظہر ہے کہ "اولی الامر" سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد طاہرینؑ میں سے دیگر یازدہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اگر اصحاب ثلاثہ بھی اس میں شامل ہوتے تو سرکار رسالت مآب ان کی بھی تصریح فرما دیتے۔ بلکہ آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ یہ میرے خلفاء کے حق میں نازل ہوئی ہے اور پھر شیخین کے اس سوال پر کہ آپؐ کے ان خلفاء کے نام کیا ہیں؟ آنحضرتؐ کا آئمہ اہل بیتؑ کے نام گنوانا اس سے تو حضرات شیخین کی خلافت کا بطلان بھی واضح و عیاں ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب حضرت ابوبکر و عمر کی روایت کردہ حدیث کی رو سے بھی اولی الامر سے مراد آئمہ اہل بیتؑ ہیں تو باوجود اس کے یہ کہنا کہ اس سے مراد خلفائے ثلاثہ" ہیں علاوہ مستلزم تکذیب رسول ہونے کے خود تکذیب شیخین کے مترادف ہے اور مدعی سست و گواہ چست کی مصداق؟

www.kitabmart.in

تاویل سوم اور اس کا ابطال

اس سے اہل حل وعقد یا قاضی وعالم مراد ہیں۔ اس تاویل علیل کا کساد و فساد بھی سابقہ دو تاویلوں کے اجوبہ شافیہ و کافیہ سے ظاہر و باہر ہو گیا ہے

فلا نطيل الكلام بالاعادة فانه خال عن الافادة

سابقہ مقدمات ذہن نشین کر لینے کے بعد اس آیہ مبارکہ کی آئمہ طاہرین کی خلافت و امامت پہ دلالت محتاج بیان نہیں کیونکہ معمولی عقل و دانش اور بصیرت رکھنے والا ہر مسلمان جانتا ہے کہ جن ذوات مقدسہ کی اطاعت ہر وقت، ہر حال و ہر امر اور ہر شخص پہ واجب و لازم ہو وہ انبیاء یا ان کے حقیقی خلفاء و اوصیاء ہی ہو سکتے ہیں۔ یہ امر واضح ہے کہ یہ "اولی الامر" انبیاء تو نہیں ہیں کیونکہ جناب نبی خاتم الانبیاء ہیں۔ لہٰذا دوسری شق متعین ہو جائے گی یعنی ماننا پڑے گا کہ صاحبان امر سے مراد سید المرسلین کے حقیقی جانشین ائمہ طاہرین ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ اس بیان حقیقت ترجمان سے اس آیہ وافی ہدایہ کا آئمہ اہل بیت کی خلافت و امامت پہ نص صریح و دلیل فصیح ہونا روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو گیا

دوسری آیت

قال الله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین

"اے ایمان والو! تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ"۔ واضح ہو کہ اس آیہ وافی ہدایہ میں چند امور قابل توجہ ہیں ان کے بیان کرنے سے آئمہ اہل بیت کی خلافت و امامت پہ اس کی دلالت واضح و لائح ہو جائے گی۔

SIBTAIN.COM

(۱) آیت سابقہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے۔ بنا بریں جس طرح تقویٰ الٰہی اختیار کرنا واجب ہے اسی طرح صادقین کی معیت بھی واجب و لازم ہوگی۔

(۲) یہ امر اپنے مقام پر محقق و مبرہن ہو چکا ہے کہ جہاں جہاں تک حدود شریعت پھیلے ہوتے ہیں وہاں وہاں تک خطابات شرعیہ بھی پہنچے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ کسی خاص ملک و ملت یا قوم و قبیلہ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ وہ تمام بنی نوع انس و جان کی فلاح و سلامت کی ضامن ہے اور اس کے حدود حدود قیامت سے ملے ہوئے ہیں لہٰذا اس کے اوامر و نواہی بھی قیامت تک کے لئے سب لوگوں کو شامل ہوں گے۔ اس لئے صادقین کی معیت کا حکم زمانہ رسول سے لے کر قیامت تک ہونے والے تمام افراد مسلمین کو شامل ہوگا۔

(۳) عقل سلیم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جن افراد کو یہ حکم دیا جا رہا ہے وہ اور ہیں اور جن کی معیت اختیار کرنے کا حکم ہے وہ صادقین اور ہیں بصورت اتحاد لازم آئے گا کہ مخاطبین حضرات خود ہی تابع اور خود ہی متبوع خود ہی صادق اور خود ہی مصدوق قرار پائیں اور یہ امر بالبداہت باطل ہے۔ ماننا پڑے گا کہ صادقین سے کچھ مخصوص ذوات قدسیہ مراد ہیں جن کی معیت اختیار کرنے کا عام مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔

(۴) ارباب دانش و بینش پہ مخفی نہیں ہے کہ اس معیت سے معیت جسمانیہ اور حضور خارجی مراد نہیں ہے

www.kitabmart.in

یعنی صادقین کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اطراف و اکنافِ عالم سے تمام مسلمان اپنے کو صادقین تک پہنچائیں اور ہر وقت ان کے ہمراہ رہیں کیونکہ یہ بوجہ تکلیف مالایطاق ہونے کے (جو عقلاً و نقلاً باطل ہے) ناقابل عمل ہے کما لا یخفیٰ۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اس معیت سے معیتِ روحانیہ اور معیت فی العمل مراد ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ تمام اقوال و افعال اور اعمال میں صادقین کا اتباع کریں۔

(۵) نیز عقلِ سلیم فیصلہ کرتی ہے کہ قیامت تک ہر دور و ہر زمانہ میں جماعت صادقین میں سے کسی نہ کسی فرد فرید کا باقی رہنا ضروری ہے تاکہ مومنین اس کی معیت اختیار کر سکیں بمشہور و معروف حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ (جمع بین الصحیحین حمیدی و منصب امامت) "جو شخص مر جائے اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل نہ کرے وہ جاہلیت یعنی کفر و شرک کی موت مرتا ہے"۔ فخر الدین رازی نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ نحن نعترف بانہ لابد من معصوم فی کل زمان الخ۔ ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم کا ہونا ضروری ہے (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۱۰) یہ اور بات ہے کہ انہوں نے بعد میں اس سے اجماع کو مراد لیا ہے جس کا بطلان دوسرے باب میں عیاں کیا جا چکا ہے ہم اس خلافِ عقل بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور شاید ہر صحیح العقل اور سلیم الفطرت انسان قاصر ہوگا کہ گنہگار افراد کا مجموعہ کس طرح معصوم ہو سکتا ہے؟

(۶) جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس معیت سے ہر قول و فعل میں صادقین کی متابعت و اقتدا مراد ہے تو ماننا پڑے گا کہ ان صادقین کو ہر قسم کی خطا و لغزش سے معصوم، تمام نقائص و عیوب سے منزہ و مبرا اور سب ارجاس و انجاس سے مطہر ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ تفصیلاً مسئلہ عصمت امام اور اجمالاً اس سلسلہ کی پہلی آیت کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

(۷) قطع نظر دیگر ادلہ و براہین کے خود اس آیت کے الفاظ صادقین کی عصمت و طہارت پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اس آیت میں صادقین کی معیت واجب قرار دی گئی ہے ظاہر ہے کہ علی الاطلاق صادق اس شخص کو کہا جا سکتا ہے جس کا دامن اول عمر سے آخر عمر تک کبھی کسی حالت میں قولی اور فعلی طور پر کذب کی لوث و آلائش سے ملوث نہ ہوا ہو۔ واضح ہے کہ ایسا شخص معصوم ہی ہو سکتا ہے کیونکہ غیر معصوم سچائی اختیار کرنے کی ہزار کوشش کرے لیکن ضرور کسی نہ کسی حالت میں عمداً نہ سہی سہواً، قولاً نہ سہی عملاً کذب کا مرتکب ہو ہی جاتا ہے۔ اسی لئے اسے صادق علی الاطلاق نہیں کہا جا سکتا وھذا واضح لمن تدبر و ترک التکبر۔

(۸) جب ان حقائق کی روشنی میں صادقین میں عصمت و طہارت کا لازماً پایا جانا واضح ہو گیا تو اس سے خود بخود صادقین کی تعیین و تشخیص بھی ہو گئی کیونکہ۔

؎ بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

www.kitabmart.in

کہ امت محمدیہ میں باتفاق فریقین سوائے آئمہ اہل بیتؑ کے اور کوئی شخص درجۂ عالیہ عصمت و طہارت پر فائز نہیں ہے معلوم ہوا کہ صادقین سے مراد حضرات آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں و ھو المطلوب۔

رہی اگرچہ تعیین صادقین کے لئے مذکورہ بالا بیانِ حقیقت ترجمان ہی ارباب بصیرت کے لئے کافی ہے لیکن اس خیال کے پیش نظر کہ کوئی ہمیں تفسیر بالرائے کا طعنہ دے دے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق اہل سنت کی کتب معتبرہ سے چند روایاتِ معتبرہ پیش کردی جائیں چنانچہ تفسیر درمنثور ج ۳ صفحہ ۲۹۰ پر ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کونوا مع الصادقین۔ قال مع علی ابن ابی طالب۔ یعنی "صادقین سے مراد حضرت علیؑ ہیں ان کی معیت اختیار کرنی چاہیئے"۔

اور ایسا ہی مسند ابن عساکر میں مروی ہے (علی ما نقلہ صاحب المعارف قدس سرہ) جب حضرت امیر المومنینؑ کا اس سے مراد ہونا معلوم ہوگیا تو اس سے دیگر آئمہ معصومینؑ کا بھی اس میں داخل ہونا واضح ہوگیا "لانھم فی ھذا الامر شرع سواء" شاید کوئی متوہم ہمارے اس بیان کو "دعویٰ عام اور دلیل خاص" پر محمول کرے لہذا ذیل میں وہ روایات بھی درج کئے جاتے ہیں جن میں دیگر آئمہ اہل بیتؑ کی شمولیت کی تصریح موجود ہے صاحب معارف الملت اور صاحب ہدایۃ الموحدین اعلی اللہ مقامہم نے تفسیر ثعلبی و تفسیر خرگوشی سے اور انہوں نے باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے صادقین کی تفسیر میں فرمایا ھم محمد و آلہ صلوات اللہ علیھم" یعنی صادقین سے مراد محمدؐ و آل محمدؐ ہیں" نیز مناقب خوارزمی، فرائد حموینی و حافظ ابو نعیم اصفہانی روایت کرتے ہیں کہ "ھم محمد و علی و آلھما" ان سے مراد محمدؐ و علیؑ اور ان کی اولاد امجاد ہیں۔ ینابیع المودۃ طبع بمبئی ص ۱۱۹ میں بحوالہ مناقب موفق ابن احمد ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا الصادقون فی ھذہ الآیۃ محمد و اھل بیتہ" اس آیت میں صادقین سے مراد حضرت محمدؐ اور ان کی اہل بیتؑ ہیں" ابو نعیم و خوارزمی نے باسناد خود حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا الصادقون ھم الائمۃ من اھل البیت۔

صادقین سے مراد آئمہ اہل بیتؑ علیہم السلام ہیں۔ فرائد السمطین ج ۱ باب ۴۸ میں مفصل مرقوم ہے کہ ابن صالح امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کونوا مع الصادقین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "مع آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ" نیز اسی مقام اور اسی باب میں اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے "قال مع علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ" ان روایات شریفہ سے کالنار علی المنار واضح و آشکار ہوگیا کہ صادقین سے مراد حضرات آئمہ اہل بیتؑ ہیں، اس کے قبل نہایت شرح و بسط کے ساتھ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ اس قسم کے موارد میں لفظ اہلبیتؑ سے مراد آئمہ اثنا عشری ہوتے ہیں۔

www.kitabmart.in

روا۔ اس امر کے اثبات کے ساتھ ساتھ فخرالدین رازی کی اس قیاس آرائی کا بھی کہ اولی الامر سے مراد اجماعِ امت ہے کا بطلان بھی واضح و عیاں ہو گیا، کیونکہ علاوہ اس کے کہ اس صورت میں تمام منافی لازم آئیں گے۔ جو ہم ادپر امر دوم میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ قول مذکورہ بالا روایات صریحہ کے مخالف ہونے اور تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے درجۂ حجیت و اعتبار سے ساقط ہے۔ فلا یعباء به بل یضرب به ضرب الجدار۔

مذکورہ بالا بیان کے بعد اس آیۂ مبارکہ کا امامت آئمہ اطہار پر نص صریح ہونا واضح و آشکار ہو گیا کیونکہ سابقہ آیت کے ماتحت اور اس کے علاوہ متعدد مقامات پر بدلائل ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ جن ذوات قدسیہ کی اطاعت مطلقہ کو خداوند عالم مسلمانوں پر واجب و لازم قرار دے وہ نبی یا وصی نبی ہی ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت تو ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا۔ کہ جن کی اطاعت مطلقہ کو اس آیت مبارکہ میں لازم قرار دیا جا رہا ہے وہ آپ کے حقیقی جانشین ہی ہو سکتے ہیں۔ کما لا یخفیٰ علی ادنی الافہام من العوام فضلاً عن العلماء الاعلام والفضلاء العظام علیٰ عشرۃ کاملۃ

SIBTAIN.COM

تیسری آیت

قال اللہ تبارک و تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (آلِ عمران پ ۴) اے مسلمانو! اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں تفرقہ اندازی نہ ڈالو۔ کتب فریقین شاہد ہیں کہ یہ آیۂ مبارکہ آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ صاحب صواعق محرقہ ص۹۰ طبع مصر جدید پر رقمطراز ہیں:

"الآیۃ الخامسۃ، قولہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اخرج الثعلبی فی تفسیرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا"

یعنی پانچویں آیت ارشادِ ایزدی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا الخ ہے ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم ہی وہ ریسمانِ خداوندی ہیں کہ جن کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے "واعتصموا بحبل اللہ الآیۃ" ایسا ہی کتاب ینابیع المودۃ

www.kitabmart.in

میں بحوالہ تفسیر ثعلبی ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ وہ حبل اللہ کون ہے۔ جس سے اعتصام کا ہمیں خداوند عالم نے حکم دیا ہے؟ فضرب یدہ فی ید علی وقال تمسکوا بھذا هو حبل اللہ المتین۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ اس کے ساتھ تمسک کرو کیونکہ یہی خداوند عالم کی محکم ریسمان ہے۔ (یعنی اس سلسلہ مبارکہ کی پہلی کڑی یہی ہے) علامہ زمخشری ربیع الابرار میں روایت کرتے ہیں (علی ما نقل عنہ) کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ مھجۃ قلبی وولداھا ثمرۃ فوادی وزوجھا قرۃ عینی والائمۃ من ولدھا امناء ربی وحبلہ الممدود بینہ وبین خلقہ فمن تمسک بھم نجیٰ ومن تخلف عنھم ھلک والی جھنم سلک۔ آنحضرت نے فرمایا فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے اس کے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ میرے دل کا ثمرہ اور ان کا شوہر میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور ان کی اولاد میں جو امام ہیں وہ میرے پروردگار کے امین اور اس کی وہ ریسمان ہیں جو اس کے اور اس کے بندوں کے درمیان کھنچی ہوئی ہے۔ جو شخص ان سے تمسک کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔ اور جو شخص ان سے اعراض و انحراف کرے گا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جہنم کی طرف جائے گا۔

تقریبِ استدلال

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ آیہ مبارکہ آئمہ اہل بیتؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اب اس کا ان کی خلافت و امامت پر نص ہونا ظاہر ہے کیونکہ یہاں "حبل" سے مراد وہ چیز ہے جو خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہو جیسا کہ ربیع الابرار کی روایت میں فقرہ "حبلہ الممدود بینہ و بین خلقہ" بھی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے اس کے ظاہری معنی "رسی" ہرگز مراد نہیں ہیں۔ اسی طرح "اعتصام" سے اس کے معنی لغوی مراد نہیں ہیں کہ انسان ان کے ظاہری دامن سے لپٹ جائے بلکہ اس سے مراد وجوب تمسک و اتباع ہے جیسا کہ ربیع الابرار والی حدیث میں وارد شدہ فقرہ "من تمسک بھم نجیٰ" اور ینابیع المودۃ والی روایت میں "تمسکوا بھذا" سے بھی ظاہر و باہر ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ ذوات قدسیہ جو حقیقی طور پر خالق و مخلوق کے درمیان دینی اور دنیوی امور میں وسیلہ ہوں اور جن کی ہر حال میں متابعت و اقتدار واجب ہو۔ ایسی معصوم ہستیاں انبیاء یا ان کے حقیقی خلفاء و اوصیاء ہی ہو سکتی ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ حضرات آئمہ معصومینؑ انبیاء نہیں تھے۔ لامحالہ خلفاء و اوصیاء نبی ہوں گے۔ (وھو المطلوب)

www.kitabmart.in

تنبیہ ہم نے اس آیت کے بیان میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے ورنہ جو امور آیہ مبارکہ «وکونوا مع الصادقین» سے سابقاً استنباط کئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے اور یہ خطاب قیامت تک سب مسلمانوں کو شامل ہے لہٰذا تا قیام قیامت اس جماعت مقدسہ میں کسی نہ کسی فرد کا ہر زمانہ میں موجود رہنا ضروری ہے اور علی الاطلاق وجوب اتباع و اقتدار ان بزرگواروں کی عصمت پر دلالت کرتا ہے جن کی اتباع و اقتدار واجب ہے اور امتِ محمدیہ میں سوائے ائمہ اہل بیتؑ کے اور کوئی معصوم نہیں۔ الی غیر ذٰلک یہ سب امور اس آیہ مبارکہ سے بھی مستفاد ہوتے ہیں لہٰذا ان مقدمات کو پیشِ نظر رکھ کر اس آیت سے خاطر خواہ نتیجہ اخذ کرنے میں مزید آسانی ہو جاتی ہے اب ہم انہی تین آیتوں پر اکتفا کرتے ہوئے عنانِ قلم کو ان نصوص کے ذکر کی طرف پھیرتے ہیں جو سرکار خاتم الانبیاء کی احادیث سے ماخوذ ہیں وفی ہذا المقدار من الآیات الشریفة کفایة لمن له ادنیٰ درایة لان من لا ینفعه الاشارة لا یفید الف عبارة والله سبحانه الموفق لضیاء القلب والانارة ۔ مگر آگے بڑھنے سے پہلے ایک مشہور اعتراض کا جواب پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ایک مشہور اعتراض کہا جاتا ہے کہ اگر مسئلہ امامت اس قدر اہم تھا کہ جتنا شیعہ حضرات خیال کرتے ہیں تو خداوندِ عالم نے آئمہ کے اسماء گرامی صراحةً قرآن میں کیوں نہ ذکر کر دیئے تاکہ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ختم ہو جاتا اور سب مسلمان ایک مسلک میں منسلک ہو جاتے؟

(الجواب بعون اللہ الوہاب) اس ایراد کا دو طرح جواب دیا جا سکتا ہے ایک الزامی دوسرا حلی

الزامی جواب:۔ کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگرچہ شیعہ و سنی کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ امامت کا تعلق اصول سے ہے یا فروع سے؟ شیعہ اسے اصول میں داخل سمجھتے ہیں اور سنی فروع میں (جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے باب میں گزر چکی ہے) لیکن اہل سنت کے نزدیک بھی امامت ہے اس قدر اہم کہ تقررِ امام کے لئے جنازۂ رسول کو مؤخر بلکہ ترک کیا جا سکتا ہے اور اس کی عدم معرفت سے جاہلیت کی موت لازم آتی ہے بنابریں جب خداوندِ عالم نے بظاہر معمولی معمولی فروعی مسائل از قسم وضو و غسل بیع و شراء وغیرہ کو تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں تو امامت ایسے اہم مسئلہ کو کیوں نظر انداز کیا ہے اور اماموں کے نام کیوں نہیں بتائے؟ اس سوال کا جو جواب اہلسنت دیں گے وہی ہمارا جواب متصور ہوگا!!

حلی جواب:۔ حلی و تحقیقی جواب یہ ہے کہ فریقین کی بعض روایات کے مطابق آئمہ اطہار علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں موجود تھے مگر جمع قرآن کے وقت انہیں نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ ہماری تفسیر صافی ص۹ مقدمہ ششم طبع ایران بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے فرمایا لو قرأ القرآن کما انزل لالفیتمونا فیه

اگر قرآن کو اس طرح پڑھا جاتا جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام بنام موجود پاتے۔

اور برادران اسلامی کی تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۹۸ طبع مصر میں ابن مسعود سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: کنا نقرا علی عہد رسول اللہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ہم زمانۂ رسول میں آیت تبلیغ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ یا ایھا الرسول ... (مگر اب نام علی موجود نہیں ہے) سورہ توبہ کے بارے میں وارد ہے کہ اس میں متعدد منافقین کے نام موجود تھے جو عندالجمع ساقط کر دیئے گئے حضرت عمر بیان کرتے ہیں: ما فرغ من تنزیل برأۃ حتی ظننا انہ لم یبق منا احد الا سینزل فیہ وکانت تسمی فاضحۃ۔ ابھی سورہ برأۃ (توبہ) کی تنزیل کمل نہیں ہوئی تھی، ہمیں ظن غالب ہو گیا کہ ہم میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ (مذمت میں) نازل ہو ہی جائے گا اسی بنا پر اس سورہ کو فاضحہ (رسوا کنندہ) کہا جاتا تھا؟ علاوہ بریں ارباب عقل ودانش جانتے ہیں کہ اگر اس قسم کی روایات سے صرف نظر بھی کر لیا جائے۔ (کیونکہ یہ موہم تحریف ہیں)، تو بھی اس مسئلہ کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ کسی صاحب منصب کا نام لینا اس قدر مفید نہیں ہوتا۔ جس قدر اس اہلِ منصب کے صفات کا بیان کر دینا مفید ہوتا ہے کیونکہ نام کے مطابق فرضی نام تو رکھا جا سکتا ہے۔ مگر صفات پیدا نہیں کیے جا سکتے۔ اس لئے قرآن مجید میں جناب رسولِ خدا کے صحیح جانشینوں کے اوصاف کمالیہ کے بیان کرنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ جس کے بعد اہلِ عقل وفکر کو ان کے موصوف تلاش کرنے میں کوئی خاص دقت محسوس نہیں ہوتی؟

اثباتِ امامت یازدہ ائمۂ طاہرین بنصوص رسول عظیم

خلافت وامامت آئمہ اطہار کے متعلق بکثرت نصوص نبویہ کتب فریقین میں موجود ہیں جن کا عدّ واحصاء وضع کتاب سے خارج اور طولِ طول کا باعث ہونے کے علاوہ خود ہم ایسے قلیل البضاعت انسان کے لیے مشکل بھی ہے لہٰذا بموجب "مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" فقط چند نصوص صحیحہ وصریحہ پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پیشتر حدیث شریف ثقلین کو پیش کیا جاتا ہے۔

نص اوّل حدیث ثقلین

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض"۔ اے مسلمانو! میں تم میں دو گرانقدر اور نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خداوندی اور دوسرے اپنی عترت اہلِ بیت" جب تک تم ان کے ساتھ متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں: (حدیث نبوی متواتر متفق علیہ)

واضح ہو کہ ہم کتاب تحقیقات الفریقین فی ـیث الثقلین میں دلائل قاہرہ وبراہین باہرہ سے اس حدیث کا

صحیح بلکہ متواتر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ اور اس کتاب میں بھی ضمناً کئی مقام پر اس حدیث کی وجہ دلالت بر امامت آئمہ اہل بیتؑ پر مفصل روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ تاہم ناظرین کرام کی سہولت کے لئے اس کی دلالت بر امامت کے متعلق یہاں چند وجوہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

وجہ اوّل - آنحضرتؐ کا اپنی وفات کے قریب یہ حدیث ارشاد فرمانا جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی واجیب وانی تارک فیکم الخ .... اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے بعد لوگوں کے لئے ایک مرجع و مرکز اور بالفاظ دیگر اپنے جانشین کی تعیین فرما رہے ہیں تاکہ لوگ جن امور میں آپ کے حین حیات آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اب آپکے بعد اس مقرر کردہ جانشین کی طرف رجوع کریں۔ جس طرح تمام افعال و اقوال میں آنحضرتؐ کی متابعت و اقتداء مسلمانوں پر واجب تھی۔ اس طرح آنحضرت کے اس مقرر کردہ مرکز کی اطاعت و متابعت بھی واجب ہوگی۔ ولا نعنی من الامامۃ الا ھذا المعنی

وجہ دوم - مخبر صادق کا قرآن کے ساتھ عترت کا ذکر کرکے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی باہمی عدم جدائی کی خبر دینا ان حضرات کی عصمت و طہارت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ اس جدا نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عترت اہل بیتؑ کسی امر میں قرآن کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص ابتدائے عمر سے انتہائے عمر تک کسی قول و فعل اور کسی حالت میں قرآن کی مخالفت نہ کرے اور نہ قرآن اس کی مخالفت کرے تو ایسا شخص معصوم ہی ہو سکتا ہے کما لا یخفیٰ۔

جب اس سے ان حضراتؑ کی عصمت و طہارت ثابت ہو گئی تو اس سے ان کی خلافت و امامت بھی ثابت ہو گئی کیونکہ شرائط امامت میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ امام کے لئے عصمت ضروری ہے اور جب ان کے علاوہ امت محمدیہ میں اور کوئی معصوم نہیں ہے تو بس یہی بزرگوار خلیفہ و امام ہوں گے۔

وجہ سوم - اس حدیث شریف میں ان حضرات سے تمسک کرنے میں رشد و ہدایت اور ترک تمسک میں ضلالت و غوایت قرار دی گئی ہے یہ امر بھی ان بزرگواروں کی عصمت و طہارت کی قطعی دلیل ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ساتھ تمسک کرنا ہر حال میں موجب رشد و ہدایت اور جس کی مخالفت ہر حال میں موجب ضلالت ہو۔ وہ معصوم کی ذات والا صفات ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ غیر معصوم کی نہ تو اطاعت مطلقہ واجب ہو سکتی ہے اور نہ ہر حال میں اس سے تمسک موجب رشد و ہدایت ہو سکتا ہے بلکہ بعض اوقات حق و صواب اس کی مخالفت میں منحصر ہوتا ہے اور موافقت میں عین ضلالت و گمراہی بس ثبوت عصمت کے ساتھ ساتھ ان کی امامت بھی ثابت ہو گئی۔

www.kitabmart.in

وجہ چہارم اس حدیث شریف میں تمسک کو واجب و لازم قرار دیا گیا ہے۔ ارباب دانش و بینش پر مخفی نہیں ہے کہ اس تمسک سے "الاخذ بالید" (ہاتھ سے پکڑنا) مراد نہیں بلکہ اوامر و نواہی اور تمام امور دین و دنیا میں ان کی اقتدار کرنا مقصود ہے "وھذا یدل علی عصمتھم کما لا یخفیٰ" اور بیانات سابقہ میں مکرراً واضح کیا جا چکا ہے کہ جن حضرات کی اطاعت مطلقہ واجب و لازم ہو وہ نبی یا وصی نبی ہی ہو سکتے ہیں لیکن واضح ہے کہ عترت اہل بیتؑ نبی تو نہیں ہیں لہذا لامحالہ وصیٔ نبی ہوں گے۔

وجہ پنجم بعض طرق حدیث میں اس حدیث کا ایک تتمۂ مہمہ باایں الفاظ موجود ہے۔ "فلا تقدموھم فتھلکوا" "عترت اہل بیتؑ سے کسی امر میں آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے" یہ اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ ہر امر میں عترت اہل بیتؑ کو مقدم کرنا چاہیے۔ چنانچہ احمد ابن تادر العجیل الشافعی ذخیرۃ المآل میں اس فقرہ کی شرح میں رقمطراز ہیں۔ "واما التقدیم فھم اولی بذلک فی مواضع کثیرۃ منھا الامامۃ الکبریٰ" الخ۔ جہاں تک عترت رسول کو مقدم کرنے کا تعلق ہے وہ کئی مقام پر اس کے زیادہ حقدار ہیں منجملہ ان مقامات کے ایک امامت کبریٰ بھی ہے (علیٰ ما نقل فی العبقات) اسی طرح ابن حجر کی صواعق محرقہ صـ۲۲۷ طبع جدید میں اسی فقرہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقدموھم الخ دلیل علی ان من تأھل منھم للمراتب العلیۃ والوظائف الدینیۃ کان مقدماً علی غیرہ" آنحضرت کے ارشاد میں اس بات کی دلیل ہے کہ عترت رسول میں سے جو شخص ان مراتب کا اہل ہو وہ دوسروں پر مقدم سمجھا جائے گا۔ واضح ہوا کہ تمام امور میں اور بالخصوص مسئلہ امامت کبریٰ میں عترت اہل بیتؑ ہی کو مقدم کرنا واجب ہے۔ (ولکنھم عکسوا الامر فعلاھم معکوسا)

وجہ ششم اسی طرح مذکورہ بالا تتمہ کے ساتھ یہ فقرہ بھی ملتا ہے۔ "ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم" "اے مسلمانو تم ان کو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں" یہ حدیث اعلمیت اہل بیتؑ پر نص صریح ہے اور شرائط امامت میں واضح کیا جا چکا ہے کہ امام کے لیے اعلم ہونا ضروری ہے لہذا جب ان حضرات کی اس حدیث سے اعلمیت ثابت ہو گئی تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی امامت بھی ثابت ہو گئی۔

وجہ ہفتم حضرت امیرالمومنین و دیگر بعض ائمہ معصومینؑ کا وقتاً فوقتاً اپنی خلافت و امامت حقہ کی حقانیت کے اثبات میں اس حدیث شریف سے احتجاج و استدلال کرنا بھی اس کے نص امامت

www.kitabmart.in

وصایت ہونے کی نہایت محکم و مضبوط دلیل ہے (تفصیل کے لئے تحقیقات الفریقین دیکھیں ۱۱

نص دوم حدیث سفینہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ و من تخلف عنھا غرق و ھویٰ۔ (حدیث نبوی صحیح متفق علیہ) "میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے، جو اس پر سوار ہوگا، وہ نجات پا جائے گا، اور جو اس سے اعراض کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (تفسیر کبیر فخرالدین رازی بذیل آیہ مودۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری لمعات شرح مشکوٰۃ محدث عبدالحق دہلوی خود مشکوٰۃ شریف ...... قرۃ العینین شاہ ولی اللہ دہلوی، تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی۔ مسند احمد ابن حنبل، صحیح مسلم، مسند ابوالیعلیٰ، مستدرک حاکم، ینابیع المودۃ، تفسیر درمنثور سیوطی صواعق محرقہ ابن حجر مکی معارف ابن قتیبہ دینوری وغیر ذلک من الکتب المعتمدہ) یہ حدیث شریف بھی بچند وجہ خلافت و امامت آئمہ اطہارؑ پر دلالت کرتی ہے۔

وجہ اوّل ظاہر ہے کہ اہل بیت کو کشتی نوحؑ سے تشبیہ دینے اور اس پر سوار ہونے کو موجب نجات قرار دینے سے ان حضرات کی متابعت و اقتداء کی ترغیب و تحریص اور اس کشتی سے اعراض کو موجب غرق و ہلاکت قرار دینے سے ان بزرگواروں کی معصیت و نافرمانی سے ترہیب و تخویف مقصود ہے۔ سابقاً بکرات و مرات واضح کیا جا چکا ہے کہ جن ذوات قدسیہ کی اطاعت مطلقہ واجب اور معصیت مطلقہ حرام ہو وہ نبی یا امام ہی ہو سکتے ہیں لیکن واضح ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ نبی نہیں ہیں لہٰذا خلیفہ و امام ضرور ہوں گے۔

وجہ دوم اس حدیث شریف میں سفینۂ اہل بیتؑ میں رکوب یعنی ہر حال میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو موجب نجات و باعث رشد و ہدایت اور اس سفینۂ نجات سے تخلف اور اعراض یعنی ان کی نافرمانی کو موجب ہلاکت و ضلالت قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر ان حضرات کی عصمت و طہارت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ مکرر ثابت کیا جا چکا ہے کہ جن حضرات کا ہر حال میں اتباع موجب نجات اور مخالفت موجب ضلالت ہو وہ معصوم ہی ہو سکتے ہیں۔ شرائط امامت میں امام کے لئے عصمت کا لازم ہونا ثابت کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا جب اس حدیث سے ان بزرگواروں کی عصمت واضح ہو گئی تو اس سے ان کی خلافت و امامت بھی ثابت ہو گئی۔

وجہ سوم اس حدیث شریف سے ان بزرگواروں کی افضلیت واضح ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت کی امت میں کچھ اور افراد بھی ایسے موجود ہوتے جن کی اطاعت مطلقہ واجب اور معصیت

www.kitabmart.in

مطلقہ حرام، اطاعت موجب نجات اور مخالفت موجب ہلاکت ہوتی تو ضروری ان کو بھی آنحضرت سفینۂ نوح سے تشبیہ دیتے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کا ہم پلّہ اور ہم مرتبہ اور کوئی شخص امتِ محمدیہ بلکہ تمام امم و عوالم میں نہیں پایا جاتا لہٰذا یہ بزرگوار افضل الامۃ بلکہ افضل الخلائق ہوں گے۔ شرائطِ امامت میں محقق و مبرہن کیا جا چکا ہے کہ امام کے لئے افضل ہونا لازم ہے لہٰذا اس حدیث سے ان کی افضلیت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ان کی امامت بھی ثابت ہو گئی۔

وجہ چہارم اس حدیث شریف سے ائمہ اہلِ بیتؑ کی محبت و مودت کا وجوب اور ان کے بغض و عداوت کی حرمت مترشح ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وجوبِ محبت مستلزم وجوب اطاعت ہے اور جس کی اطاعتِ مطلقہ واجب ہو گی، وہ امام یا نبی ہو گا۔ لہٰذا جب یہ بزرگوار نبی نہیں ہیں تو یقیناً امام ہوں گے۔

وجہ پنجم بعض ائمہ معصومین علیہم السلام کا اپنی امامت کے اثبات میں اس حدیث شریف سے احتجاج و استدلال کرنا اس کے نصِ خلافت و امامت ہونے کی قطعی دلیل ہے چنانچہ کتاب راحۃ الروح فی شرح حدیث سفینۃ نوحؑ میں ائمہ اطہارؑ کا اس حدیث کے ساتھ تمسک کرنا مذکور ہے۔ (فراجع)

SIBTAIN.COM

وجہ ششم بعض علمائے اہلِ سنت نے بھی اس حدیث کی دلالت بر امامت کو دبی لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے حتیٰ کہ ملا عبدالعزیز دہلوی نے باآں ہمہ تعصب و عناد اتنا تو تسلیم کیا ہے کہ دینی ہدایت اور اخروی فوز و فلاح ان حضرات کی دوستی اور ان کی متابعت میں منحصر ہے اور ان کی دوستی و اتباع سے دست بردار ہونا ہلاکتِ ابدی کا باعث ہے۔ چنانچہ موصوف تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم میں ذیل حدیث سفینہ رقمطراز ہیں: "ہیں تم حدیث مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق:

"دلالت نمی کند مگر بر آنکہ فلاح و ہدایت مربوط بدوستی ایشاں و منوط باتباع ایشاں است و تخلف از دوستی و اتباع ایشاں موجب ہلاک"۔

شاہ صاحب کا یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ یہ "حدیث فلاح و نجاح اور رشد و ہدایت کے محبت و اتباع اہلِ بیتؑ میں منحصر ہونے اور ان کی اقتدا سے انحراف و اعراض کے موجب ہلاکت ہونے پر دلالت کرتی ہے" یہ کہنا کہ یہ حدیث ان بزرگواروں کی خلافت و امامت پر دلالت نہیں کرتی عجیب سفسطہ ہے کیونکہ خلیفہ و امام سے مراد ہی یہ ہے کہ جس کی دوستی اور اطاعت و فرمانبرداری تمام مسلمانوں پر واجب و لازم

www.kitabmart.in

اور جس کی دشمنی و مخالفت ان کے لیے حرام ہو۔ یہی وہ ریاستِ عامہ ہے جسے امامت کی تعریف میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ظاہری حکومت و ریاست کو اس کے تحقق و ثبوت میں کوئی دخل نہیں جس طرح کہ خود نبوت کے ثبوت میں ظاہری اقتدار کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ امامت و خلافت کا حقیقی مفہوم اہلبیتؑ نبوت میں تسلیم کر لینے کے بعد یہ کہنا کہ یہ حدیث ان کی خلافت و امامت پر دلالت نہیں کرتی، یعنی اتباع و اقتداء اہلبیت کی واجب اور ان کی پیروی سے انحراف کرنا باعثِ ہلاکت ہے لیکن رسول کے خلیفے حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ ہیں یہ صاف و صریح تناقض نہیں تو اور کیا ہے؟ ممکن ہے شاہ صاحب کی طرف سے کہا جائے کہ ہم اصحاب ثلاثہ کو محض ملک و بادشاہ سمجھتے ہیں نہ خلیفہ و امام جن کی دوستی واجب ہے نہ اطاعت لازم نہ دشمنی حرام ہے نہ مخالفت ناجائز۔ ہم عرض کریں گے کہ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو "دل ماشاد و چشم ما روشن" کیونکہ ایسا ... تو ہم بھی ان کو مانتے ہیں بہرکیف اس کے سوا شاہ صاحب کو اپنی گلو خلاصی کرانے کے لیے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

وجہ ہفتم کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی ص۳۲ طبع بمبئی میں یہ حدیث ایسے الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو کالنص ہے امامتِ اہلبیتؑ جو اظہر من الشمس ہے۔ آنحضرت فرماتے ہیں: "من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ و یتمسک بالعروۃ الوثقیٰ و یعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیا بعدی و لیعاد عدوہ و لیأتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم خلفائی من بعدی و اوصیائی و حجج اللہ علی خلقہ بعدی و سادۃ امتی و قادۃ الاتقیاء الی الجنۃ حزبھم حزبی و حزب اعدائھم حزب الشیطان۔" جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کشتی نجات پر سوار ہو، عروۃ وثقیٰ کے ساتھ تمسک کرے اور خدا کی مضبوط رسی کے ساتھ چنگل زنی کرے۔ اسے چاہیئے کہ میرے بعد علیؑ کو اپنا امام بنائے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور ان کی اولاد میں سے جو ہادی و امام ہیں ان کی اقتداء کرے کیونکہ یہی میرے بعد میرے حقیقی خلفاء و اوصیاء ہیں اور یہی مخلوق خدا پر اس کی حجت اور میری امت کے سردار اور اہلِ تقویٰ و طہارت کو جنت میں لے جانے کے قائد ہیں۔ ان کا گروہ خدا کا گروہ ہے اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

وضاحت اس حدیث شریف سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جب تک ضلالت و ہلاکت کا خوف موجود ہے اس وقت تک اس سفینۂ نجات یعنی ائمہ اہل بیتؑ میں سے کسی نہ کسی فرد فرید کا ہمیشہ موجود رہنا بھی ضروری ہے واضح ہے کہ یہ اندیشۂ ضلالت قیامِ قیامت تک باقی ہے لہذا اس سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ائمہ اہل بیتؑ میں سے کوئی فرد موجود رہے

www.kitabmart.in

جس کی محبت و اتباع باعث امن اور موجب رشد و ہدایت قرار پا سکے۔ ورنہ دنیا ایک لحظہ بھی اس کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ حدیث نجوم میں بھی اس امر کو بیان کیا گیا ہے۔ قال رسول اللہ النجوم امان لاھل السماء و اھلبیتی امان لاھل الارض (ملاحظہ ہو مسند امام احمد، فرائد السمطین حموینی وغیرہ) قطع نظر باقی ادلہ و براہین کے صرف یہی حدیث حضرت سلطان عصر و امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے وجود ذی جود کو ثابت کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

نص سوم حدیث اثنا عشر خلیفۃ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا یزال الدین قائماً و عزیزاً منیعاً حتی تقوم الساعۃ و یکون علیہ اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش" فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ دین ہمیشہ قائم و دائم (یا فرمایا) معزز و مکرم اور سربلند) رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ جو تمام قریش سے ہوں گے۔" یہ حدیث نہایت مشہور و معروف بلکہ متواتر اور کتب فریقین میں مذکور ہے ینابیع المودۃ ص۴۴۴ طبع اسلامبول پر لکھا ہے کہ یحییٰ ابن حسن نے کتاب عمدہ میں اس حدیث کو بیس طرق سے بخاری نے تین طرق سے، مسلم نے نو طرق سے، ابوداؤد نے تین طرق سے ترمذی نے ایک طریق سے اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں تین طرق سے روایت کیا ہے۔" نیز ینابیع المودۃ باب ۷۷ ص۴۴۵ پر لکھا ہے کہ ابن سمرہ (راوی حدیث) بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ ثم اخفی صوتہ، پھر آپ نے اپنی آواز مبارک آہستہ کر لی اور کچھ ارشاد فرمایا جسے میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ کہا! فرماتے ہیں۔ کلھم من بنی ہاشم یہ سب ائمہ بنی ہاشم میں سے ہوں گے۔

توضیح

مخفی نہ رہے کہ صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ فرمایا کلھم من قریش "یہ سب ائمہ قبیلۂ قریش سے ہوں گے۔" ان دو روایتوں کے درمیان کسی قسم کا تعارض و تباین نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کیونکہ بنی ہاشم قریش ہی کا ایک خاص خاندان ہے۔ ظاہر ہے کہ عام اور خاص کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ بلکہ خاص کو عام کا بیان و کاشف مراد سمجھا جاتا ہے لہٰذا بنا بریں عام قریش والی روایت کو اس خاص بنی ہاشم والی روایت پر محمول کیا جائے گا۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی المام بالعلوم العربیۃ۔ بہرکیف تتمہ حدیث جو بھی ہو صدر حدیث یعنی "یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ" کی صحت پر تو تمام مسلمانوں کا اجماع ہے چنانچہ ابن حجر مکی

www.kitabmart.in

صواعق محرقہ صلا پر لکھتے ہیں "قال الائمۃ صدر ھذا الحدیث مجمع علی صحتہ" ائمہ حدیث کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ابتدائی حصے کی صحت پر اجماع ہے۔

ائمہ اثنا عشر کی تعیین

اب غور طلب امر یہ ہے کہ ان بارہ خلفاء سے مراد کون سے بارہ خلیفے ہیں۔ آیا خلفائے بنی امیہ یا خلفائے بنی عباس؟ یا خلفائے اہل بیت علیہم السلام؟ قطع نظر دلائل و قرائن خارجیہ کے خود اس حدیث شریف میں متعدد ایسے شواہد قطعیہ موجود ہیں جو ائمہ اہل بیت ہی کے مراد و مقصود ہونے پر صریحی دلالت کرتے ہیں۔

شواہد داخلیہ

بعض نصوص حدیث میں وارد ہے "لن یزال ھذا الدین قائما" اور بعض طرق میں "لا یزال الاسلام عزیزاً منیعا" یعنی اسلام ہمیشہ مکرم و معظم اور قائم و دائم رہے گا جب تک اس میں بارہ ائمہ گزریں گے یعنی وہ ائمہ دین اسلام کے لئے باعث عزو افتخار ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت ائمہ اہل بیت ہی میں نظر آتی ہے کیونکہ مسلمانوں کے مزعومہ خلفاء میں اکثر ایسے گزرے ہیں جن کا وجود اسلام کے صاف و سفید دامن پر نہایت بدنما دھبہ تھا۔

دوسرا شاہد

اس حدیث شریف کے بعض طرق میں وارد ہے کہ یہ مبارک سلسلہ قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔ "ما دام لهم اثنا عشر خلیفۃ" یا "تقوم الساعۃ" وغیرہ الفاظ وارد ہیں ظاہر ہے کہ ان مسلمانوں کے خود ساختہ خلفاء کا سلسلہ صدیوں سے منقطع ہو چکا ہے لیکن اسلام اب بھی بحمدہ تعالیٰ عزیز و منیع ہے۔ ماننا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام کا کوئی حقیقی خلیفہ و جانشین اب بھی ایسا موجود ہے جس کے برکات وجود سے زمین و زمان، مکین و مکان اور اسلام و ایمان فتن و شرور اور حوادث دہور سے محفوظ و مصؤن ہیں اور یہ بزرگ نہیں ہیں مگر حضرت حجتہ ابن الحسن صاحب العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف۔

تیسرا شاہد

بعض طرق حدیث میں وارد ہے کہ "کلهم من بنی ھاشم" یہ سب ائمہ دوازدہ بنی ہاشم سے ہوں گے (ینابیع المودۃ و عمدہ ابن بطریق وغیرہ) واضح ہے کہ وہ جو ائمہ خاندان بنی ہاشم میں سے ہوئے وہ وہی دوازدہ ائمہ ہیں جن کی خلافت و امامت کے شیعہ خیر البریہ ہیں نہ کوئی اور

چوتھا شاہد

بعض طرق حدیث میں وارد ہے "لا تھلک ھذہ الامۃ حتی یکون فیہا اثنا عشر خلیفۃ کلهم یعمل بالھدی و دین الحق" یہ امت ہلاک نہیں ہوگی جب تک ان میں بارہ ائمہ گزریں گے۔ ان میں سے ہر ایک رشد و ہدایت اور دین حق پر عمل

www.kitabmart.in

کرنے والا ہوگا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری طبع دہلی پارہ ۲۹ ص۴۳۵) واضح ہے کہ یہ صفات جلیلہ فقط ائمہ اہلبیتؑ میں ہی پائی جاتی ہیں۔ ورنہ دوسرے سلسلہ میں تو اکثریت ایسے آئمہ کی ہے جو باقرارِ اہل سنت ظالم و جابر اور فاسق و فاجر تھے (تاریخ الخلفاء سیوطی ملاحظہ ہو۔) نیز اس حدیث شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک بارہ آئمہ میں سے کسی نہ کسی امام کا وجود دنیا میں رہے گا، امت ہلاک نہیں ہوگی۔ یعنی جب ان کا وجود دنیا سے اٹھ جائے گا تو امت کی ہلاکت واقع ہو جائے گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امت بدستور بلکہ بیش از پیش صحت و سلامتی کے ساتھ موجود ہے۔ مگر مسلمانوں کے مزعومہ خلفاء تو مدتوں سے ختم ہو چکے ہیں۔ لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ حقیقی خلفاء رسولِ مقبولؐ نہ تھے۔ ورنہ لازم تھا کہ ان کی موت کے ساتھ ساتھ امت بھی موت کے گھاٹ اتر جاتی بلکہ بساطِ عالم ہی لپیٹ دی جاتی۔ امتِ مرحومہ کا وجود اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ اب بھی کوئی حقیقی نائب و خلیفۂ رسولؐ اس دنیا میں زندہ و سلامت موجود ہے جس کے برکات وجود کے طفیل میں امتِ مرحومہ موجود ہے اور نظامِ عالم درہم برہم ہونے سے محفوظ ہے۔ ع

قدم سے مہدیؑ دیں کے زمین قائم ہے پانی پر ۔۔ قرار کشتیٔ دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں

بعض علماء اہلسنت کا اعترافِ حقیقت

انہی حقائق کی بنا پر بعض محققین علماء اہل سنت کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ اس حدیث میں وارد شدہ خلفاء سے مراد ائمہ اہل بیتؑ ہیں چنانچہ شیخ سلیمان حنفی قندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۴۴۶ طبع اسلامبول اس حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں: ذکر بعض المحققین ان الاحادیث الدالۃ علی کون الخلفاء بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنا عشر قد اشتہرت من طرق کثیرۃ فبشرح الزمان و تعریف الکون و المکان علم ان مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیثہ ھذا الائمۃ الاثنا عشر من اھل بیتہ و عترتہ اذ لا یمکن ان یحمل ھذا الحدیث علی الخلفاء بعدہ من اصحابہ لقلتھم عن اثنا عشر و لا یمکن ان نحملہ علی الملوک الامویۃ لزیادتھم علی اثنا عشر و لظلمھم الفاحش الا عمر بن عبد العزیز و لکونھم غیر بنی ھاشم لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کلھم من بنی ھاشم فی روایۃ عبدالملک عن جابر و اخفاء صوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا القول یرجح ھذہ الروایۃ لانھم لا یحسنون خلافۃ بنی ھاشم و لا یمکن ان نحملہ علی الملوک العباسیۃ لزیادتھم علی العدد المذکور و لقلۃ رعایتھم الآیۃ و قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی، و حدیث الکساء فلا بد من ان یحمل ھذا الحدیث

www.kitabmart.in

علی الائمۃ الاثنیٰ عشر من اہل بیتہ و عترتہ صلی اللہ علیہ وسلم، لانہم کانوا اعلم اہل زمانہم واجلہم واورعہم واتقاہم واعلاہم وافضلہم حسباً واکرمہم عند اللہ وکان علومہم عن آبائہم متصلاً بجدہم صلی اللہ علیہ وسلم وبالوراثۃ اللدنیۃ کذا عرفہم اہل العلم والتحقیق واہل الکشف والتوفیق ویؤیدہ ہذا المعنیٰ ای ان مراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الائمۃ الاثنیٰ عشر من اہل بیتہ ویشہدہ ویرجحہ حدیث الثقلین والاحادیث المتکثرۃ المذکورۃ فی ہذا الکتاب وغیرہا۔ انتہیٰ کلامہ "بعض محققین اہل سنت نے بیان کیا ہے کہ وہ احادیث جو خلفاء کے بارہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں بہت مشہور اور طرق کثیرہ سے مروی ہیں۔ شرح زمان اور تعریف کون ومکان کی واتفاقی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ان بارہ خلفاء سے وہی بارہ امام ہیں جن کا تعلق آپ کی عترت طاہرہ سے ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ اس حدیث کو ان خلفاء پر محمول کیا جائے جو آپ کے صحابہ میں سے آپ کے بعد ہوئے۔ اس لئے کہ ان کی تعداد بارہ سے کم ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ اس حدیث کو شاہان بنی امیہ پر حمل کیا جائے کیونکہ اول تو ان کی تعداد بارہ سے زائد ہے۔ دوسرے سوائے عمر بن عبد العزیز کے ان کا ظلم وجور ظاہر ہے۔ تیسرے اس لئے کہ وہ غیر بنی ہاشم تھے۔ حالانکہ آنحضرتؐ نے عبد الملک از جابر والی روایت میں فرمایا ہے کہ وہ سب کے سب بنی ہاشم میں سے ہوں گے۔ نیز اس روایت (عبد الملک) میں آنحضرتؐ کا پست آواز سے بنی ہاشم کا ذکر کرنا اس خیال کی تائید کرتا ہے اس لئے کہ لوگ بنی ہاشم کی خلافت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس کو ملوک بنی عباس پر حمل کیا جائے کیونکہ اولاً تو ان کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے۔ ثانیاً۔ انہوں نے آیہ مودت کی مخالفت کرتے ہوئے سادات پر جو ظلم وستم کئے ہیں وہ ظاہر ہیں۔ بنا بریں ضروری ہے کہ اس حدیث شریف کو ائمہ اہل بیتؑ پر ہی حمل کیا جائے کیونکہ وہ سب سے زیادہ عالم، سب سے زیادہ حلیم وبردبار، سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار اور از روئے حسب ونسب سب سے بلند وبرتر تھے۔ ان کے علوم اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ خود آنحضرتؐ سے ماخوذ ہیں۔ اہل معرفت وتحقیق نے ان کو اسی طرح پہچانا ہے اور اسی طرح ان کا تعارف کرایا ہے اور اس مطلب کی تائید حدیث شریف ثقلین اور دوسری ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جو اس کتاب میں درج ہیں۔"

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران

www.kitabmart.in

یہ مطلب جو بعض محققین نے بیان کیا ہے کوئی ایسا دقیق و عمیق فلسفیانہ مطلب نہیں ہے جس کے سمجھنے میں بہت علم و فضل یا زیادہ تحقیق و تدقیق درکار ہو، بلکہ یہ ایسا صاف و صریح اور عام فہم مفہوم ہے جسے ہر معمولی عقل و انصاف رکھنے والا انسان معمولی تامل و تفکر کے بعد تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اس میں نہ کسی قسم کا تکلف ہے۔ نہ تعسف نہ اعوجاج ہے اور نہ تعصب! بلکہ ایک واضح حقیقت ہے جس کی صحت کا کوئی صاحب عقل و انصاف انکار نہیں کر سکتا۔ ادنیٰ تدبّر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث ائمہ اہل بیتؑ پر اس طرح منطبق ہوتی ہے جس طرح کسی کے قد و قامت کے مطابق سلا ہوا پیراہن اس کے جسم پر پورا اترتا ہے۔

امت کا اختلاف دامن اہل بیت چھوڑنے کا نتیجہ ہے

لیکن جب مسلمانوں نے ان ذوات قدسیہ کے دامن کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا جن کے ساتھ تمسک و اعتصام کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تو اس کا نتیجہ وہی نکلا جو نکلنا چاہیئے تھا یعنی اختلاف و افتراق میں مبتلا ہو گئے کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تلخ حقیقت کی خبر دے چکے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے اهل بیتی امان من الاختلاف فاذا خالفتها قبیلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس (صواعق محرقہ مبحث ۱۹/۱۴ وغیرہ)۔ "میرے اہل بیتؑ اختلاف و افتراق سے بچنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ جب عرب کا کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا۔ تو وہ باہمی اختلاف میں مبتلا ہو کر شیطان کا گروہ بن جائے گا۔" چنانچہ جب لوگوں نے ائمہ اہل بیتؑ کے انوار سے استفادہ نہ کیا تو پھر ظلمت اختلاف و افتراق میں مبتلا ہو گئے اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ دوسرے مسائل حلال و حرام کی طرح خود خلفاء کی تعیین میں آج تک متحیر و سرگرداں نظر آتے ہیں۔

خلفاء اثنا عشر کی تعیین میں علمائے اہل سنت کی سراسیمگی

کبھی تو آنحضرتؐ کے بعد متصل اور پے در پے ہونے والے خلفاء کو مراد لیتے ہیں جن میں خلفاء اربعہ کے علاوہ پانچویں معاویہ اور چھٹے یزید الخ ہیں کبھی سلسلۂ اتصال کی کڑی کو توڑ کر خلفائے بنی امیہ و بنی عباسیہ میں انتخاب در انتخاب اور نہایت کانٹ چھانٹ کر کے بزعم خود ان میں سے جو نیک و صالح تھے۔ وہ مراد لیتے ہیں اس سلسلہ میں چار خلفائے راشدین اور پانچویں عمر ابن عبدالعزیز اور چھٹے مہدی عباسی تجویز کئے جاتے ہیں الیٰ غیر ذلک من الاختلافات الفاحشة۔

ارباب دانش و بینش پر مخفی و محتجب نہیں ہے کہ ان حضرات کے ان اقوال کو اگر حقیقت کے معیار پر رکھا جائے تو سب غیر معتبر اور ناقص العیار ثابت ہوتے ہیں کیونکہ اگر مطلق ادعائے خلافت اور لوگوں کی بیعت کر لینے کو معیار خلافت و امامت سمجھا جائے تو یہاں کئی سلسلے موجود ہیں۔

www.kitabmart.in

پہلا سلسلہ ان خلفاء کا ہے جو بنی امیّہ وغیرہ سے چلا جلا ہے۔ جن کی ترتیب یہ ہے۔ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان علیؓ۔ معاویہ۔ یزید یعنی معاویہ ابن یزید۔ مروان ابن الحکم۔ عبدالملک ابن مروان۔ ولید ابن عبدالملک۔ سلیمان ابن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید ابن عبدالملک۔ مروان ابن محمد ابن مروان۔ یہ چودہ ۱۴ خلفاء ہوئے۔ حالانکہ حدیث میں بارہ ۱۲ خلفاء کا ذکر ہے۔

دوسرا سلسلہ محض خلفاء بنی امیّہ کا ہے۔ جن کی سلطنت فقط اندلس میں محدود تھی۔ ان کی تعداد بھی چودہ ۱۴ ہے اگر ان کو پہلے سلسلہ کے ساتھ منضم کر دیا جائے تو ان کی تعداد اٹھائیس ہو جاتی ہے کہاں بارہ کہاں اٹھائیس؟

تیسرا سلسلہ خلفائے بنی عباس کا ہے جن کی تعداد سینتیس ۳۷ ہے۔ بارہ ۱۲ اور سینتیس میں جو نمایاں فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اگر ان کو پہلے سلسلوں کے ساتھ ملا دیا جائے تو مجموعی تعداد اکیاون ۵۱ یا پچپن ہو جاتی ہے۔

ع ببیں تفاوت رہ کجا است تا بہ کجا؟

اگر رشتۂ خلافت کو قطع کر کے بزعم اہل سنّت ان میں سے اچھے اچھے خلفاء مراد لئے جائیں تو یہ شق بھی چند وجہ باطل ہے۔

اوّلاً ان کے زعم کے مطابق بھی پورے بارہ نیک خلفاء نہیں ملتے کیونکہ جن کو یہ منتخب کر کے نیک سمجھتے ہیں یہ ہی کے مطاعن و مثالب سے ان کی کتب پر ہیں۔

ثانیاً جب سلسلۂ خلافت کو درمیان سے قطع کر دیا جائے تو انقطاع کے وقت محافظ شریعت اور امّت مرحومہ کو ہرج مرج سے بچانے والا کون ہوگا؟

ثالثاً کتب فریقین میں یہ مشہور و معروف حدیث موجود ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔ جو شخص اپنے امام وقت کی معرفت حاصل کئے بغیر مر جائے وہ جہالت یعنی کفر و شرک کی موت مرتا ہے۔ اس انقطاعی دور میں مرنے والوں کا کیا حشر ہوگا؟ قطع نظر اس کے کہ یہ حدیث ہر دور میں ایک امام برحق کے موجود ہونے پر بیّن دلیل ہے۔

رابعاً یہ احتمال مفاد و مفہوم حدیث کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مبارک سلسلہ یکے بعد دیگرے قیامت تک متصلاً دائم و قائم رہے گا۔ ملاحظہ ہوں الفاظ حدیث لایزال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ ویکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب تگ و دو کرنے کے بعد بالآخر جب بعض اہل انصاف علمائے اہل سنّت نے دیکھا کہ:

ع بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی

تو اپنی کھلبلی اور سراسیمگی کا دبے الفاظ میں اقرار کر ہی لیا ملاحظہ ہو ابوداؤد و مترجم اردو مطبوعہ صدیقی پریس لاہور کتاب المھدی ص۲۴۵ پر مولوی وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ترجمہ کے بعد بعنوان (فائدہ) رقمطراز ہیں "بظاہر یہ

www.kitabmart.in

حدیث مشکل ہو گئی ہے علماء پر کیونکہ چار ہی خلفاء ایسے گذرے ہیں جن سے دین قائم ہوا۔ اور کل یا اکثر امت نے ان پر اتفاق کیا باقی خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ تو ظالم و جابر تھے الخ گویا یہ علماء زبان حال سے پکار رہے ہیں ؎

کبھی جھکتا ہوں ساغر پر کبھی گرتا ہوں مینا پر ٭ میری بے ہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہیں

اس خبط و جنون کو واقعاً ائمہ اہل بیتؑ سے ترک تمسک کا تازیانۂ عبرت سمجھنا چاہیئے۔ کس قدر عبرت و تعجب کا مقام ہے۔ اس خبط و تحیّر اور تردد و سراسیمگی کی وجہ سے جو ان حضرات کو اس حدیث شریف کی تطبیق میں عارض ہے۔ بیسیوں احتمال ذکر کیئے جا رہے ہیں لیکن واہ رے عداوت اہل بیتؑ! ان کے ساتھ تو مسلمانوں کو کچھ ایسی قلبی کدورت و پرخاش ہے کہ اہل بیتؑ کا تو بھول کر بھی نام نہیں لیتے اور نہ اس خانوادۂ عصمت و طہارت کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں ذرہ بھر بھی عدل و انصاف ہوتا تو اور کچھ نہیں تو کم از کم جہاں اور احتمالات ذکر کر رہے ہیں، وہاں بطور احتمال ہی اہل بیتؑ کا ذکر کر دیتے تاکہ طالبان حق و حقیقت کو حق و باطل میں تمیز دینے میں مدد مل سکتی لیکن افسوس!

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید ٭ جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟ ؎

اگر ایسا کرنا بھی بارِ خاطر تھا تو پھر بہتر یہ ہوتا کہ ان بزرگواروں سے بالکل تعرض ہی نہ کرتے، نہ اقرار کرتے نہ انکار لیکن یکیا قیامت ڈھائی کہ اپنے ساختہ پرداختہ خلفاء کے نام گنوانے کے بعد ائمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کی صریحاً نفی کر دی۔ چنانچہ شرح عقائد طبع نول کشور لکھنؤ ص۱۱۱ شرح فقہ اکبر مطبوعہ ہندو پریس لاہور ص۱۷۷ شرح مقاصد مطبوعہ اسلامبول ج ۲ ص۲۹۰ وغیرہ کتب میں اپنے مزعومہ بارہ خلفاء کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"لا کما زعمت الشیعہ خصوصاً الامامیۃ ان امام الحق بعد رسول اللہ علیؑ ثم ابنہ الحسن ثم اخوہ الحسین ثم ابنہ علی زین العابدین ثم ابنہ محمدؐ الباقر ثم ابنہ جعفر الصادق ثم ابنہ موسیٰ الکاظم ثم ابنہ علی الرضا ثم ابنہ محمدؐ التقی ثم ابنہ علی النقی ثم ابنہ الحسن العسکری ثم ابنہ القائمؑ المنتظر المہدیؑ (صلوات اللہ علیہم اجمعین) (یعنی حقیقی خلفائے رسول تو وہ تھے جو ہم نے ذکر کیے جن میں چھٹے خلیفہ بنی امیہ کے چشم و چراغ یزید ابن معاویہ اور اس کے بعد والے راندۂ بارگاہ رسولؐ مروان ابن الحکم کی اولاد سے ہیں، نہ وہ کہ جن کا شیعہ اور بالخصوص امامیہ حضرات گمان کرتے ہیں یعنی یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام حق حضرت علیؑ ہیں۔ پھر ان کے بیٹے حسنؑ۔ پھر ان کے بھائی حسینؑ۔ پھر ان کے بیٹے علی زین العابدینؑ، (یہاں تک کہ پورے بارہ ائمہ معصومینؑ کے نام گنوائے ہیں")

اے کاش! ان لوگوں نے ان ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ والثناء سے اعراض و انحراف کی وجہ تو ذکر کر دی ہوتی

www.kitabmart.in

جس کی بنا پر ان کو درخورِ اعتنا نہیں لایا گیا۔ آیا ان میں علم و عمل کی کمی تھی۔ یا فضل و کمال کی خامی؟ کیا زہد و تقویٰ کی قلت تھی یا دیگر صفاتِ حسنہ کی ندرت؟ کیا ان کے یہاں طالبانِ ہدایت کے لئے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن نہ تھیں۔ یا عصمت و طہارت کی قندیلیں آویزاں نہ تھیں؟ کیا ان کے یہاں صدق و صفا اور جود و سخا کے چراغ روشن نہ تھے۔ یا شجاعت و شہامت کے جوہر نمایاں نہ تھے؟ کیا اطاعت و عبادتِ پروردگار کے انوار سے ان کے بیوتِ عالیہ منور و درخشاں نہ تھے۔ یا تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تقدیس کی تقدس آمیز آوازیں ان کے در و دیوار سے بلند نہ تھیں؟ کیا آیہ مبارکہ (فی بیوتٍ اذن اللّٰہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ) ان بیوت کی شان میں نہ تھی؟ غرضیکہ خصائل و شمائلِ کمالیہ اور فضائل و فواضلِ نفسانیہ میں سے وہ کونسی صفتِ کمال تھی جس سے یہ حضرات متصف نہ تھے۔ بھلا کیونکر ایسے نہ ہوتے جب کہ صاحبِ ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ نے فرمایا تھا۔ نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد من الناس۔ "ہم وہ اہل بیت ہیں کہ (فضائل و محامد) میں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔"

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اسی طرح حضرت امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرمایا کرتے تھے "نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد" (ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۸ طبع حیدرآباد) ہاں البتہ جو چیز ان بزرگواروں کے یہاں موجود نہ تھی۔ وہ ہے جہل و نادانی، تکبر و غرور کی فراوانی، کذب و افترا، جور و جفا۔ سفاکی و بے باکی، شراب خوری و زناکاری، قماربازی و شیطان نوازی۔ کیونکہ بمصداق آیۂ تطہیر افعالِ قبیحہ اور صفاتِ قبیحہ سے ان کا دامنِ عفت و عصمت آلودہ و داغدار نہ تھا۔ بخلاف ان کی مدِ مقابل جماعت کے کہ ان کے یہاں ان امور کی بہتات اور فراوانی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "الا ان ائمتکم وفدکم عند ربکم فانظروا من توفدون" آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے امام خدا کے سامنے تمہارے پیشرو ہیں۔ لہٰذا اچھی طرح دیکھ بھال کر لیا کرو کسے اپنا پیشرو بناتے ہو۔ "مسلمانو! جب ان عصمت و طہارت کے پیکر مجسمہ علم و فضل، گلدستۂ فضائل و کمالات ائمہ اہل بیتؑ کو چھوڑ کر ظلم و جور کے پیکر، جہل و نادانی کے مجسمہ نقائص و رذائل کے مجموعہ ملوک بنی عباس و بنی امیہ کو اپنا امام و پیشرو بنا کر بروز حشر خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوگے اور قہار و جبار کی بازپرس کا سلسلہ شروع ہوگا تو اوّل الذکر ائمہ کو ترک کرکے ثانی الذکر ائمہ کو اختیار کرنے کا کیا جواب دو گے؟ کیا یہ کہو گے کہ حضرت رسولؐ نے ان کو نامزد کیا تھا! یہ تو تمہارے اصولِ مذہب کے خلاف ہے یا یہ کہو گے کہ فضائل و کمالات میں یہ سرآمدِ روزگار تھے اس لئے ہم نے ان کو اپنا امام و مقتدا بنایا تھا۔ یہ کذب و افترائے عظیم ہے جس کی تکذیب کے لئے خود تمہاری کتابیں شاہدِ عادل ہیں۔ کیا اس وقت حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ندامت و خجالت دامن گیر نہ ہوگی جنہوں نے زندگی بھر ائمہ اہل بیتؑ کا تعارف کرانے اور ان سے تمسک و اعتصام کی ترغیب و تحریص دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

نہیں کیا تھا۔ لیکن تم بایں ہمہ ان کے دامن کو چھوڑ کر اور ان سے منہ موڑ کر ان لوگوں کے دروازوں پر جا پہنچے جو خود اپنی نجات و فلاح کے لئے انہی ائمہ اہل بیتؑ کے محتاج تھے۔ حضرت ابوبکر راوی ہیں:۔
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز ۔ میں نے حضرت رسولِ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص بھی اس وقت تک پُل صراط سے عبور نہیں کر سکے گا۔ جب تک حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا پروانۂ راہداری اس کے پاس نہ ہوگا۔ (صواعق محرقہ ص۱۲۴ طبع مصر) ہمیں یقین ہے کہ بس دن اپنے کئے پر ضرور تم نادم و پشیمان ہوگے۔ اور اپنے ساختہ و پرداختہ خلفاء سے اظہار برائت کرو گے۔ لیکن اس وقت کی پشیمانی و بیزاری کچھ فائدہ نہ دے سکے گی اس امر کی خداوند عالم نے ان الفاظ میں خبر دی ہے:۔ " اذ تبراء الذین اتبعوا من الذین اتبعوا و رأوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب۔ الآیۃ "۔

ہم نے اس سلسلہ میں جس قدر غور و تأمل کیا ہے کہ آخر مسلمانوں کی چشم بصیرت پر کیا پردے پڑ گئے تھے۔ کہ انہوں نے ایسے آئمہ کی امامت کو اپنا شعار قرار دیا۔ جن میں یزید ایسے نابکار بھی موجود تھے! ہمیں اس کی کوئی معقول وجہ سوائے اس کے معلوم نہیں ہو سکی۔ کہ شاید ان حضرات نے یہ خیال کیا۔ کہ اگر ان خلفاء کی خلافت کا انکار اور آئمہ اہل بیتؑ کی امامت کا اقرار کرتے ہیں۔ تو خلفائے ثلاثہ کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے (جسے یہ کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے تھے) کیونکہ ظاہر ہے کہ خلفائے بنی امیہ وغیرہ انہی خلفائے ثلاثہ اور بالخصوص خلیفہ ثالث کی کاشت کاری کا نتیجہ ہیں۔ خدا را ارباب انصاف ہمیں بتلائیں۔ کہ اس نحیف و ضعیف وجہ کی بنا پر ان کی گلو خلاصی ہو سکتی ہے؟ کیا عند اللہ و عند الرسول و عند العقلاء انہیں معذور سمجھا جا سکتا ہے؟ حاشا وکلا و معاذ اللہ! بلکہ ارباب حق و حقیقت ان سے یہی کہیں گے۔ کہ اگر ان خلفاء کے ترک کرنے سے خلفائے ثلاثہ کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹتا ہے تو چھوٹنے دو۔ آخر خلفاء ثلاثہ بھی تو تمہارے خود ساختہ پرداختہ ہیں۔ لہذا اگر خدا و رسولؐ کے مقرر کردہ آئمہ کی امامت تسلیم کرنے سے تمہارے خود ساختہ ائمہ کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہے۔ تو ہزار بار چھوٹے۔ آؤ ہم تم مل جل کر ان ائمہ اطہار کے دامن سے متمسک ہو جائیں۔ جن کو پیغمبر اسلام نے ہماری دینی و دنیوی فوز و فلاح کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ وہ یہی ائمہ اہل

www.kitabmart.in

بیت ؑ ہیں۔ جن کا ذکر اس بارہ ۱۲ خلفاء والی حدیث و حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ وغیرہ بیسیوں احادیث نبویہ میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم نے دو ہی قسم کے ائمہ کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک وہ ائمہ ہیں جن کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا بامرنا یعملون (پ ۱۷۔ س انبیاء ع ۵) ہم نے ان کو ایسا امام بنایا ہے۔ جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کو فعل خیرات اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کی وحی کی ہے اور وہ ہمارے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

دوسرے وہ ائمہ ہیں جن کے بارے میں فرماتا ہے؛ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار" یعنی کچھ ایسے امام بھی ہم نے خلق کئے ہیں۔ جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ سابقہ حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارباب عقل وانصاف کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت در پیش نہیں آتی۔ کہ پہلی آیت مبارکہ کن آئمہ پر منطبق ہوتی ہے اور دوسری آیت کن ائمہ پر صادق آتی ہے

SIBTAIN.COM

ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون ؁

www.kitabmart.in

باب ہشتم

مختصر موازنۂ صفاتِ آئمہ اہلبیتؑ با خلفاء اہلسنت

اس کتاب کے تیسرے باب میں یہ امر واضح و مبرہن کیا جا چکا ہے کہ حقیقی موازنہ اور مفاضلہ کے لئے دو شخصوں یا دو فریقوں کا اصل صفت میں باہم شریک ہونا اور پھر اس صفت کے ظہور کا ایک میں خفیف اور دوسرے میں شدید ہونا لازم ہے بنا بریں اگرچہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کا خلفائے اہلِ سنت کے ساتھ تقابل کرنا بالکل ایک بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہاں جو اخلاق فاضلہ، صفاتِ جلیلہ، سماتِ نبیلہ آئمہ اہل بیتؑ کا طرۂ امتیاز ہیں۔ دوسرے فریق میں ان کا بالکل ہی فقدان ہے۔ اس طرف سراسر علم و فضل ہے تو اس طرف سراسر جہل و نادانی۔ ادھر سب عصمت و طہارت ہے۔ تو ادھر تمام تر عصیاں و گناہ۔ اس جانب بالکل ورع و تقدس ہے تو اس جانب بالکل فسق و فجور۔ اس خانوادۂ عصمت میں اخلاق حسنہ کی کثرت ہے تو اس خانوادۂ ظلمت میں اخلاق سیۂ کی بھرمار۔ غرضیکہ ان دونوں سلسلوں کے آئمہ و خلفاء کے درمیان کوئی قدر مشترک متصور ہی نہیں ہو سکتی۔ مگر کیا کیا جائے۔ مسلمانوں کی روش و رفتار ہمیں اس وادیٔ پُرخار میں داخل ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ جب وہ دن کو رات اور رات کو دن۔ نور کو ظلمت اور ظلمت کو نور۔ علم کو جہل اور جہل کو علم، صواب کو خطاء اور خطاء کو صواب قرار دے کر آئمہ اہل بیتؑ علیہم السلام پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے ان کی خلافت کا اقرار اور آلِ رسولؐ کی امامت کا انکار کرتے ہیں تو اہل حق و حقیقت مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ مماشاشت کرتے ہوئے حقائق کے چہرہ سے نقاب کشائی کریں تاکہ تصویر کے دونوں رخوں کے سامنے آ جانے کے بعد طالبانِ حق کو حق و باطل، صحیح و غلط اور سلیم و سقیم کے درمیان امتیاز کرکے باطل سے کنارہ کشی اور حق کے ساتھ تمسک کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ اسی غرض و غائت کے ماتحت ہم نے اس باب میں بڑے اجمال و اختصار کے ساتھ برادران اسلامی کی کتب سے آئمہ فریقین کے حالات و کوائف کا ایک مختصر مگر جامع مرقع پیش کر دیا ہے۔ جس کے دیکھنے کے بعد یقیناً حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنے کے سلسلہ میں ایک

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

نئے باب کا اضافہ ہوگا۔ انشاءاللہ العزیز۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مختصر مگر جامع حالات

(۱) امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب عام الفیل کے تیس سال بعد کعبہ کے اندر واقع ہوئی۔ (مطالب السئول کمال الدین ابن طلحہ شافعی ص۱۱ طبع عراق نور الابصار مومن شبلنجی ص۷۶ طبع مصر وغیرہ) ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں۔ لم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ وھی فضیلۃ خصۃ اللہ اجلالا لہ واعلاءً بمرتبتہ (الفصول المہمہ ص۱۲) "آپ سے پہلے کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت وجلالت کو زیادہ اور آپ کے رتبہ کو بلند کرنے کے لئے آپ کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص کیا"۔ ع

ولدتہ فی الحرم المعظم امہ طابت وطاب ولیدھا والمولد

شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفاء ج ۲ ص۲۵۱ بحوالہ حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں "قد تواترت الاخبار بان فاطمہ بنت اسد ولدت علیا فی جوف الکعبۃ یعنی اخبار متواترہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے حضرت علی کو وسط کعبہ میں جنم دیا"۔ ؎

کسے را میسر نشد ایں سعادت بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

گوہر چوں پاک بود وصدف نیز پاک بود آمد میانہ حرم کعبہ در وجود

اے شحنۂ دشت نجف او تو نجف دیدہ شرف تو درّی وکعبہ صدف مستاں سلامت می کنند

پرورش اور بچپن آپ کی پرورش آنحضرت نے اپنے کنار تربیت میں فرمائی۔ آنحضرت کے آغوش مبارک میں آنکھیں کھولیں آنحضرت آپ سے بے حد مانوس تھے اور سوتے وقت آپ کے گہوارہ جنبانی فرماتے اور جاگتے وقت آپ کو سینے سے لگاتے رہتے (اثبات الوصیۃ مسعودی ص۱۱۹ طبع نجف، تاریخ طبری جلد ۲ ص۵۶ طبع مصر کامل ابن اثیر ج ۲ ص۲۲ طبع مصر) آپ نے خود اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔ وضعنی فی حجرہ وانا ولید یضمنی الی صدرہ۔ و

www.kitabmart.in

یکنفنی الی فراشہ و یمسنی جسدہ و یشمنی عرفہ (خطبہ قاصعہ) میں بچہ ہی تھا کہ آنحضرتؐ نے مجھے اپنے آغوشِ مبارک میں لیا اور مجھ کو حضورؐ اپنے سینہ سے لگایا کرتے تھے۔ اور رختِ خواب میں مجھ کو اپنے پہلو میں لٹاتے اور اپنے جسم اقدس کو میرے جسم سے مس کرتے اور اپنی خوشبو مجھ کو سونگھاتے تھے۔

اخلاق کریمانہ

زہد و تقویٰ، جود و سخا، علم و حلم اور دیگر خصائل حمیدہ میں آنجنابؑ کا جو بلند مقام ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے جود و سخا میں آپ کو قرآنی تمغہ حاصل ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص۱ میں لکھتے ہیں ایک مرتبہ آپ کے پاس کل چار درہم تھے آپ نے ایک درہم رات کو اور ایک دن کو ایک پوشیدہ اور ایک اعلانیہ صدقہ دیا تو آیہ مبارکہ الذین ینفقون اموالھم سراً وعلانیۃ الخ نازل ہوئی اور آپ نے ساری زندگی کسی سائل کو بے نیلِ مرام نہیں لوٹایا ایک مرتبہ معاویہ کے پاس کسی دین فروش نے امیرالمومنین کے بارے میں کہا جئتک من ابخل الناس۔ میں تمہارے پاس بخیل ترین شخص سے ہو کر آیا ہوں، معاویہ نے کہا اے دروغ گو! علیؑ تو اتنے سخی ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک مکان بھوسے کا ہو اور دوسرا سونے کا تو سونے کا مکان بھوسے والے مکان سے پہلے خرچ کر دیں گے وہ تو خود بیت المال میں جاروب کشی کرتے ہیں، حلم کا یہ عالم کہ آپ نے جنگِ جمل میں اپنے بدترین دشمن مروان کو معاف کر دیا اور عبداللہ بن زبیر جو آپ کی شان میں اعلانیہ گستاخی کرتا تھا۔ جنگ جمل میں اس کو گرفتار کرکے معاف کر دیا، جب جنگِ صفین میں معاویہ نہر فرات پر قابض ہو گیا تھا۔ تو اس نے آپ کے لشکر پر پانی بند کر دیا تھا۔ مگر جب آپ کے لشکر نے حملہ کرکے فرات پر قبضہ کر لیا۔ تو معاویہ کا لشکر چٹیل میدان میں جا پہنچا اور پانی کا ایک قطرہ بھی ان کے پاس نہ رہا آپؑ کے بعض اصحاب نے آپ سے بہت کہا کہ آپ بھی پانی بند کر دیں مگر آپ نے فرمایا لا واللہ لا اکافیھم بمثل فعلھم افسحوا لھم عن الشریعۃ میں ان کی بدکرداری کا بدلہ بدکرداری سے نہیں دے سکتا۔ ان کے لئے فرات کا راستہ کھول دو اور پانی سے منع نہ کرو۔ (شرح ابن ابی الحدید ص ۱۱ ج ۱)

عبادت و زہادت

آپ کی عبادت اور زہد و تقویٰ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔ کان اعبد الناس و اکثرھم صلاۃ و صوماً ومنہ تعلم الناس صلاۃ اللیل (الی ان قال) وما ظنک برجل یبلغ من محافظتہ علی اورادہ ان یبسط لہ نطع بین الصفین لیلۃ الھریر فیصلی علیہ وردہ والسھام

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

نقع بین یدیہ وتمرّ علی صماخیہ یمیناً و شمالاً فلا یرتاع لذلک ولا یقوم حتیٰ یفرغ آپ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے نماز خوانی میں شب زندہ دار اور روزہ کے سلسلہ میں صائم النہار تھے آپ سے ہی لوگوں نے نمازِ تہجد سیکھی۔ ایسے شخص کے حق میں تم کیا خیال کرتے ہو، جس کی عبادت اور درد خوانی کی پابندی کا یہ عالم ہو کہ لیلۃ الہریر میں دونوں صفوں کے درمیان مصلیٰ بچھایا جاتا ہے اور وہ عبادت الٰہی بجالانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تیر آپ کے سامنے آ رہے ہیں اور گوشِ مبارک سے گزر کر گر رہے ہیں مگر آپؑ ان کی پروا تک نہیں کرتے اور اسی حالت میں اپنے وظائف عبودیت کو انجام دیتے ہیں (شرح ابن ابی حدید ج ۱ ص ۷)

فضائل وکمالات

آپ کے فضائل وکمالات کے متعلق اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ جعل اللہ لاخی علی فضائل لا تحصیٰ کثرۃً خداوند عالم نے میرے بھائی علیؑ کو اس قدر فضائل عطا فرمائے ہیں کہ بوجہ کثرت ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (مطالب السئول ص ۔ ریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۱۳ وغیرہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خاص عنایت سے آپ کو اپنے فیوض قدسیہ سے فیضیاب فرمایا۔ کئی مرتبہ اپنے صحابہ کے سامنے آپ کی علمی لیاقتوں کا اظہار ان کلمات سے فرمایا۔ اعلم امتی من بعدی علیؑ ابن ابی طالب میرے بعد میری امت میں سب سے بڑے عالم علیؑ ابن ابی طالب ہیں (منتخب کنز العمال ص ۳۳ مناقب خوارزمی ص ۴۹ کنوز الحقائق ص ۱۹ اخبار القضاۃ ص ۸۸ ج ۱ طبع مصر) مصر کے مشہور مورخ مصطفی بک نجیب نے حماۃ الاسلام ص ۹۸ ج ۱ میں آپ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار یوں فرمایا ہے۔ ما ذا یقول القائل فی ھذا الامام وکل وصاف منسوب الی العجز لتقصیرہ عن الغایۃ مھما انتھیٰ بہ العقول وکفیٰ لشہادۃ بہ صلعم بان باب مدینۃ العلم دلیلا علی مکنون السر الذی فیہ۔ "کہنے والا اس امام کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے جب کہ آپؑ کے صفات بیان کرنے والا ہر شخص آپ کے فضائل وکمالات کی انتہا تک پہنچنے سے عاجز و قاصر نظر آتا ہے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہی اس پوشیدہ راز پر نشان دہی کرنے کے لیے کافی ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علوم اسلامی اسی سرچشمہ علوم الٰہیہ کی ذات والا صفات تک منتہی ہوتے ہیں جیسا کہ اس مطلب کی پہلے کسی مناسب مقام پر وضاحت کی جا چکی ہے۔ مشہور فرانسیسی گابریل انکیری اپنی کتاب شہسوارِ اسلام میں لکھتا ہے کہ "علیؑ کی بلند شخصیت میں دو صفتیں علیٰ حد الکمال ایسی پائی جاتی ہیں کہ جن

www.kitabmart.in

کا ایک مقام پر جمع ہونا ہمیشہ سے باہر ہے اور تاریخ عالم میں علی کے سوا کوئی ایسی شخصیت نہیں ملتی جو قہرمان جنگ اور فاتح و جنرل ہونے کے علاوہ زبردست عالم اور فصیح ترین خطیب بھی ہو آپ کے فضائل و کمالات کے متعلق بے شمار شواہد و دلائل آپ کو اس کتاب کے متفرق مقامات میں نظر آئیں گے انہی حقائق کے پیش نظر علمائے اہل سنت کو اقرار کرنا پڑا۔ ماجاء لاحد من اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل بالاسانید الحسان ماجاء لعلی ابن ابی طالب (صحیح حاکم ج ۳ ص ۱۰۷ استیعاب ج ۲ ص ۴۶۹) جید اور عمدہ سندوں کے ساتھ کسی صحابی رسول کے اس قدر فضائل وارد نہیں ہوئے۔ جس قدر حضرت علی کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔

شہادت امیر المومنین نے ۶۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ میں ابن ملجم مرادی کے دست باطل پرست سے زخمی ہو کر شہادت پائی۔ اور آپ (بقول ادیب عصر عبداللہ علائلی) اہل اسلام کو حیات بخش اسلامی کا پیغام سناتے ہوئے خون میں غلطاں ہوئے۔ اور اسی حالت میں رمضان المبارک کی ایک تاریک رات لوگوں کو زہد و تقویٰ کی طرف بلاتے ہوئے شہید کر دیئے گئے آپ کا مزار مبارک نجف اشرف عراق میں ہے اور وہاں ہر وقت آپ کی بدولت لوگوں کو فیوض و برکات ربانیہ حاصل ہو رہے ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ فصول مہمہ ص ۱۱۸ نور الابصار ص ۱۰۶ طبع مصر وغیرہا)

(۲) حضرت امام حسن علیہ السلام

ولادت باسعادت ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں ولد الحسن علیہ السلام فی المدینۃ النصف من شہر رمضان سنۃ ثلاث من الھجرۃ (الفصول المہمہ ص ۱۴۳ مطالب السؤل ص ۱۸۶) امام حسن مدینہ منورہ میں ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۳ھ کو پیدا ہوئے آپ کی ولادت کے ساتویں روز آنحضرت صلعم نے آپ کا عقیقہ کیا۔ آپ کے بال منڈوائے اور بالوں کے وزن چاندی صدقہ میں دی۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳ فصول مہمہ ص ۱۴۳ مطالب السؤل ص ۱۸۶) آپ شکل و صورت میں آنحضرت کے بہت مشابہ تھے۔ اور آپ کا اسم گرامی حسن آپ کے جد امجد نے ہی بحکم خدا رکھا۔ (فصول مہمہ ص ۱۸۶)

www.kitabmart.in

آپ کی تربیت اور فضائل

آپ کی تربیت بھی آنحضرتؐ کی آغوشِ مبارک میں ہوئی چنانچہ بخاری اور مسلم نے براء ابن عازب سے روایت کی ہے۔ فرمائیت رسول اللہ والحسن علی عاتقہ و یقول اللھم انی احبہ فاحبہ۔ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا جب کہ حسنؑ آپ کے دوشِ مبارک پر تھے اور آپ فرما رہے تھے اے میرے معبود! میں اس بچہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (نور الابصار صہ ۱۱۹) ابن عباس روایت کرتے ہیں، ایک دفعہ آنحضرتؐ دولت سرائے بتولؑ سے باہر تشریف لائے جب کہ آپ نے حسنؑ بن علیؑ کو دوشِ مبارک پر اٹھا رکھا تھا کسی نے کہا، نعم المرکب رکبت یاغلام اے بچے! تو بہت اچھی سواری پر سوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ و نعم الراکب ھو۔ اگر سواری اچھی ہے تو سوار بھی تو اچھا ہے۔ (صواعق محرقہ صہ ۱۳۵ طبع مصر) شیخ قطب الدین راوندی نے الخرائج میں روایت کی ہے۔ کان رسول اللہ یاتی مراضع فاطمۃ فیتفل فی افواھھم۔ آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لاتے تھے اور بچوں کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا کرتے تھے۔ صواعق محرقہ صہ ۱۳۶ میں مروی ہے "کان رسول اللہ یدفع لسانہ للحسنؑ فاذا رای الصبی حمرۃ اللسان یھش الیہ" رسول اکرمؐ اپنی زبان مبارک امام حسنؑ کے منہ میں ڈال دیا کرتے تھے۔ اور جب حسنؑ زبان کی سرخی دیکھتے تو اس کی طرف دوڑ پڑتے! تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الحسنؑ و الحسینؑ امامان قاما او قعدا۔ حسن و حسین دونوں امام ہیں، خواہ جہاد کے لئے کھڑے ہوں یا صلح کر کے بیٹھیں (ینابیع المودۃ۔ ارجح المطالب وغیرہ)

نیز آنحضرتؐ کے اس ارشاد پر بھی تمام فرقِ اسلامیہ متفق ہیں کہ فرمایا۔ الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔ و ابوھما افضل منھما۔ حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ اور ان کے والد ماجد ان سے بھی افضل ہیں (مسند احمد، ترمذی، سنن، ابن ماجہ، حلیۃ الاولیاء، مناقب خوارزمی، کنز العمال ج ۷ صہ ۱۰۷، صواعق محرقہ صہ ۱۱۷، تاریخ الخلفاء صہ ۱۲۳ وغیرہا)

صاحب مطالب السئول نے لکھا ہے کہ حسنؑ بن علیؑ تمام اہلِ زمانہ سے بڑے عالم تھے۔

آپؑ کے مکارم اخلاق اور زہد و تقویٰ

جود و سخا اور زہد و تقویٰ میں آپ کا مقام بہت ہی بلند ہے فصول مہمہ صہ ۱۳۹ میں ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ دعا کر رہا تھا اے میرے معبود! مجھ کو ایک لاکھ درہم عطا فرما آپ گھر تشریف لائے اور ایک لاکھ درہم اس شخص کے پاس بھیج دیئے۔ اسی طرح ایک مہمان کو آپ نے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار درہم عطا فرمائے۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ نے بیس مرتبہ پیدل حج کیا، اسد الغابہ ج ۲ صہ ۱۳

پر لکھا ہے کہ ۲۵ حج پا پیادہ کئے اس طرح کہ سواریاں ہمراہ ہوتی تھیں مگر سوار نہیں ہوتے تھے۔ فرماتے مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ اس کے گھر کی زیارت کے لئے جاؤں اور سوار ہو کر جاؤں۔

www.kitabmart.in

ابن صباغ کا قول ہے کان من ازھد الناس فی الدنیا و لذاتھا۔ آپ دنیا اور اس کی لذات کے متعلق تمام لوگوں سے زیادہ زاہد تھے۔ (فصول مہمہ ص۱۳۸) جناب کے زہد کا یہ عالم تھا کہ تین بار اپنا کل مال اور دو مرتبہ آدھا مال راہِ خدا میں فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ (مرآۃ الجنان یافعی ج ۱ ص۱۲۲ و نور الابصار ص۱۱۹ وغیرہ) آپ علم و بردباری میں ضرب المثل تھے آپ کے صبر و تحمل کے بکثرت واقعات ہیں یہاں صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ مطالب السؤل ص۱۱ ج ۲ میں مروی ہے کہ ایک شامی مدینہ میں آیا اور امام حسن علیہ السلام کی شان میں ناگفتہ بہ گستاخانہ کلمات کہے۔ جب وہ تھک کر خاموش ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ان احتجت الی منزل انزلناك او مال رفدناك او حاجۃ عاوناك۔ اے شامی بھائی اگر تم کو کسی مکان کی ضرورت ہے۔ تو ہم تم کو رہائش کے لئے مکان دیں اگر مال کی ضرورت ہے تو تم کو مال و دولت دیں، اور اگر کوئی اور حاجت ہے تو اس کو پورا کرنے میں ہم تیری معاونت کریں! شامی اپنے فعل پر بے حد پشیمان ہوا، اور آپ سے معافی طلب کی اور کہا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (کامل ج ۲ ص۱۳)

آپ کی شہادت

شیعہ کی طرح علماء اہل سنت کے محققین کے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ آپ کی شہادت معاویہ کی خفیہ سازش کی وجہ سے ہوئی اس نے جعدہ بنت اشعث کے ذریعہ آپ کو زہر دلوایا۔ مروج الذہب میں مروی ہے کہ معاویہ نے جعدہ کو ایک لاکھ درہم انعام اور یزید سے شادی کرانے کا لالچ دیا۔ (کذا فی الفصول المہمہ ص۱۴۶) ابن شحنہ حنفی نے اپنی تاریخ ابن شحنہ مطبوعہ برحاشیہ کامل ج ۱۱ طبع مصر ص۱۳۲ میں لکھا ہے سمتہ امرأتہ جعدۃ بنت اشعث وقالت طائفۃ کان ذلك منھا بتدسیس معاویۃ الیھا۔ آپ کو جعدہ نے زہر دی اور علماء کے ایک گروہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ معاویہ کی خفیہ سازش تھی۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص۱۲ میں ابوالفرج اصفہانی سے روایت کی ہے۔ بعث الیھا معاویۃ بمائۃ الف درھم ففعلت و سمت الحسنؑ۔ معاویہ نے ایک لاکھ درہم جعدہ کے پاس بھیجے اور اس نے آپ کو زہر دے دی آپ کی شہادت ۲۸ صفر ۵۰ھ میں واقع ہوئی۔ فصول مہمہ ص۱۴۴ تاریخ ابن شحنہ ص۱۳۲ برحاشیہ کامل ابن اثیر ج ۱۱ میں ہے کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپؑ کو رسول اللہ صلعم کے پاس دفن کیا جائے مگر عائشہ صاحبہ نے دفن نہ ہونے دیا اس لئے ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آج وہاں ان کا مزار مقدس مسلمانوں کے ظلم و جمود کی بولتی ہوئی تصویر اور اس کے خلاف خاموش احتجاج ہے۔

www.kitabmart.in

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون؟

۳، حضرت امام حسین علیہ السلام

ولادت باسعادت

مشہور یہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۳ شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی مگر تحقیقی قول یہ ہے کہ ۵ شعبان کو ہوئی، چنانچہ ولادت ۵ شعبان ۴ھ مدینہ منورہ میں ہوئی اور آنحضرتؐ نے آپ کا اسم گرامی بحکم خدا حسینؑ رکھا (کذا فی مطالب السئول صـ ۲۴)

آپ کے فضائل وکمالات

آپ کے فضائل میں آنحضرتؐ سے بہت سی احادیث مروی ہیں، ترمذی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا (کذا فی الصواعق المحرقہ صـ ۱۹۰ ومطالب السئول صـ ۲۳ ج ۲) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو شخص حسین سے محبت کرتا ہے خدا اس سے محبت کرتا ہے متعدد روایات میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ حسنؑ وحسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں (صواعق محرقہ صـ ۱۹۱ مطالب السئول ج ۲ صـ ۲۳) ابن صباغ مالکی آپ کے علوم ومعارف کے متعلق لکھتے ہیں۔ علوم اھل البیت لا تتوقف علی التکرار والدرس ولا یزید یومھم فیھا علی ما کان بالامس لانھم المخاطبون فی اسرارھم والمحدثون فی النفس اہل بیت علیہم السلام کے علوم تکرار اور درس وتدریس کے محتاج نہیں ہیں اور ان کے علوم میں روز بروز (عام علماء کی طرح) تدریجی واکتسابی ترقی نہیں ہوتی کیونکہ خود خداوند عالم ان کو علوم کا فیضان والہام کرتا ہے" (الاتحاف بحب الاشراف صـ ۱۵ الفصول المہمہ صـ ۱۵۸) مورخین نے آپ کی شجاعت کے متعلق لکھا ہے کانت الجیوش تنکشف عنہ انکشاف المعزی اذا اشتد علیھا الذئب (طبری) آپ کے سامنے لشکر اس طرح بھاگتے تھے جس طرح بکریاں بھیڑیا کے حملہ آور ہونے کے وقت بھاگتی ہیں؛

آپ کا زہد وتقویٰ اور دیگر مکارم اخلاق

کمال الدین بن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نہایت اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز اور غریب پرور تھے اور یتیموں پر شفقت فرماتے تھے انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک روز میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک کنیز نے پھولوں کا دستہ پیش کیا، اور آپ نے فرمایا، انت حرۃ لوجہ اللہ میں نے تجھ کو خوشنودی خدا کے لئے آزاد کر دیا، آپ کے کرم اور جود وسخا سے متاثر ہو کر صاحب فصول مہمہ

www.kitabmart.in

کہتے ہیں الکرم۔ ثابت لھم لآل القوم حقیقۃ و لغیرھم مجاز" (فصول مہمہ ص۱۵۸) اہل بیت عصمت کے لیے جود و کرم درحقیقت ثابت ہے اور دوسروں کے لیے مجازاً ہے" آپ کی عبادت گزاری کے متعلق اس قدر لکھ دینا ہی کافی ہے کہ نویں محرم کی عصر کو جب کہ دشمنوں کی فوجیں آپ کو شہید کرنے پر آمادہ تھیں تو آپ نے ان سے آخری درخواست یہی کی کہ ہم کو اس رات کی مہلت دی جائے۔ تاکہ ہم دل کھول کر عبادت الٰہی اور دعا و استغفار میں رات بسر کرلیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے۔ فلما امسوا قاموا اللیل کلہ یصلون و یستغفرون ساری رات آپ مع اصحاب کے عبادت و استغفار میں مصروف رہے۔ (تاریخ احمدی ص۲۷۷) حتیٰ کہ بنا بر مشہور آپ کی شہادت بھی سجدہ کی حالت میں ہوئی۔ (روضۃ الاحباب تاریخ احمدی ص۳۱۶) ؂

عبادت ہو تو ایسی ہو

آپ کی شہادت

آپ کی شہادت عظمیٰ ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کو کربلا میں واقع ہوئی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد احادیث میں پیش گوئی فرما چکے تھے۔ صواعق ص۱۹۰ میں عائشہ سے مروی ہے۔ اخبرنی جبرئیل ان ابنی ھذا یقتل بعدی بارض الطف۔ مجھ کو جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا میرے بعد زمین کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔[1]

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

(۴) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۸ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ شاہ زنان بنت یزدجرد ہیں ؂

وان غلاما بین کسریٰ و ہاشم
لاکرم من نیطت علیہ التمائم

زہد و تقویٰ اور عبادت

مورخین متفق القول ہیں کہ آپ اپنے زمانہ میں بے مثال زاہد و متقی تھے۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے: انہ کان یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعۃ الی ان مات آپ ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے اس

---

[1] واقعہ کربلا کو اس کی پوری مستند تفصیلات کے ساتھ اس کے پس منظر و پیش منظر میں دیکھنے کے لیے شائقین حضرات ہماری کتاب سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

جہانِ فانی سے رحلت فرمائی (فصول مہمہ ص۱۸۳ تاریخ احمدی ص۳۲۹) احیاء العلوم غزالی میں ہے۔ کان اذا توضا للصلوٰۃ یصفر لونہ فقیل لہ ما ھذا الحال الذی یعتریک قال أتدرون بین یدی من ارید ان اقف۔ امام زین العابدین علیہ السلام جس وقت وضو کرتے تھے آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے والا ہوں۔ (کما نقلہ فی تاریخ احمدی ص۳۲۹ صواعق محرقہ ص۱۹۸ الفصول المہمہ ص۱۸۳ نور الابصار ص۱۲۹) میں جناب ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ لم ار ھاشمیا افضل من علی بن الحسینؑ میں نے علی بن حسینؑ سے افضل کوئی ہاشمی نہیں دیکھا فصول ص۱۹۸ پر جلیل القدر تابعی سعید بن مسیب کا قول ہے لم ار اورع منہ، میں نے امام زین العابدین سے زیادہ کوئی پرہیزگار نہیں دیکھا۔ (کذا فی نور الابصار ص۱۲۹) دوست و دشمن سب تسلیم کرتے ہیں کہ آپ فی الحقیقت "زین العابدین" تھے۔

آپ کا علم وفضل

یحیٰی عامری نے الریاض المستطابہ میں لکھا ہے فکان رضی اللہ عنہ نہایۃ فی العلم (الخ) فی العبادۃ وکان لہ فی الیوم و اللیلۃ اوراداً لا تطیق القیام بھا جماعۃ من الناس ولہ فی ذالک اخبار واسعۃ آپ کی ذات ستودہ صفات علم کی انتہائی بلندیوں اور عبادت کی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی آپ شب و روز میں اس قدر اوراد و وظائف پڑھا کرتے تھے کہ لوگوں کی ایک کثیر جماعت بھی اتنا نہیں پڑھ سکتی اور اس سلسلہ میں آپ کے بارے میں بکثرت روایات وارد ہیں (الریاض المستطابہ ص۲۳۷ طبع بیروت) آپ کے علمی کمالات کا اندازہ لگانے کیلئے آپ کی مقدس دعاؤں کے مجموعہ صحیفۂ کاملہ اور آپ کے ان عدیم النظیر خطبوں کا مطالعہ کرنا ہی کافی ہے جو آپ نے انتہائی پریشانی و بے سروسامانی کے عالم میں کوفہ وشام کے درباروں اور بازاروں میں دیئے:

آپ کے اخلاق کریمانہ

آپ کے اخلاق کریمانہ میں سے صرف ایک واقعہ کا نقل کر دینا ہی کافی ہوگا۔ نور الابصار ص۱۲۱ طبع مصر میں مروی ہے ان علیا زین العابدین خرج من المسجد یوما فلقیہ رجل فسبہ و بالغ فی سبہ فعاد الیہ العبید والموالی فکفہم عنہ ما قبل الیہ وقال ما ستر عنک من امرنا اکثر الک حاجۃ نعینک فیھا فاستحی الرجل فالقی الیہ خمیصہ و القی الیہ خمسۃ الاف درھم فقال اشھد انک من اولاد المصطفیٰ۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے برآمد ہوئے تو ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہو گئی جس نے آپ کی شان میں بہت ہی گستاخانہ کلمات کہے۔ آپ کے غلام اس کی طرف بڑھے۔ مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا اے شخص ہمارے حالات کا بہت ساحصہ تو تجھ سے مخفی ہے! اگر تجھ کو کوئی حاجت ہو۔ تو بیان کرو تاکہ ہم تمہاری معاونت کریں پھر آپ نے اپنا جبہ اور پانچ ہزار درہم اس کی طرف پھینک دیئے۔ اس کو حیا آئی اور اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اولاد رسول ہیں۔ غربا نوازی کا یہ عالم تھا کہ رات کی تاریکی میں ان کے گھروں میں نان ونفقہ پہنچاتے۔

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

اور ان لوگوں کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کون ان کو کھانا پہنچاتا ہے۔ جب آپ کی شہادت ہوئی اور غسل دیا جانے لگا تو آنجناب کی پشت مبارک پر ایک سیاہ داغ نظر آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ آٹے اور روٹیوں کا بورا اٹھا کر فقراء مدینہ کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔ (نور الابصار ص۱۲۰) ونعم ما قال الفرزدق فی مدح ھذا الامام الھمام ؎

ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ	والبیت یعرفہ والحل والحرم
ھذا ابن خیر عباد اللہ کلھم	ھذا التقی النقی الطاہر العلم
من معشر حبھم دین و بغضھم	کفر و قربھم منجی و معتصم
مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم	فی کل بدء و مختوم بہ الکلم
ان عد اھل التقی کانوا ائمتھم	او قیل من خیر الوریٰ قیل ھم
من یعرف اللہ یعرف اولیۃ ذا	فالدین من بیت ھذا نالہ الامم

آپ کی شہادت

آپ کی وفات حسب روایات ۲۵ محرم الحرام ۹۵ھ میں ہوئی جب کہ آپ کی عمر ۵۷ سال تھی ابن صباغ مالکی نے لکھا ہے۔ یقال ان مات مسموما و ان الذی سمہ ھو ولید بن عبدالملک و دفن بالبقیع (فصول مہمہ ص۱۹۱ صواعق محرقہ ص۱۹۹) علماء کا قول ہے کہ آپ زہر سے شہید کئے گئے اور آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

SIBTAIN.COM

(۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت یکم رجب المرجب ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت الامام حسن علیہ السلام ہیں آپ والد اور والدہ کی طرف سے ہاشمی و فاطمی رہیں۔ آپ کا لقب باقر ہے جس کی وجہ علماء نے یہ لکھا ہے کہ سمی بذلک من بقر الارض ای شقھا و اثار مخباتھا فلذلک ھو اظھر من مخبات کنوز المعارف وحقائق الاحکام من ثم قیل ھو باقر العلم وجامعہ و شاھر علمہ و رافعہ (صواعق محرقہ ص۱۹۹) بقر کے لغوی معنی شگافتہ کرنے کے ہیں کہا جاتا ہے بقر الارض ای شقھا و اثار مخباتھا۔ اس نے زمین کو شگافتہ کیا یعنی اس کو چیرا اور اس کے پوشیدہ اسرار کو واضح کیا۔ آپ کو اسی مناسبت سے باقر کیا جاتا ہے کیونکہ آپ نے خزائن علوم و معارف کے اسرار و رموز اور احکام کے حقائق و دقائق کو

www.kitabmart.in

واضح کردیا اس وجہ سے کہا جاتا ہے آپ ہی علم کے شگافتہ کرنے والے، اس کو جمع کرنے والے اور اس کے علمبردار ہیں، آپ کا یہ لقب گرامی خود رسول اللہ نے تجویز فرمایا تھا۔ چنانچہ الفصول المہمہ ص ۱۹۳ اور صواعق محرقہ ص ۱۹۹ میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ یا جابر یوشک ان تلتحق بی لدی من ولد الحسین اسمہ کاسمی یبقر العلم بقراً ای یفجرہ تفجیراً فاذا رایتہ فاقرأہ منی السلام۔ اے جابر عنقریب تم امام حسین کی اولاد میں سے میرے ایک فرزند سے ملاقات کرو گے۔ جو میرا ہم نام ہوگا، جو کہ علم کو شگافتہ کرے گا۔ یعنی اس کے چشمے جاری کرے گا، جب تم ان کو دیکھو تو ان کو میرا سلام کہہ دینا۔ (روضۃ الاحباب، تاریخ طبری، بحوالہ تاریخ احمدی ص ۳۴۸)

آپ کا علم و فضل

صاحب نور الابصار ص ۱۴۳ میں اور ابن صباغ مالکی فصول مہمہ ص ۱۹۲ میں، بحوالہ الارشاد لکھتے ہیں۔ کان اشہرہم ذکراً واکملہم فضلاً واعظمہم نبلاً لم یظہر من احد من ولد الحسن والحسین من علم الدین والسنن وعلم القرآن و فنون الادب ما ظہر عن ابی جعفر الباقر علیہ السلام۔ "آپ تمام ائمہ علیہم السلام سے زیادہ مشہور اور زیادہ صاحب فضل و جلالت تھے، اولاد امام حسن و امام حسین علیہما السلام میں سے کسی سے اس قدر علم دین وسنن اور علم قرآن اور فنون ادب ظاہر نہیں ہوئے۔ جس قدر امام محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئے ہیں۔" آپ سے جلیل القدر تابعین اور جید علماء نے علوم دینیہ حاصل کئے اور آپ کے متعلق محدث شہیر مالک بن اعین جہنی کہتا ہے۔ "اذا طلب الناس علم القرآن کان القریش علیہ عیالاً" اگر لوگ علم قرآن حاصل کریں تو قریش اس علم میں امام باقر علیہ السلام کے عیال (ممنون احسان) ہیں۔ انہ باقر علوم الاولین والآخرین وکاشف رموز الاولین والآخرین حقا۔ ؎

یا باقر العلم لاہل التقیٰ وخیر من لبّیٰ علی الجبل

آپ کا زہد و تقویٰ اور اخلاق فاضلہ

ابن حجر مکی صواعق محرقہ ص ۱۹۹ میں فرماتے ہیں۔ آپ علم و عبادت اور زہد و تقویٰ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے قائم مقام تھے۔ ابن صباغ مالکی الفصول المہمہ ص ۱۹۲ میں فرماتے ہیں۔ ھو باقر العلم وجامعہ وشاہر علمہ ورافعہ ومتفوق درّہ وراصعہ صفی قلبہ وزکی عملہ وطہرت نفسہ وشرفت اخلاقہ وعمرت اوقات بطاعۃ اللہ ورسخ فی مقام التقویٰ قدمہ و میثاق۔ "آپ ہی علم (کے سینہ) کو چیرنے والے اس کے جامع اور اس کے علمبردار ہیں اور اس کے آبدار موتیوں کو ٹانکنے والے ہیں، آپ پاکیزہ دل، نیک سیرت، طاہر النفس اور شریف الاخلاق تھے جن کے

www.kitabmart.in

اوقات اللہ کی اطاعت سے آباد رہتے تھے اور مقام تقویٰ وطہارت میں راسخ القدم تھے: ابن صباغ لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے علم وفضل، ریاست علمیہ اور امامت کبریٰ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور ترین سخی تھے اسود بن کثیر نے آپ کی خدمت میں تنگدستی کی شکایت کی، آپ نے اس کو سات سو درہم عطا فرمائے۔ اور فرمایا فی الحال ان کو صرف کرو، جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھ کو آگاہ کر دینا۔ (الفصول المہمہ ص۲۱۱)

آپؑ کی شہادت

آپ کی شہادت زہر کی وجہ سے ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ صواعق محرقہ ص۱۹۹ میں ہے ونور الابصار ص۱۳۱ "توفی سنتہ سبع عشرۃ ومأتہ من ثمان وخمسین سنتہ مسموما کابیہ" آپ ۵۸ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد کی طرح زہر سے شہید ہوئے۔ اور سن شہادت ۱۱۷ھ ہے" (صحیح ۱۱۴ھ ۷ ذی الحجہ ہے)، آپ کی شہادت ہشام بن عبدالملک کے دور حکومت میں واقع ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بن مروان نے ہشام کے اشارہ سے آپ کو زہر دیا (منتہی الآمال ج ۲ ص ۱۱۸ و ۱۱۱)

(۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

SIBTAIN.COM

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ جناب ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔ (مطالب السئول ص۵۵)

آپؑ کا علم وفضل

ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں ہو من عظماء اھل البیت وساداتہم علیہم السلام ذو علوم جمۃ وعبادۃ موفرۃ واوراد متواصلۃ وزہادۃ بینۃ (مطالب السئول ص۵۵) آپ اہلبیت علیہم السلام کے عظیم الشان لوگوں میں سے تھے اور نہایت ہی جلیل القدر عالم اور کثیر العبادت عابد وزاہد اور مسلسل اوراد و استغفار میں مشغول رہنے والے فاضل تھے۔

نیز صاحب المطالب نے لکھا ہے "العلوم التی تقصر الافہام عن الاحاطۃ بحکمہا تضاف الیہ وتروی عنہ" وہ علوم جن کے حکم واسرار کے احاطہ سے عقول وافہام قاصر ہیں وہ انہی جناب کی طرف منسوب اور انہی سے مروی ہیں۔"

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، کان من سادات اھل البیتؑ ولقب بالصادق لصدقہ فی مقالہ وفضلہ اشہر من ان یذکر (تاریخ احمدی ص۳۵۱) آپ سادات اہل بیت علیہم السلام میں سے تھے۔ اور صدق مقال کی وجہ سے آپ کا لقب صادق مشہور ہوا اور آپ کا فضل وکمال محتاج بیان نہیں ہے حلیۃ الاولیاء میں عمرو بن مقدام سے مروی ہے۔ کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من

www.kitabmart.in

سلالۃ النبیین۔ جب میں امام جعفر صادق کو دیکھتا تھا تو میرا دل گواہی دیتا تھا۔ کہ یہ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں۔ ابن طلحہ لکھتے ہیں۔ استفاد منہ العلم جماعۃ من الائمۃ و اعلامھم مثل یحیی بن سعید و ابن جریح و مالک بن انس والثوری و ابن عیینۃ و شعبۃ و ایوب وغیرھم وعدوا اخذھم عنہ منقبۃ شرفوا بھا و فضیلۃ اکتسبوھا۔ (مطالب السئول ص۲۵۵) آپ سے ائمہ دین اور علمائے اعلام کی ایک جماعت نے علم حاصل کیا جن میں سے یحیی بن سعید، ابن جریح، مالک ابن انس، ثوری، ابن عیینہ، شعبہ اور ایوب جیسے محدثین بھی ہیں اور یہ لوگ آپ کی شاگردی کو اپنے لئے باعث شرف و افتخار قرار دیتے تھے۔ جسٹس امیر علی نے لکھا ہے "حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے پوتے امام جعفر صادق نے اپنے جد امجد حضرت علیؑ المرتضیٰ کی عظیم الشان تعلیم کا پھر مدینہ میں جاری کی، مگر یہ صحرا میں ایک ہی سچا نخلستان تھا۔ اس کے چاروں طرف ظلمت و ضلالت چھائی ہوئی تھی۔ (تاریخ اسلام ص۲۶)

آپ کا زہد و تقویٰ اور اخلاق کاملہ

آپ کے اخلاق کاملہ اور زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر ابن طلحہ لکھتے ہیں۔ خصالہ شاھدۃ علی انہ من سلالۃ النبوۃ وطھارۃ افعالہ تصدع انہ من ذریۃ الرسالۃ۔ آپ کے خصال حسنہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ رسول اللہ کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے افعال بتلاتے ہیں کہ آپ رسول اللہ کی ذریت طاہرہ میں سے تھے۔ انس بن مالک کہتے ہیں، کان لا یخلو من احدی ثلاث خصال اما صائماً او قائماً و اما ذاکراً و کان من عظماء العباد و اکابر الزھاد والذین یخشون اللہ و کان کثیر الحدیث و اذا قال قال رسول اللہ اصفر لونہ۔ آپ کبھی تین حالتوں سے خالی نہ رہتے تھے یا عبادت میں مشغول رہتے یا اللہ کی یاد میں اور آپ (اپنے زمانہ کے) جلیل القدر عبادت گذار اور خدا سے ڈرنے والے عباد و زہاد میں سے عظیم المرتبہ زاہد تھے، اور کثیر الحدیث تھے اور نقل حدیث کے وقت جب "قال رسول اللہ" فرماتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ آپ نہایت ہی مستجاب الدعوات تھے۔ جب آپ نے حکیم ازدی کا یہ شعر سنا۔ جو اس نے حضرت زیدؓ کے متعلق کہا تھا

صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃ ولم ار مھدیاً علی الجذع یصلب

تو آپ نے فرمایا۔ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک۔ اے میرے معبود اس پر اپنے درندوں میں سے ایک درندہ مسلط کر۔ چنانچہ اس کو ایک شیر نے چیر پھاڑ دیا۔ (صواعق محرقہ ص۲۰۰۔ نور الابصار ص۱۴۷ ارجح ۲ ص۸)

www.kitabmart.in

آپ کی شہادت

ابن حجر صواعق محرقہ ص۱۲۱ میں لکھتے ہیں۔ توفی سنۃ اربع وثمانین ومائۃ مسموما۔ آپ نے ۱۸۴ھ میں زہر کی وجہ سے ۶۵ سال کی عمر میں شہادت پائی، اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔ (کذافی نور الابصار ص۱۲۷) صحیح تاریخ ۲۵ شوال ۱۴۸ھ ہے منصور دوانقی نے انگور میں زہر دے کر آپ کو شہید کیا۔ (منتہی الآمال ج ۲ ص۱۵۹)

(۷) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۷ صفر ۱۲۸ھ کو مقام ابواء میں ہوئی (جو کہ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے) آپ کی والدہ ماجدہ جناب حمیدہ خاتون بربریہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب کاظم ہے صواعق ص۱۲۱ میں مروی ہے کہ سمی الکاظم لکثرۃ تجاوزہ وحلمہ۔ آپ اپنی بے پناہ بردباری اور خطاکاروں کی خطاؤں سے عفو و درگزر کرنے کی وجہ سے کاظم مشہور ہوئے۔ (کذافی تاریخ الخمیس ج ۲ ص۳۲۰)

آپ کا علم وفضل اور عبادت

ابن حجر لکھتے ہیں آپ علم ومعرفت اور کمالات وفضائل میں اپنے والد بزرگوار کے صحیح جانشین قرار پائے۔ وکان معروفا عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عند الله وکان اعبد الناس فی زمانه واعلمهم واسخاهم (صواعق محرقہ ص۱۲۱) اہل عراق میں آپ کا لقب "باب قضاء الحوائج عند اللہ" مشہور تھا۔ یعنی خدا کے نزدیک حاجت برآری کے در۔ اور اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابد، عالم اور سخی تھے، تاریخ ابن خلکان میں منقول ہے۔ وکان یدعی بالعبد الصالح من عبادته واجتهاده آپ بلحاظ عبادت واجتہاد عبد صالح کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔" ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں هو الامام الکبیر القدر العظیم الشان الکبیر المجتهد الجاد فی الاجتهاد المشهور بالعبادة المواظب علی الطاعات (مطالب السئول ص۲۸۷) آپ جلیل القدر امام اور عظیم الشان اور جید مجتہد تھے اور اپنی عبادت کی وجہ سے مشہور تھے اور طاعت الٰہی پر مواظبت رکھتے تھے، ابن صباغ لکھتے ہیں۔ اما مناقبه وکراماته وفضائله وصفاته الباهرة تشهد له بانه افترع قبة الشرف وعلاها (الفصول المہمہ ص۲۲۲) آپ کے مناقب، کرامات وفضائل وخصائل اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ نے شرف وکمال کی چوٹی کو سر کر لیا تھا۔" اہلسنت کے جید عالم خواجہ محمد پارسا بخاری فصل الخطاب طبع تاشقند ص۴۹۵ میں لکھتے ہیں "قال الرشید للمامون یا بنی هذا وارث علم النبیین هذا موسی بن جعفر ان اردت العلم الصحیح تجده عنده۔ اے بیٹے یہ وارث

www.kitabmart.in

علوم انبیاء ہیں یہ موسیٰ بن جعفر ہیں اگر تو علم صحیح کا طلب گار ہے تو ان کے پاس پلٹے گا۔ سچ ہے۔

ع الفضل ما شھدت بہ الاعداء

آپ کے اخلاق کریمانہ

آپ کے اخلاق فاضلہ کے متعلق اسی قدر کافی ہے کہ زہد و تقویٰ اور خوف خدا اور اخلاقِ فاضلہ کی بنا پر آپ کاظم اور عبد صالح کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں۔ کان یتفقد فقراء المدینۃ ویحمل الیھم الدراھم والدنانیر الی بیوتھم والنفقات وکانوا لا یعلمون من ای جھۃ وصلھم ذلک ولم یعلموا ذلک الا بعد موتہ۔ (الفصول ص۲۱۹) آپ مدینہ منورہ کے غربا و مساکین کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، اور ان کے پاس درہم و دینار اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کو اس بات کا علم تک نہ تھا۔ کہ یہ سب کچھ ان کو کہاں سے ملتا ہے آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد ان پر یہ راز منکشف ہوا۔ ابن طلحہ شافعی نے مطالب السئول ص۸۱ میں لکھا ہے۔ (وکان) یبیت اللیل ساجداً وقائماً ویقطع النھار متصدقاً وصائماً لفرط حلمہ وتجاوزہ عن المعتدین علیہ یدعی کاظماً کان یجازی المسیٔ بالاحسان الیہ ویقابل الجانی بعفوہ عنہ۔ آپ ساری رات عبادت کرتے ہوئے قیام و سجود میں گزار دیتے تھے اور سارا دن روزہ کی حالت میں صدقہ دیتے ہوئے گزارا کرتے تھے۔ اور اپنی کثرتِ بردباری اور خطا کاروں سے درگزر کرنے کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم مشہور ہوا۔ آپ بدسلوکی برتنے والے کا بدلہ احسان سے دیا کرتے تھے، اور مجرم کا بدلہ اس کو معافی دینے سے دیتے تھے۔ "ایک دفعہ جناب سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت و برائی بیان کرتا ہے، یہ سن کر جناب نے ایک ہزار اشرفی اسے بھجوا دی۔" (مدائح العطلق ص۲۴۳) ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم۔

شہادت

ہارون عباسی نے سندی بن شاہک کے ذریعے آپ کو انگوروں میں زہر دلوایا جس کی وجہ سے آپ نے شہادت پائی، نور الابصار ص۱۵۱ اور صواعق ص۱۲۲ "تاریخ خمیس میں ہے کہ یقال ان یحیی البرمکی سمہ فی رطب بامرھا رون کہا جاتا ہے کہ یحیی بن خالد برمکی نے ہارون کے حکم سے آپ کو انگوروں میں زہر دیا۔" (تاریخ احمدی ص۳۴۶) ابن ساعی نے "تاریخ اخبار الخلفاء" میں لکھا ہے مات مسموماً مظلوماً علی الصحیح من الاخبار۔ بمطابق روایت صحیح ثابت ہے کہ آپ کو بحالت مظلومی زہر سے شہید کیا گیا۔ سن شہادت ۱۸۳ھ ہے آپ کی عمر ۵۵ سال تھی (صواعق محرقہ ص۱۲۲) (۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ)

www.kitabmart.in

(۸) حضرت امام علی رضا علیہ السلام

ولادت باسعادت

ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ ص ۲۲۶ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب نجمہ خاتون ہیں۔ حبیب السیر میں منقول ہے کہ آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں سے بلکہ تمام مخلوق سے اشرف ترین شخص تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب صابر، زکی، ولی اور سب سے زیادہ مشہور رضا ہے۔ (تذکرۃ المحسن ص ۱۹۸)

آپ کا علم و فضل

آپ کے علوم وعجیبہ کے متعلق ملا مبین فرنگی محلی نے وسیلۃ النجات میں لکھا ہے "آنحضرت را از آباء واجداد علم ماکان و مایکون بوراثت رسیدہ" آپ کو علم ماکان و مایکون اپنے آباء و اجداد کی جانب سے وراثۃً حاصل تھا۔ روضۃ الاحباب میں مروی ہے کہ آپ ہر زبان اور ہر لغت میں فصیح اور دانا ترین مردم تھے۔ اور ہر اہل زبان کو اس کی زبان میں جواب دیا کرتے تھے۔ (تاریخ احمدی ص ۲۶۰) ابن طلحہ شافعی نے لکھا ہے کہ جو آپ کے حالات کو غور سے دیکھے گا تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ آپ فضائل و کمالات کے اعتبار سے تیسرے علیؑ ہیں (مطالب السئول ص ۹۶) ابن اثیر جزری نے جامع الاصول میں لکھا ہے۔ کہ دوسری صدی کے آغاز میں آپ ہی مذہب امامیہ کے مجدد تھے۔ (کشکول ص ۱۹۰ طبع مصر تاریخ احمدی ص ۳۶۷) ابراہیم بن عباس کہتا ہے۔ ما رأیت اعلم منہ بما کان فی الزمان میں نے آپ کے دور میں آپ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا (نورالابصار ص ۱۵۴)

آپ کا زہد و تقویٰ اور اخلاق کریمانہ

ابن صباغ کا قول ہے۔ کانت مناقبہ علیۃ و صفاتہ سنیۃ و نفسہ الشریفۃ زکیۃ ھاشمیۃ الارومۃ الکریمۃ النبویۃ "آپ کے مناقب نہایت ہی بلند مرتبہ اور صفات جلیل آپ کا ہاشمی نفس مبارک بڑا پاکیزہ اور آپ نبوت کے جلیل القدر خانوادہ میں سے تھے" نورالابصار ص ۱۵۴ میں ہے کہ کان کثیر المعروف والصدقۃ و اکثرھا یکون فی اللیالی المظلمۃ آپ غرباء و مساکین کو بہت صدقات و خیرات دیتے اور اکثر اوقات یہ صدقہ تاریک راتوں میں دیا کرتے تھے" ابن صباغ نے آپ کے اخلاق کے متعلق لکھا ہے۔ واما اخلاقہ و سماتہ و صفاتہ ودلائلہ وعلاماتہ فناھیک من فخار وحسبک من علو مقدار جار علی طریقۃ

www.kitabmart.in

ورثہا عن الآباء الخ۔ آپ کے اخلاق و خصائل اور آپ کی سیرت و صفات اور دلائل و علامات کے متعلق آپ کا فخر اور بلند مرتبہ معلوم کرنے کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ آپ ان صفاتِ فاضلہ میں اسی نہج پر تھے جو آپ کو اپنے آباء طاہرین سے وراثۃً ملا تھا۔ (فصول مہمہ ص۲۲۵)

مطہرون نقیات ثیابہم — تجری الصلوٰۃ علیہم کلما ذکروا
من لم یکن علویا حین تنسبہ — فمالہ فی قدیم الدہر مفتخر
اللہ لما بریٰ خلقا فاتقنہ — صفاکم و اصطفاکم ایہا البشر
فانتم الملاء الاعلیٰ و عندکم — علم الکتاب وما جاءت بہ السور

(ابونواس)

(وفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۲۲)

(۹) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

SIBTAIN.COM

ولادت باسعادت آپ کی ولادت باسعادت ۱۹ر ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی ہے آپ کی والدہ ماجدہ جناب سبیکہ یا ریحانہ خاتون نوبیہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابوجعفر اور لقب قانع اور تقی ہے۔ (مطالب السئول ص۲۷ فصول مہمہ ص۲۴۷)

علم و فضل ابن طلحہ لکھتے ہیں۔ ان کان صغیر السن فھو کبیر القدر رفیع الذکر القائم بالامامۃ بعد علی بن موسیٰ۔ آپ اگرچہ باعتبار سن و سال صغیر تھے۔ مگر قدر و منزلت کے لحاظ سے کبیر تھے اور اپنے والد ماجد کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے جب کہ آپ کی عمر تین سال کی تھی۔ صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں کہ جب آپ کو اس کم سنی میں رتبہ امامت ملا تو میں نے بڑا تعجب کیا پس امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ ما یضر ذلک فقد قام عیسیٰ بالحجۃ وھو ابن اقل من ثلاث سنین اس میں کیا حرج ہے؟ حضرت عیسیٰ تو تین سال سے کم عمر میں حجتِ خدا قرار پائے تھے (فصول مہمہ ص۲۴۷) ابن حجر مکی نے لکھا ہے۔ کہ آپ ایک مرتبہ بغداد میں کسی گذرگاہ پر کھڑے تھے وہاں چند بچے بھی کھیل رہے تھے اچانک مامون کی سواری آگئی اور تمام بچے بھاگ گئے مگر آپ وہیں کھڑے رہے مامون نے پوچھا اے صاحب زادے تم کیوں نہ بھاگے؟ آپ نے فرمایا میرے کھڑے ہونے سے تیرا راستہ تنگ نہ تھا جو کہ ہٹ جانے سے وسیع ہوجاتا اور نہ میں نے کوئی جرم کیا تھا کہ میں ڈر

www.kitabmart.in

کر جاگتا چنانچہ جب وہ شکار کرکے واپس آیا تو اس نے آپ کو وہاں کھڑا ہوا دیکھا اور کہا بتلاؤ میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے آپ نے فرمایا: ان اللہ خلق فی بحر قدرتہ سمکاً صغاراً یصیدھا بازات الملوک فیختبرون بھا سلالۃ اھل بیت المصطفیٰ. اللہ نے اپنے دریائے قدرت میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں اور سلاطین اپنے بازوں سے ان کا شکار کرکے اہلِ بیت رسالت کے علم کا امتحان لیتے ہیں۔ مامون نے تعجب سے کہا "انت ابن الرضا حقا" آپ واقعی امام رضاؑ کے فرزند ہیں (صواعق محرقہ ص۲۰۴ مطالب السئول ص۲۹۲ الفصول المہمہ ص۲۴۸) ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں۔ لم یزل مشغفاً بہ لما ظھر لہ من برکاتہ ومکاشفاتہ وکراماتہ وعلمہ وفضلہ وکمال عقلہ وظھور برھانہ مع صغر سنہ (فصول ص۲۴۹) باوجود صغرسنی کے آپ کی برکات اور مکاشفات کرامات اور آپ کے علم وفضل اور کمالِ عقل ودلائل کے ظہور کی وجہ سے مامون آپ پر بڑا مہربان رہتا تھا اور آخر کار اپنی بیٹی ام الفضل کا امام سے عقد کر دیا۔ اور اس کم سنی میں یحییٰ بن اکثم جیسے علماء وقضاۃ کو آپ سے مناظرہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ امام علیہ السلام نے صغرسنی میں یحییٰ مذکور کے ساتھ جو مناظرہ کیا۔ اور جس طرح اسے ذلیل وخوار کیا وہ اس قدر مشہور ہے کہ محتاجِ بیان نہیں ہے ع

اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

SIBTAIN.COM

آپ کا زہد وتقویٰ

آپ کے صفاتِ فاضلہ اور زہد وتقویٰ کے متعلق اس قدر لکھنا کافی ہے کہ آپ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین تھے۔ اور زہد وتقویٰ کی وجہ سے آپ کا لقب تقی اور قانع مشہور ہوا۔

شہادت

۲۵ جمادی الثانی یا بنا بر مشہور آخر ذیقعدہ سنہ ۲۲۰ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی جب کہ آپ کی عمر صرف ۲۵ سال تھی۔ صواعق محرقہ ص۲۰۴ اور نور الابصار ص۱۴۳ اور تاریخ احمدی ص۲۲۶ میں منقول ہے کہ معتصم عباسی نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضہ میں مدفون ہوئے۔

(۱۰) حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۲۱۲ھ میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی والدہ ماجدہ سمانہ یا سوسن خاتون مغربیہ ہیں اور آپ کے القاب ہادی متوکل

www.kitabmart.in

المرتضیٰ ، الناصح ، المتقی ، الفقیہ ، اور الامین وغیرہ ہیں صاحب وسیلۃ النجات نے لکھا ہے کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم نے طلب کیا تو آپ نے امام علی نقیؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا ۔ اور کتب علوم الہٰی اور تبرکات رسالت آپ کے سپرد کئے (تاریخ احمدی ص۳۴۵)

علم و فضل

ابن حجر نے لکھا ہے :۔ کان وارث ابیہ علماً و سخاءً آپ علم و فضل اور جود و سخا میں اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین تھے (صواعق محرقہ ص۲۰۵)

زہد و تقویٰ

آپ کے زہد و تقویٰ کے متعلق مورخین کا بیان ہے کہ آپ قائم اللیل ، صائم النہار عبادت گزار اور دنیوی لذائذ و حظائظ سے مجتنب تھے متوکل عباسی نے آپ کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال دیا مگر انہوں نے آپ کی خداداد ہیبت و عبادت اور زہد و تقویٰ کی بدولت آپ کو کوئی گزند نہ پہنچایا ۔ (صواعق ص۲۰۵)

آپ کی عبادت اور ناصحانہ اشعار آبدار

آپ کا دور مشکلات و مصائب میں گھرا ہوا تھا ۔ اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ آپ کا سابقہ متوکل عباسی جیسے دشمن اہلبیت سے تھا ۔ جن دنوں آنجناب بحالت نظربندی سامرا میں تھے ۔ بعض لوگوں نے متوکل سے چغلی کھائی کہ امام علی نقی گھر میں ہتھیار جمع کر رہے ہیں ۔ متوکل نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بوقت شب جس حال میں امام کو پائیں گرفتار کر کے دربار میں لائیں ۔ چنانچہ اچانک رات کے وقت سپاہی امام کے گھر داخل ہوئے دیکھا کہ امام بالوں کا کرتہ زیب تن کئے ، اور صوف کی چادر اوڑھے تنہا اپنے حجرہ میں سنگ ریزوں کے فرش پر رو بقبلہ بیٹھے ، تلاوت قرآن مجید کر رہے ہیں ۔ متوکل کے آدمی اسی حالت میں امام کو دربار میں لے گئے ۔ اور تمام ماجرا بیان کیا متوکل اس وقت جام شراب ہاتھ میں لیے مے نوشی میں مشغول تھا ۔ امام کو اپنے پہلو میں بٹھایا ۔ اور جام شراب امام کی طرف بڑھایا ۔ امام نے فرمایا ۔ میرا خون اور گوشت کبھی شراب کی آلائش سے آلودہ نہیں ہوا مجھے اس سے معاف رکھ ۔ متوکل نے کہا اچھا اگر شراب نہیں پیتے تو کچھ شعر پڑھیے امام نے فرمایا مجھے شعر گوئی سے چنداں شغف نہیں ۔

متوکل نے یہ عذر قبول نہ کیا اور اصرار کیا کہ کچھ اشعار پڑھیے ۔ تب امام نے مجبوراً یہ اشعار پڑھے ۔

باتوا علی قلل الجبال تحرسہم   غلب الرجال فما اغنتہم القلل

واستنزلوا بعد عز عن معاقلہم   فاودعوا حفراً فیا بئس ما نزلوا

فاداہم صارخ بعد ما قبروا   این الاسرۃ والتیجان والحلل

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

ایت الوجوہ التی کانت منعمۃ — من دونھا تضرب الاستار والکلل

فافصح القبر عنھم حین سائلھم — تلک الوجوہ علیھا الدود تنتقل

قد طال ما اکلوا دھراً وما شربوا — فاصبحوا بعد طول الاکل قد اکلوا

ان اشعار آبدار کا یہ اثر ہوا کہ پورا دربار گریہ وبکا میں ڈوب گیا اور متوکل کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی (وفیات الاعیان ج ۱ ص ۳۲۳)

شہادت آپ کی شہادت ۳ رجب المرجب ۲۵۴ھ میں تقریباً بیالیس سال کی عمر میں ہوئی تذکرہ خواص الامۃ میں ہے آپ کو معتمد باللہ عباسی نے زہر سے شہید کر دیا (تاریخ احمدی ص ۳)

(۱۱) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ولادت باسعادت آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الاول ۲۳۲ھ میں بمقام سامرا ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ حدیثہ یا سلیل خاتون ہیں۔ آپ کے القاب جلیلہ میں سے خالص، سراج، عسکری زیادہ مشہور ہیں (نور الابصار ص ۱۶۶)

علم وفضل اور زہد وتقویٰ آپ اپنے والد کے پانچ فرزندوں میں سب سے زیادہ اجل وافضل تھے بچپن ہی میں مصدر فیوض الہیہ ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ آپ چند لڑکوں کے ساتھ کھڑے ہوئے رو رہے تھے، اور باقی بچے کھیل رہے تھے۔ تو بہلول نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؛ کیا میں آپ کے لئے کوئی کھلونا خرید لاؤں؟ آپ نے فرمایا یا قلیل العقل ما للعب خلقنا اے کم عقل ہم کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ بہلول نے پوچھا، فلما ذا خلقنا پھر ہم کیوں پیدا کئے گئے؟ آپ نے فرمایا للعلم والعبادۃ علم وعبادت کے لئے۔ جب بہلول نے دلیل کا مطالبہ کیا تو جناب نے یہ آیت قرآنی پڑھی، افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے کیا تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے (صواعق محرقہ ص ۲۰۵ نور الابصار ص ۱۶۶) آپ بڑے عبادت گزار اور منبع جود وسخا تھے۔ ابن صباغ مالکی نے لکھا ہے کانت نفسہ مھذبۃ واخلاقہ متعذبۃ وسیرتہ عادلۃ وخلالہ فاضلۃ آپ کا نفس مہذب، اخلاق شریف، سیرت نیک اور عادات وخصائل فاضلہ تھے (فصول مہمہ ص ۲۶۵)

www.kitabmart.in

حفاظتِ قرآن کا عجیب واقعہ

آئمہ اہلبیت کی یہ خداداد خصوصیت بہت ہی نمایاں ہے کہ وہ جس حال میں بھی رہے کبھی دینِ مبین کی خدمت سے غافل نہیں رہے امام حسن عسکری (بعہد امام علی نقی) کے وقت عراق کے فیلسوف اسحاق کندی نے بزعم خویش قرآن میں اختلاف و تناقض ثابت کرنے کی خاطر "تناقض القرآن" نامی کتاب لکھنی شروع کی۔ جب امام عالیمقام کو اس شخص کی اس جسارت کا علم ہوا تو آن کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ تم جا کر کندی کی شاگردی اختیار کرو۔ اور اس سے روابط بڑھاؤ۔ جب وہ تم سے مانوس ہوجائے اور تمہیں اس کا اعتماد حاصل ہوجائے۔ تو اس سے دریافت کرو۔ کہ قرآن سے جو کچھ تم نے سمجھا ہے آیا ممکن ہے کہ وہ صحیح نہ ہو۔ اور خدا کا منشا کچھ اور ہو؟ چونکہ وہ فلسفی اور ذہین آدمی ہے وہ کہیگا کہ ہاں ایسا ہوسکتا ہے جب وہ یہ اقرار کرلے تو تم کہنا کہ پھر تمہاری اس کتاب لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے تم جس معنیٰ پر اعتراض کر رہے ہو۔ وہ مقصود خدا نہ ہو۔ چنانچہ وہ شخص حسب ہدایت کندی کے پاس گیا اور ایک دن یہ سوال کر دیا، کندی سن کر متحیر ہوگیا۔ اور کہا پھر بیان کرو۔ شاگرد نے پھر بیان کیا۔ کندی نے کچھ دیر غور و فکر کرنے کے بعد کہا ہاں ایسا ممکن ہے۔ پھر شاگرد سے کہا سچ بتاؤ۔ تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی ہے؟ شاگرد نے کہا میرے ذہن میں پیدا ہوئی ہے۔ کندی نے کہا تم جیسا آدمی ایسی بات نہیں کرسکتا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ یہ بات تمہیں کس نے سکھلائی ہے؟ تب شاگرد نے کہا۔ امام حسن عسکری نے بتائی ہے۔ کندی نے کہا " الآن جئت بہ وما کان لیخرج مثل ھذا الا من ذلک البیت"۔ اب تم نے صحیح بات کہی ہے۔ ایسی دقیق علمی بات اس خاندان کے سوا اور کہیں سے نہیں نکل سکتی۔ پھر آگ طلب کی اور کتاب کا مسودہ جلادیا۔ (بحار ج ۱۲ ص ۱۷۲ مناقب ص ۱۲۷ وغیرہ)

SIBTAIN.COM

شہادت

آپ کی شہادت اٹھائیس برس کے سن میں ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں سامرا میں ہوئی۔ صواعق محرقہ ص ۲۰۲ میں ہے قیل انہ سم کہا جاتا ہے کہ آپ کو بھی زہر سے شہید کیا گیا (کذا فی الفصول المہمہ ص ۲۹۵) جناب ابن بابویہ اور دیگر بعض علماء کا قول ہے کہ معتمد عباسی نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ (منتہی الآمال ج ۲ ص ۴۱)

www.kitabmart.in

(۱۲) مہدئ دوراں حضرت امام آخر الزمان عجل اللہ ظہورہ

ولادت باسعادت

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں ہوئی اور آپ حسن عسکری کے اکلوتے فرزند ہیں روضۃ الاحباب میں مروی ہے "چوں متولد شد ناف زدہ بود و ختنہ کردہ و بر ذراع ایمن او نوشتہ بود جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً" جب آپ پیدا ہوئے تو مختون اور ناف بریدہ تھے اور آپ کے داہنے بازو پر یہ آیت منقوش تھی: "حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہو گیا یقیناً باطل نیست و نابود ہی ہونے والا ہے"

آپ کا علم و فضل

ابن حجر نے لکھا ہے۔ عمرہ عند وفاتہ ابیہ خمس سنین ولکن آتاہ اللہ الحکمۃ ویسمی القائم المنتظر (صواعق ص۱۲۰) امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے وقت آپ کا سن پانچ برس کا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عمر میں علم و حکمت سے مالا مال کر دیا تھا، اور آپ کا نام القائم المنتظر مشہور ہے ابن صباغ مالکی اپنی کتاب الفصول المہمۃ ص۲۷۳ میں لکھتے ہیں کان عمرہ عند وفاتہ ابیہ خمس سنین اتاہ اللہ فیہ الحکمۃ کما اتاھا یحییٰ صبیاً وجعلہ اماماً فی حال الطفولیۃ کما جعل عیسیٰ بن مریم فی المھد نبیاً آپ کی عمر اپنے والد کی وفات کے وقت صرف پانچ برس کی تھی مگر اللہ نے آپ کو اس کم سنی میں ہی مرتبۂ امامت پر اس طرح فائز کر دیا جس طرح جناب عیسیٰ علیہ السلام کو گہوارے میں نبی بنا دیا تھا۔

SIBTAIN.COM

آپ کا وجود اور اس کی بقاء

آپ کے وجود پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل شدہ بے شمار احادیث موجود ہیں جو کہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں محی الدین ابن عربی نے الفتوحات المکیہ باب ۶۶ میں لکھا ہے۔ اعلموا انہ لابد من خروج المہدی ولکن لا یخرج حتیٰ تمتلیٔ الارض جوراً وظلماً فیملأھا قسطاً وعدلاً ولو لم یکن من الدنیا الا یوم واحد طول اللہ ذلک الیوم حتیٰ یلی ذلک الخلیفۃ وھو من عترۃ رسول اللہ من ولد فاطمۃ جدہ الحسین بن علی بن ابی طالب والدہ الحسن العسکری بن علی النقی الخ۔ اے برادران اسلامی! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور از حد ضروری ہے مگر وہ اس وقت تک ظہور نہیں فرمائیں گے جب تک زمین جور و جفا سے بالکل بھر نہیں جائے گی پھر آپ تشریف لا کر اس کو عدل و انصاف سے پر کر دیں گے اگرچہ عمر دنیا سے صرف ایک دن باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا اس دن کو

www.kitabmart.in

اتنا طویل کر دے گا، کہ وہ خلیفہ بر سرِ اقتدار آئے گا، جو کہ آلِ رسولؐ میں سے ہے اور فاطمہؑ کی ذریت سے ہے جن کے جدِ اعلیٰ حضرت امام حسین علیہ السلام اور والد بزرگوار حضرت امام حسن عسکری بن امام علی نقی علیہ السلام ہیں۔"

عقیدۂ مہدیؑ کا اتفاقی ہونا

جہاں تک تاریخ مذاہب و ادیانِ عالم کے مطالعہ کا تعلق ہے اس سے معلوم ہے کہ مذہب یہود ہو یا نصاریٰ ہندو ہو یا زرتشت وغیرہ۔ غرضیکہ تمام مذاہب و ادیان میں کسی نہ کسی رنگ میں ایک مصلح اعظم کے آنے کا تخیل موجود ہے بالخصوص اہل اسلام کا تو حضرت مہدیؑ کے ظہور پر اتفاق ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ اس کی بعض خصوصیات میں قدرے اختلاف ہے۔ عقلِ سلیم بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ہی خدا کی قدرت اور عدالت پر ہے۔ بایں ہمہ دنیا میں ظلم و جور باطل پرستی اور ناحق کوشی کا دور دورہ ہے اس لئے اس دنیا میں ایک ایسا دور ضرور آنا چاہیئے جس میں صفحۂ عالم سے ظلم و جور حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔ اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو، یہ مقصد آنجنابؑ کے ظہور کے وقت ہی کماحقہ پورا ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللّٰہ ذلک الیوم حتی یبعث رجل من اھلبیتی اسمہ اسمی یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً۔ (ترمذی مشکوٰۃ المصابیح، ابوداؤد وغیرہ)

اگر عمرِ دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو خداوند عالم اسے اس قدر دراز کر دے گا، (اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی) جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص مبعوث نہ ہو۔ جو میرا ہم نام ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔ ؎

دُنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

چونکہ جناب رسالت مآبؐ علم نبوت سے جانتے تھے۔ کہ دنیا میں کئی جھوٹے مدعیانِ مہدویت پیدا ہوں گے لہٰذا ان کا فرضِ منصبی تھا کہ حضرت مہدیؑ دوراں کی معرفی کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں، ورنہ جھوٹے مدعیوں کے دام تزویر میں پھنسنے والوں کی ضلالت و گمراہی کی ذمہ داری خود آنحضرتؐ پر عائد ہوتی۔ اس لئے انھوں نے جناب مہدیؑ کی ذات و صفات اور

www.kitabmart.in

شکل و شمائل وغیرہ تمام متعلقہ امور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے۔ تاکہ اتمام حجت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

حضرت مہدیؑ اہل بیت رسولؐ سے ہوں گے

آنجناب کس خاندان سے ہوں گے؟ اس سلسلہ میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ۔ (ابوداؤد) مہدی میری عترت طاہرہ اولاد فاطمہؑ زہراء میں سے ہو گا۔ المہدی منا اھل البیت (صواعق محرقہ صہ ۱۳۱) مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔ جناب سلمانؓ فارسی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ المہدی من اھلبیتی مہدی میری اہل بیتؑ سے ہوگا۔ اس وقت شہزادہ ہائے کونین جناب امام حسنؑ و حسینؑ بھی موجود تھے۔ میں نے عرض کیا من ای ولدیک ھذین یارسولؐ اللہ آپ کے ان دونوں صاجزادوں میں سے کس کی نسل سے ہوگا؟ آنجناب نے امام حسینؑ کے کاندھوں پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ من ولدی ھذا۔ میرے اس بیٹے کی اولاد میں سے ہوگا۔ (ینابیع المودۃ وغیرہ) اسی حدیث شریف سے متنبی قادیان کے اس دعوئی کا بطلان بھی واضح و عیاں ہوجاتا ہے کہ وہ نسل سلمانؓ سے ہونے کی وجہ سے (جو کہ سلمان منا اہل البیت کے مصداق ہیں) مہدئ دوراں ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کے اس دعوئی میں کہاں تک صداقت ہے کہ وہ نسل جناب سلمان سے ہے۔ جو کہ بظاہر بلا دلیل صرف ایک دعوئی محض ہے لیکن اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس سے اس کی مہدویت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب حضرت سلمان خود راوی ہیں، کہ سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری ذریت اور اولاد حسینؑ سے ہوگا، تو اولاد سلمانؓ کو مہدویت سے کیا رابطہ و تعلق ہے؟

حضرت مہدی کی شکل و شمائل

آنجناب کے خصائل و شمائل کیا ہوں گے۔ اور شکل و صورت کیسی ہوگی؟ اس سلسلہ میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں، کہ المہدی رجل من ولدی لونہ لون عربی و جسمہ جسم اسرائیلی علی خدہ خال کانہ کوکب دری یملا الارض کما ملئت ظلماً یرضی فی خلافتہ اھل الارض و اھل السماء والطیر فی الھواء۔ (بحار الانوار ج ۱۳ صہ ۲۲) مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ اس کا رنگ عربی جسم اسرائیلی ہے اور اس کے داہنے رخسارے پہ ایک خال ہے جو درخشندہ ستارہ کی مانند چمکتا ہے وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ ان کی خلافت میں زمین والے زمین پہ آسمان والے آسمان پہ حتیٰ کہ پرندے

www.kitabmart.in

ہوائیں خوش ہوں گے: علاوہ دیگر ادلہ و براہین کے یہی امور جھوٹے مدعیان مہدویت جیسے مرزائے باب وبہا اور مرزائے قادیان وغیرہم کے دعاوی کے ابطال کے لئے کافی ہیں کیونکہ نہ تو ان کی شکل وصورت آنجناب سے ملتی ہے۔ اور نہ ان کے عہد میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا ہے۔ بلکہ روز بروز ظلم و تعدی اور جور و جفا میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ کما لا یخفی علی احد من العوام فضلاً من العلماء الکرام۔

حضرت مہدیؑ کی ولادت باسعادت

اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اگرچہ عقیدۂ ظہور مہدیؑ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے مگر اس سلسلہ میں بعض جزوی اختلافات موجود ہیں۔ منجملہ ان اختلافات کے ایک یہ بھی ہے کہ آیا آنجناب کی ولادت باسعادت ہو چکی ہے یا آخری زمانہ میں قریب بظہور ہوگی۔ چنانچہ تمام شیعہ خیر البریہ اور بعض علماء اعلام اہل سنت اس امر کے قائل ہیں کہ آپ کی ولادت باسعادت نیمۂ شعبان المعظم ۲۵۵ھ میں بمقام سر من رائے (سامراء) میں واقع ہو چکی ہے۔ مگر جمہور اہل سنت کا یہ خیال ہے کہ ان کی ولادت بعد میں واقع ہوگی۔ ہم یہاں ان بعض علمائے اہل سنت کے نام مع ان کی کتب کے ذکر کرتے ہیں جنہوں نے آنجناب کی ولادت ۲۵۵ھ میں تسلیم کی ہے۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ صـ ۹۳ ج ۲ صـ ۲۹۰، اسعاف الراغبین مطبوعہ بر حاشیہ نور الابصار صـ ۱۰۴/۱۱۶، شواہد النبوۃ جامی، فصول مہمہ ابن صباغ مالکی، ینابیع المودۃ اور ارجح المطالب وغیرہ بلکہ بعض منصف مزاج علماء اہل سنت نے تو آنجنابؑ کے حالات پر مشتمل مستقل کتب تالیف کی ہیں جیسے "کتاب البیان" تالیف حافظ محمد بن یوسف گنجی (۱) کشف المخفی فی مناقب المہدی (۲) التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر المہدی والمسیح شوکانی (۳) العرف الوردی حافظ جلال الدین سیوطی (۴) العقول المختصر فی علامات المہدی المنتظر ابن حجر مکی نے چونکہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ میں واقع ہوئی اس طرح پانچ سال کی عمر میں یہ فخر علمی دیکھئے ظاہری درجہ رفیعہ امامت کبریٰ پر فائز ہوئے۔

ہر زمانہ میں حجت خدا کا وجود ضروری ہے

اس مطلب پر یہاں تفصیلی تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اجمالاً اس قدر واضح ہے کہ ارباب علم و بصیرت جانتے ہیں کہ خلاق عالم نے موجودہ عالم کو ایسے خاص نظام اور قانون پر بنایا ہے کہ اس کی ہر ہر چیز علل و اسباب کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ صحت و مرض، موت و حیات، توالد و تناسل فقر و غنا غرضیکہ کائنات عالم کی ہر شے میں یہی قانون قدرت جاری وساری ہے کہ ہر چیز اپنے مخصوص علل و اسباب کے تحت وجود میں آتی ہے۔ اور خاص اسباب کے پیش نظر پردۂ عدم میں روپوش ہو جاتی ہے

www.kitabmart.in

اگر کبھی اس کے خلاف ہو جائے تو اسی کا نام معجزہ ہے۔ جو خرق عادت کا دوسرا نام ہے یہ اور بات ہے کہ یہ سلسلہ علل و اسباب تمام مادیات پر مشتمل ہو یا اس کی بعض کڑیاں مادی اور بعض غیر مادی ہوں۔ بہر کیف اسی قانون کے تحت خدائے حکیم نے اس عالم کی بقاء کو اپنی حجت نبی و امامؑ کے وجود کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اگر ایک لمحہ کے لئے حجت خدا زمین سے اٹھ جائے۔ تو تمام نظامِ عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے اور دنیا و مافیہا ہلاکت سے ہمکنار ہو جائے۔ متعدد روایات میں صادقین علیہم السلام سے مروی ہے فرمایا لو لا الامام لساخت الارض باھلہا۔ اگر حجت خدا کا وجود نہ ہو تو دنیا اپنے اہل کو لے کر نیچے دھنس جائے (اصول کافی)

اسی بنا پر پیغمبر اسلام نے فرمایا تھا۔ اھلبیتی امان لاھل الارض کما ان النجوم امان لاھل السماء (صواعق محرقہ ص۱۵ طبع جدید) میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے ہلاکت سے باعث امن و امان ہیں۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لو لم یبق علی الارض الا اثنان لکان احدھما الحجۃ۔ اگر بالفرض تمام روئے زمین پر صرف دو ہی شخص رہ جائیں تو ان میں بھی ضرور ایک حجتِ خدا ہوگا (اصول کافی)، کیونکہ حجتِ خدا کے بغیر کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ الحجۃ قبل الخلق و مع الخلق و بعد الخلق۔ حجتِ خدا کا وجود مخلوق سے قبل مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ضروری ہے۔

بنا بریں ضروری ہے، کہ اس وقت کوئی حجتِ خدا موجود ہو جس کے طفیل یہ عالم قائم و دائم ہے اور وہ بالاتفاق سوائے حضرت مہدیؑ دوراں صاحب العصر والزمان حضرت حجت بن الحسنؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کے اور کوئی نہیں ہے۔ فبیمنہ رزق الوریٰ و بوجودہ ثبتت الارض والسماء ؎

قدم سے مہدیؑ دین کے زمین قائم ہے پانی پر
قرارِ کشتیٔ دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں

اگر وہ تمام دنیا کو دکھائی نہیں دیتے تو اس کا تقاضا یہ تو نہیں کہ ان کے وجود ذی جود کا انکار کر دیا جائے خدائے عزوجل نے اہل ایمان کا یہ وصف بیان فرمایا ہے۔ کہ یؤمنون بالغیب، وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں، جنت و دوزخ حشر و نشر، برزخ و صراط اور ملائکہ حتیٰ کہ خود خدائے قدوس کی ذات بابرکات وغیرہ بیسیوں امور ایسے ہیں جو غائب ہیں مگر ان پر ایمان ضروری ہے تو اگر امامؑ زمانہ غائب ہیں اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے؟

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

حضرت امام زمانہ کے وجودِ مسعود کے متعلق بعض شبہات کے جوابات!

اگرچہ مذکورہ بالا حقائق کی بنا پر حضرت امام زمانہ کا اس وقت موجود ہونا ایک ایسی حقیقت معلوم ہوتی ہے جس میں ہرگز کوئی عاقل و متدین انسان شک و شبہ نہیں کر سکتا مگر بموجب،

ان الم تکن للمرء عینٌ صحیحۃٌ

فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر

کچھ کور باطن اور کوتاہ اندیش مخالفین و معاندین ہمیشہ آپ کے موجود ہونے پر بعض رکیک شبہات عائد کرتے رہتے ہیں، جن کے بیسیوں مرتبہ مدلل و مکمل جوابات دیئے جا چکے ہیں، خود ہم بھی اپنے بعض مضامین میں ان کا تفصیلی رد لکھ چکے ہیں، یہاں بعض شبہات اور ان کے اجمالی جوابات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

پہلا شبہ اور اس کا جواب

امام العصر کی ولادت ۲۵۵ھ سے لے کر ۱۳۸۸ھ تک ۱۱۳۳ سال ہوتے ہیں، اس قدر طویل عرصہ تک کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا، اس شبہ کا مختصر جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو قدرتِ خدا کا منکر ہو، ورنہ جو شخص خدا کو علیٰ کل شیٍٔ قدیر جانتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ اس قادر و قیوم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اب تک بعض انبیاء جیسے حضرتِ خضر و ادریس و الیاس اور عیسٰی علیہ السلام کو زندہ رکھا ہوا ہے، جن کی عمریں امام صاحب العصر سے کئی گنا زیادہ ہیں تو کیا وہی خدائے قادرِ مطلق اپنی آخری حجت کو اس قدر عرصہ تک زندہ نہیں رکھ سکتا۔ شیخ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی نے اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں امام زمان کے زندہ موجود ہونے پر دلائل لکھتے ہوئے لکھا ہے۔

"وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسٰی بن مریم و الخضر و الالیاس من اولیاء اللّٰہ و بقاء الاعور الدجال و الابلیس اللعین من اعداء اللّٰہ تعالیٰ وھؤلاء قد ثبت بقائہم بالکتاب والسنۃ"

"یعنی امام زمان کا اس قدر طویل عرصہ تک زندہ رہنا ممتنع نہیں ہے جیسا کہ دوستانِ خدا میں سے حضرت عیسٰیؑ و خضرؑ و الیاسؑ اور دشمنانِ خدا میں سے اعور دجال اور ابلیس لعین اب تک زندہ ہیں۔ جن کا وجود قرآن و سنت سے ثابت ہے"۔ (ارجح المطالب)

سیر و تواریخ بلکہ قرآن مجید سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس قدر امام زمانہ کی عمر ہے اتنی یا اس سے زیادہ طویل العمر لوگ اسی دنیا میں گزر چکے ہیں، چنانچہ حضرت آدمؑ کی عمر کتبِ سیر میں نو سو تیس برس

www.kitabmart.in

اور حضرت شیث کی نو سو بارہ برس عمر لکھی ہے۔ اور حضرت نوحؑ کے متعلق تو خود قرآن میں موجود ہے۔ کہ ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو دعوت رشد وہدایت دی فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما (پ ۲۰ سورہ عنکبوت ع ۱۳) اس سے قبل کتنا عرصہ گزرا اور ہلاکت قوم کے بعد کتنی مدت تک زندہ رہے؟ اس کے متعلق قرآن خاموش ہے۔ مجموعی طور پر ڈھائی ہزار سال کے اقوال ملتے ہیں۔ بنا بر قاعدہ مسلمہ ادل دلیل علی امکان الشئ وقوع الشئ۔ کسی چیز کے ممکن ہونے کی بڑی دلیل اس کا وقوع پذیر ہونا ہے۔ حضرت حجۃ بن الحسنؑ کی طویل العمری پر اعتراض کرنا بالکل ہی لغو وعبث ہے جب کہ ان کے قبل اسی عالم میں بہت سے طویل العمر لوگ گزر چکے ہیں۔ موجودہ سائنسی دور میں تو بعض ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے کہ ایک انسان اگر اصول حفظان صحت کی پابندی کرے۔ تو وہ ہزارہا سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔ بنا بریں حقائق اس شبہ کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

ایسے امام غائب کے وجود کا کیا فائدہ ہے۔ جسے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے مسائل دریافت کر سکتے ہیں؟ اس شبہ کا اجمالی جواب یہ ہے کہ وجود امامؑ کے فائدہ کو فقط مسائل بیان کرنے میں منحصر قرار دینا پستی ذہن کا غماز ہے ورنہ ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ ان کے وجود مسعود کا فائدہ فقط مسائل دینیہ بیان کرنے میں منحصر نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ زمین وزمان کا قیام ودوام وجود حجت وامام سے وابستہ ہے لہذا یہی کیا کم فائدہ ہے کہ ان کے طفیل سب کائنات موجود ہے۔ اسی بناء پر محقق طوسیؒ نے تجرید میں لکھا ہے۔ وجودہ لطف وتصرفہ لطف آخر وعدمہ منا۔ امام کا وجود لطف خداوندی ہے اور ان کا ظاہری تصرف یہ خدا کا دوسرا لطف ہے اور اس تصرف کا نہ ہونا ہماری وجہ سے ہے۔ "خود کردہ را علاجے نیست" علاوہ بریں ارباب دانش وبینش جانتے ہیں کہ ہدایت یا گمراہی کے لیے ہادی یا مضل کا آنکھوں کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ خداوند عالم غائب رہ کر ہدایت کرتا ہے۔ اور شیطان مخفی رہ کر گمراہ کرتا ہے تو بلا تشبیہ امام زمان مخفی دستور رہ کر فریضۂ ہدایت کیوں انجام نہیں دے سکتے؟ خود امام العصرؑ سے پوچھا گیا تھا۔ کہ آپ کی غیبت کے زمانہ میں آپ کے وجود مسعود سے لوگ کس طرح استفادہ کریں گے۔؟ امام عالی مقام نے فرمایا تھا: "کالشمس اذا غیبتھا السحاب" جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ حاصل کرتے ہیں جب کہ وہ زیر بادل چلا جائے۔ (احتجاج طبرسی، بحار الانوار ج ۱۳، ینابیع المودۃ وغیرہ)

(ماخوذ از احسن الفوائد تصنیف ایں احقر عفی عنہ)

www.kitabmart.in

(آئمۂ اہلِ سنّت کے مختصر حالات)

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۲ طبع دہلی میں لکھا ہے فالاثنا عشر ھم الخلفاء الراشدین الاربعۃ ومعاویۃ وابنہ یزید وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعۃ وبینھم عمر بن عبدالعزیز اہلِ سنت کے بارہ امام ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، یزید، عبدالملک بن مروان اور اس کے چار بیٹے یزید، سلیمان، ہشام، ولید اور ان کے درمیان میں عمر بن عبدالعزیز (کذا فی تاریخ الخلفاء صہ ۱۱ طبع مصر)۔

جناب سید سلیمان ندوی نے سیرت النبیؐ ج ۳ صہ ۱۸۲ میں لکھا ہے "قاضی عیاض اس حدیث کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ بارہ خلفاء میں سے بارہ وہ شخص مراد ہیں جن سے اسلام کی خدمت بن آئی، اور وہ متقی تھے۔ حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ کی بناء پر خلفاء راشدین اور بنی امیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجتماع رہا۔ یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان، حضرت علی امیر معاویہ، یزید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید ثانی ہشام، شیعہ فرقہ تو اس حدیث کی تشریح میں اپنے بارہ اماموں کو پیش کردے گا" اب ہم ذیل میں ان خلفاء کے مختصر حالات کا وہ مرقع بلاتبصرہ پیش کرتے ہیں، جو خود کتبِ اہلِ سنت سے تیار ہوتا ہے۔

(۱) خلیفہ اوّل

سوادِ اعظم کے خلیفہ اوّل بنی تیم کے چشم و چراغ ہیں زمانۂ جاہلیت میں انہیں دنیوی اعتبار سے کوئی اہمیت حاصل نہ تھی بلکہ بازاروں میں کپڑے بیچا کرتے تھے۔

ذریعۂ معاش

چنانچہ امام ابن جریر طبری اپنی تاریخ الامم والملوک ج ۲ صہ ۲۲۰/۲۲۱ طبع مصر میں لکھتے ہیں۔ کان ابی بکر قبل ان یشتغل بامور المسلمین تاجراً یغدو کل یوم فی السوق یبتاع الثیاب وکانت لہ قطعۃ غنم تروح علیہ وربما خرج ھو بنفسہ فیھا وربما کفیھا فرعیت لہ وکان یحلب للحی اغنامھم۔ ابوبکر خلیفہ

www.kitabmart.in

ہونے سے قبل تاجر تھے، ہر روز صبح کو اپنے گاؤں سُنخ سے مدینہ کے بازار میں کپڑے بیچنے آتے تھے۔ اور چند بھیڑ بکریاں بھی پال رکھی تھیں، کبھی خود چراتے تھے اور کبھی دوسرا چراتا تھا۔ اور قبیلہ کی بھیڑ بکریوں کا دودھ بھی دوہا کرتے تھے۔

ایمان واسلام کی کیفیت

تفسیر ابن کثیر ج ۵ صفحہ ۲۲۹ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابو بکر وھل الشرک الا من دعا مع اللّٰہ الٰھا آخر فقال رسول اللّٰہ الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل (کذا فی الدر المنثور ج ۴ صفحہ ۵۳ وکنز العمال ج ۲ صفحہ ۹۷) شرک تمہارے اندر چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ مخفی طور پر چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ کیا شرک یہ نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو معبود مانا جائے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں شرک چیونٹی کی رفتار سے بھی آہستہ چلتا ہے۔

ازالۃ الخفار مقصد ۲ صفحہ ۸ میں ہے "راہب در تاویل خواب ابوبکر گفت خدا تعالیٰ درمیان شما پیغمبری خواہد برانگیخت و تو در ایام وی وزیر خواہی بود و بعد از وفات خلیفہ"

راہب نے ابوبکر کے خواب کی تعبیر میں کہا خدا تعالیٰ تمہارے درمیان ایک پیغمبر پیدا کرے گا تو اس کی حیات میں اس کا وزیر اور اس کی وفات کے بعد خلیفہ ہو گا۔

صواعق محرقہ صفحہ ۵۴ ، سیرۃ حلبیہ ج ۱ صفحہ ۳۱۱ میں ہے۔ لقد آمن ابو بکر بالنبی صلعم زمن بحیرا الراھب حین مر بہ۔ ابوبکر زمانہ بحیرا راہب میں آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے، جس میں ان کے برسر اقتدار آنے کی پیش گوئی بھی تھی، جب پیغمبر اسلامؐ شہدائے احد کے پاس سے گزرے تو فرمایا۔ ھؤلاء اشھد علیھم، یہ وہ ہیں جن کے ایمان کی میں گواہی دیتا ہوں۔ ابوبکر صاحب نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں، کیا ہم اسلام نہیں لائے؟ اور کیا ہم نے جہاد نہیں کیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ بلی ولا ادری ما تحدثون بعدی۔ ہاں مگر کیا معلوم ہے میرے بعد تم کیا بدعات پھیلاؤ گے۔ (موطائے امام مالک صفحہ ۱۷۴ مجتبائی دہلی)

علم وفضل کے کرشمے

علم وفضل کے اعتبار سے ان کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفار میں میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔ ان اعرابیا اتی ابابکر قال قتلت صیداً وانا محرم فما تری علی من الجزاء فقال ابو بکر لابی بن کعب وھو جالس عندہ ماتری فیھا فقال الاعرابی اتیتک وانت خلیفۃ رسول اللّٰہ اسئلک وانت تسئل غیرک۔ ایک اعرابی ابوبکر

www.kitabmart.in

کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں نے حالت احرام میں ایک شکار قتل کیا ہے۔ اس کے لئے میرے اوپر کس قدر کفارہ واجب ہے؟ ابوبکر نے ابی بن کعب سے دریافت کیا جوان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس میں تیرا کیا خیال ہے؟ اعرابی نے کہا کہ میں تم کو رسولؐ اللہ کا خلیفہ سمجھ کر مسئلہ پوچھنے آیا ہوں اور تم دوسروں سے پوچھ رہے ہو؟

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر سے کسی آیت کا مفہوم دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔ ای ارض تسعنی او ای سماء تظلنی اذا قلت فی کتاب اللہ ما لم یرد اللہ اگر میں کتاب خدا میں کوئی ایسی بات کہہ دوں جو کہ اللہ کی مراد نہ ہو تو مجھ پہ کون سا آسمان سایہ کرے گا اور کون سی زمین اٹھائے گی؟

(تفسیر قرطبی ج ۱ ص۲۹ مقدمہ اصول تفسیر ص۳۰ ابن تیمیہ حرانی تفسیر کشاف ج ۳ ص۲۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص۵ تفسیر خازن ج ۴ ص۳۷۴ درمنثور ج ۶ ص۳۱۷ فتح الباری ج ۱۳ ص۲۳۰) شعبی نے روایت کی ہے کہ جب ان سے کلالہ کے معنی پوچھے گئے تو کہنے لگے۔ انی ساقول فیھا برائی فان یکن صوابا فمن اللہ وان یکن خطاء فمنی ومن الشیطان میں اس کے متعلق اپنی رائے سے اپنا قول پیش کروں گا۔ اگر وہ صحیح ہوا تو اللہ کی جانب سے ہوگا اور اگر غلط ہوگا تو میری اور شیطان کی طرف سے

(تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص۳۰ سنن بیہقی ج ۶ ص۲۲۳ کنز العمال ج ۶ ص۲۰ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص۲۶۰) سیوطی نے تاریخ الخلفاء ج ۱ ص۶۵ میں روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر سے سوال کیا ارأیت الزنا بالقدر؟ آپ کی کیا رائے ہے اگر کوئی زنا کرتا ہے تو کیا یہ قضا و قدر کی وجہ سے ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! قال فان اللہ قدرہ علی ثم یعذبنی وہ شخص کہنے لگا جب اللہ نے زنا کو میرے مقدر میں خود لکھ دیا ہے، تو مجھ کو عذاب کیوں کرے گا؟ خلیفہ نے جواب دیا نعم یا ابن اللخناء اما واللہ لو ان عندی انسان امرت ان یجاء انفک ہاں اے زانیہ کے بیٹے! اگر میرے پاس کوئی آدمی ہوتا تو میں اس کو حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کوٹ دے؟

تہذیب واخلاق کے بعض نادر نمونے!

ایک بار خلیفہ صاحب نے کسی معاملہ میں قسم کھاتے ہوئے فرمایا۔ والذی لا الہ الا ہو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم ما رددت جیشا (تاریخ الخلفاء ص۵۸ طبع مصر) "اگر ازواج نبیؐ کی ٹانگیں بھی کتے کھینچ کر لے جائیں تو تب بھی میں لشکر کو واپس نہیں کروں گا"

www.kitabmart.in

(۲) "ابوبکر صدیق نے جو اس مجلس میں حاضر تھے یہ بات سن کر عروہ کی تغلیظ کی یعنی گالی دی اور اہانت پہنچائی اس کے تئیں اور اس کے بتوں کے تئیں اور یہ گالی جو متعارف عوام عرب کے تھی دی۔" امصص بنظر اللات امصص صیغہ امر ہے۔ باب مص یمص سے مصدر اس کا مص بمعنی مکیدن دودھ پینا۔ چوسنا اور لبظر اسے کہتے ہیں جو چھیچھڑا عورت کے ختنہ کرنے کے بعد فرج میں باقی رہتا ہے" (مدارج النبوۃ اردو ترجمہ مدارج النبوۃ ج ۲ صہ ۲۲۴ طبع نولکشور لکھنؤ) لغات الحدیث عربی اردو مؤلفہ علامہ وحید الزمان ج ۱ صہ ۵ طبع کراچی میں لکھا ہے "امصص بظر اللات (یہ ابوبکر صدیق نے عروہ بن مسعود ثقفی سے کہا) جا لات کا ٹنہ چوس (اس کو بوسہ دے اس کو پوج") واہ رے اخلاقِ خلافت مآب۔

ع
کافر بھی شرما جائے ہے اس سے

شیطانی تسلط و غلبہ مسندِ اقتدار پر متمکن ہونے کے بعد خلیفہ صاحب نے جو پہلا خطبہ دیا اس میں فرمایا، ان لی شیطانا یعتریني فاذا اصعفت فسددوني۔ میرا ایک شیطان ہے جو بعض اوقات مجھ پر غالب آجاتا ہے لہٰذا جب میں راہِ راست سے بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا (الامامۃ والسیاستہ صہ ۱۶ طبع مصر) اہلِ عقل و دانش کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ ؎

آں خویشتن گم است کرا رہبری کند؟

SIBTAIN.COM

(۲) خلیفۂ دوم

سوادِ اعظم کے نزدیک آنحضرت صلعم کے دوسرے خلیفہ بنی عدی کے چشم و چراغ ہیں۔

ذریعۂ معاش زمانۂ جاہلیت میں آپ وادیٔ ضجنان میں بعض قبائل عرب کے اونٹ چرایا کرتے تھے (لسان العرب ج ۱ صہ ۱۱۲ تاج العروس ج ۹ صہ ۲۶۲ طبری ج ۴ صہ ۲۹ تاریخ ابی الفداء ج ۱ صہ ۱۶۵) اور لبا اوقات اپنے باپ خطاب کے ہمراہ ایندھن اکٹھا کر کے فروخت کرتے تھے اور اسی پر گزر اوقات تھی۔ (العقد الفرید ج ۱ صہ ۹۱ فائق زمخشری صہ ۲۸)

علمی قابلیت کے نادر نمونے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں آپ کا کوئی ایسا کارنامہ نہیں ملتا۔ جو قابلِ ذکر ہو۔ اس سلسلہ میں محققین اہلِ سنت کی تصریحات موجود ہیں جن میں سے بطور نمونہ مشتے از خروارے چند چیزیں نقل کی جاتی ہیں۔

مسند امام احمد ج ۴ صہ ۳۱۹ سنن ابوداؤد ج ۱ صہ ۵۳ سنن نسائی ج ۱ صہ ۶۰ میں مروی ہے۔ اتاہ

www.kitabmart.in

رجل فقال یا امیر المومنین انما نمکث الشهر او شهرین و لا نجد الماء؟ فقال عمر اما انا فلم اکن لا صلی حتیٰ اجد الماء ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ امیر المومنین! ہم صحرائے عرب میں بعض اوقات ایک ایک دو دو مہینے تک غسل کے لئے پانی نہیں پاتے ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا جب تک کہ پانی نہ مل جائے۔ حالانکہ سورہ مائدہ آیت نمبر ۶ میں ایسی حالت کے لئے واضح طور پہ تیمم کا حکم موجود ہے۔

(۲) انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عمر سے آیت مبارکہ فانبتنا فیها حبًّا و عنبًا و قضبًا و زیتونًا و نخلًا و حدائق غلبًا و فاکهة و ابًّا میں "ابًّا" کے معنی پوچھے تو آپ نے جواب دیا۔ هذا لعمر الله التکلف فخذوا ایها الناس ما بین لکم فاعملوا به و مالم تعرفوا فکلوه الی ربه بخدا ایسے سوالات کرنا تکلف ہے اے لوگو۔ جو کچھ تمہارے لئے واضح کر دیا گیا ہے، اس پر عمل کرو اور جس کو تم نہیں جانتے اسے اپنے رب کے سپرد کر دو۔ (تفسیر ابن جریر ج ۳۰ صـ ۳۸ مستدرک حاکم ج ۲ صـ ۵۱۴ نہایۃ ابن اثیر ج ۱ صـ ۱۰ تفسیر ابن کثیر ج ۴ صـ ۴۷۳ تفسیر خازن ج ۴ صـ ۳۷۴ درمنثور سیوطی ج ۶ صـ ۳۱۷)

(۳) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب سے کلالۃ کے معنی پوچھے تو انہوں نے کہا واللہ لان اعلمها احب الی من ان یکون لی ما علی الارض من شیئ بخدا اگر میں اس کو جانتا ہوتا، تو یہ میرے لئے اس بات سے زیادہ عزیز تھا کہ تمام روئے زمین کی اشیاء مجھ کو مل جاتیں (کنز العمال ج ۶ صـ ۲۰ تفسیر درمنثور ج ۲ صـ ۲۵۱)

(۴) آپ نے احادیث کی نقل اور روایت کا سلسلہ بند کر دیا تھا، اور ابوہریرہ سے کہا "لتترکن الحدیث عن رسول اللہ او لا لحقنك بارض دوس" احادیث رسولؐ کا بیان کرنا چھوڑ دو ورنہ میں تم کو قبیلۂ دوس کی زمین کی طرف بھیج دوں گا جو ابوہریرہ کا اصلی وطن تھا اور وہیں ان کی قوم آباد تھی۔ (کنز العمال ج ۵ صـ ۲۳۹)

ایک روایت میں ہے کہ ان عمر حبس ابن مسعود و ابا الدرداء و ابا مسعود الانصاری فقال قد اکثرتم الحدیث فحبسهم بالمدینۃ۔ ایک مرتبہ عمر نے ابن مسعود، ابوالدرداء اور ابومسعود انصاری کو مدینہ میں قید کر دیا اور کہا تم آنحضرتؐ کی احادیث کو زیادہ بیان کیا کرتے ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ صـ ۷ مجمع الزوائد ج ۱ صـ ۱۴۹)

تفسیر قرطبی ج ۱ صـ ۳۴ میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ تعلم عمر سورۃ البقرۃ

www.kitabmart.in

فی اثنتی عشرۃ سنۃ فلما ختمہا نحر جزورا حضرت عمر نے ۱۲ سال میں سورہ بقرہ پڑھی۔ اور جب اس کو ختم کیا، تو خوشی میں، اونٹ کا بچہ ذبح کیا۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ فتح مدائن کے بعد ایک شخص عمر کے پاس آیا۔ اور کہا لما فتحنا المدائن اصبت کتابا فیہا کلام معجب۔ جب ہم نے مدائن فتح کیا تو مجھ کو چند کتابیں ملی ہیں جن میں بڑا تعجب خیز کلام ہے عمر نے کہا امن کتاب اللہ کیا وہ قرآن میں سے ہے۔ قال لا۔ اس نے کہا نہیں فدعی بالدرۃ فجعل یضربہ پس عمر نے تازیانہ منگا کر اس کو مارنا شروع کر دیا۔ تاریخ عمر صـ ۱۰۷ کنز العمال ج ۱ صـ ۹۵) واہ رے۔ قدر دانی علم؟

اخلاق وعادات

آپ کی درشت خوئی اور غلظتِ طبعی ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہے آپ نہایت ہی درشت خو تیز طبع اور غصہ ور آدمی تھے (ملل ونحل شہرستانی ج ۱ صـ ۱۸ طبع جدید مصری)

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوگیا۔ فبکت النساء فجعل عمر یضربہن بسوط۔ فاخذ رسول اللہ یدہ وقال مہلاً یا عمر دعہن یبکین (مسند احمد ج ۱ صـ ۲۳۷ مستدرک ج ۳ صـ ۱۹۱) تو عورتیں رونے لگیں۔ عمر نے تازیانہ لے کر ان کو مارنا شروع کر دیا۔ آنحضرتؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے عمر! چھوڑو ان کو رونے دو"

امام شوکانی نے نیل الاوطار ج ۸ صـ ۲۶۹ میں غناء کے بیان میں لکھا ہے قد روی الغناء وسماعہ عن جماعۃ من الصحابۃ والتابعین فمن الصحابۃ عمر گانا بجانا اور اس کا سماع صحابہ وتابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ صحابہ میں سے حضرت عمر ہیں۔

کنز العمال ج ۷ صـ ۳۳۵ میں ہے ان عمر کان فی مسیر فتغنی وقال ہلا زجرتمونی ذا لغوت۔ ایک دفعہ حضرت عمر نے راستہ میں گانا شروع کر دیا۔ (اور ساتھیوں سے) کہا جب میں فضول اور لغو گانا گاتا ہوں تو تم مجھ کو ٹوکتے کیوں نہیں ہو؟ آپ کے ہاتھ میں ہر وقت تازیانہ ہوا کرتا تھا اور بہت کم صحابہ آپ کے تازیانہ کی ضرب سے محفوظ رہتے اور آپ کہا کرتے تھے۔ اصبحت اضرب الناس لیس فوقی احد الا رب العالمین (الخلفاء ج ۱ صـ ۱۱۳ صـ ۲۳۹ الفجار تاریخ خضری ج ۲ صـ ۱۵) "میں نے لوگوں کو مارنا شروع کر دیا ہے اور سوائے رب العالمین کے کوئی مجھ پر حاکم نہیں بنتے؟

www.kitabmart.in

شک فی النبوۃ واقعہ صلح حدیبیہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح کی تو حضرت عمر بہت ناراض ہوئے اور آنحضرتؐ سے آکر پوچھا السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی فقال فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں۔ اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں سچا نبی ہوں تو عمر نے کہا پھر ہم دین میں اتنی کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہی میرا مددگار ہے اس کے بعد وہ کہا کرتے تھے واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ جب سے اسلام لایا ہوں۔ میں نے کبھی شک نہیں کیا مگر صلح حدیبیہ کے دن (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۷ درمنثور ج ۶ ص ۷۷ تاریخ احمدی ص ۵۶ الفاروق ص ۳۸ طبع لاہور۔

اولیاتِ عمر سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۱۳۶، ۱۳۷ طبع مصر میں لکھا ہے۔
(۱) سب سے پہلے انہوں نے لقب امیر المومنین اختیار کیا۔
(۲) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ماہ رمضان کی تراویح کو رواج دیا۔
(۳) یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے متعہ کو حرام قرار دیا۔
(۴) یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے کنیزیں فروخت کرنے سے منع کیا۔
(۵) یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو نماز جنازہ کی چار تکبیریں پڑھنے پر آمادہ کیا۔
(۶) یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مواریث میں عول کا مسئلہ ایجاد کیا۔
(۷) یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں پر زکوٰۃ عائد کی۔

شبلی نعمانی نے الفاروق ص ۲۹۰ طبع لاہور میں ذیل۔ اولیات کا بھی اضافہ کیا ہے۔
(۸) پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
(۹) فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا۔
(۱۰) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

(۳) خلیفہ سوم

اسلام وایمان خصائص کبریٰ سیوطی ج ا صت ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان عورتوں کے بڑے شائق تھے چنانچہ وہ ایک مسلمان عورت کے ساتھ عقد کرنے کے شوق میں اسلام لائے ؛ حضرت عائشہ ان کو نعثل یہودی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہا کرتی تھیں۔ اقتلوا نعثلاً فقد فجر۔ اس نعثل کو قتل کر دو کہ وہ فاجر ہو گیا ہے ؛ (الامامۃ والسیاستہ ج ۱ صت ۵۲)

روضۃ الاحباب ج ۳ صت ۱۲ پر "فجر" کی بجائے "کفر" موجود ہے۔ جناب ابوذرؓ کو کلمہ حق کہنے کی پاداش میں جلاوطن کر دیا۔ اور جناب عمار بن یاسر کو اس قدر پٹیا اور پٹوایا کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور ان کو فتق کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ (مروج الذہب برحاشیہ کامل ج ۵ صت ۱۵۹) حتیٰ کہ اصحاب نے ان کے غلط کارناموں کی وجہ سے ان کو قتل کر دیا ؛

مداخلت فی الدین آنحضرت اور جناب ابوبکر و عمر۔ مقام منیٰ میں ہمیشہ نماز قصر ادا کرتے تھے مگر عثمان نے اپنے دور میں پوری پڑھنا اور پڑھانا شروع کر دی۔ ابن حزم نے کتاب محلیٰ ج ۴ صت ۲۷۰ میں روایت کی ہے اعتل عثمان وهو بمنیٰ فاتی علی فقیل له صل بالناس فقال ان شئتم صليت لكم صلوة رسول الله بمنی ركعتين قالوا لا الا صلوة امير المومنين يعنون عثمان اربعاً فابیٰ۔ ایک دفعہ عثمان مقام منیٰ میں بیمار ہو گئے۔ تو علی علیہ السلام آئے لوگوں نے کہا آپ جماعت کرائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو آنحضرت والی نماز پڑھاؤں گا۔ لوگوں نے کہا نہیں امیر المومنین عثمان والی چار رکعت نماز پڑھائیں آپ نے انکار کر دیا۔ طبری نے روایت کی ہے کہ عثمان کے اس فعل پر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اعتراض کیا اور کہا والله ما حدث امر ولا قدم عهد ولا عهدت نبيك يصلي ركعتين ثم ابا بكر ثم عمر وانت صدراً من ولايتك فما ادري ما ترجع اليه فقال رأي رأيته "نہ کوئی امر حادث ہوا ہے اور نہ زیادہ وقت گزرا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں دو رکعت ہی پڑھی۔ پھر ابوبکر و عمر نے بھی دو رکعت ہی پڑھی۔ اور تم نے بھی اپنے ابتدائی دورِ خلافت میں دو رکعت ہی پڑھی۔ پھر چار رکعت پڑھنا شروع کر دیں۔ نہ معلوم تیرے اس فتویٰ کا مدرک کیا ہے ؟ عثمان نے کہا بس یہ میری ذاتی رائے ہے !

SIBTAIN.COM

حالانکہ سفر میں قصرِ نماز پڑھنے کے متعلق قرآن کی نص صریح موجود ہے اور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اور اسی پر عمل ہے مگر خلیفہ نے محض اپنی ذاتی رائے وقیاس سے شرعِ نبویؐ میں ترمیم کر دی جس کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

www.kitabmart.in

عمل و کردار

بلاذری نے انساب الاشراف ج ۵ صـ۳۲ میں لکھا ہے۔ کہ عثمان کے حاکم ولید بن عقبہ نے شراب پی کر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور لوگوں نے آکر عثمان کے پاس شکایت کی تو انہوں نے ان کو ڈانٹا اور دھمکی دی۔ مگر ولید کو اس کے فعلِ بد کی کوئی سزا نہ دی تو عائشہ نے کہا۔ ان عثمان ابطل الحدود و توعد الشہود عثمان نے حدودِ شرعیہ کو باطل کر دیا ہے اور گواہوں کو دھمکیاں دیتا ہے۔

کنبہ پروری

مورخ ابوالفداء نے اپنی تاریخ جلد ۱ صـ۱۶۸ میں لکھا ہے مما نقم الناس علی عثمان۔ ہبتہ فدک لمروان وھی صدقۃ رسول اللہ لوگوں نے عثمان پر یہ بھی اعتراض کیا کہ اس نے فدک مروان بن حکم کو دے دیا۔ جو کہ آنحضرتؐ کا صدقہ تھا۔ مگر افسوس جناب سیدہؑ کو نہ مل سکا۔ اور اسی وجہ سے ان لوگوں پر ناراض ہو کر وفات پا گئیں۔ ابن قتیبہ نے المعارف صـ۸۴ اور یافعی نے مرآۃ الجنان ج ۱ صـ۸۵ میں لکھا ہے۔ اٰمنہ آوٰی طرید رسول اللہ و لم یوٰہ ابوبکر و عمر و اعطاہ الفاً عثمان نے آنحضرتؐ کے راندہؐ بارگاہ حکم بن عاص کو پناہ دی جس کو ابوبکر و عمر نے بھی پناہ نہ دی تھی اور ہزار درہم یا دینار بھی عطا کئے۔

علم و فضل

ان کا علمی مقام ان کے صاحبین سے بھی گیا گزرا تھا جس کی وجہ سے اکثر غلط فیصلے صادر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ازالۃ الخفار ج ۲ صـ۱۳۱ پر لکھا ہے۔ کہ ایک عورت نے شادی کے چھٹے ماہ بعد بچہ جنا۔ عثمان نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ان کو ٹوکا۔ اور آیتِ مبارکہ حملہ و فصالہ ثلاثون شہراً پڑھ کر ثابت کیا کہ اقل مدتِ حمل چھ ماہ ہے۔ عثمان نے حکم واپس لے لیا مگر اس وقت پانی سر سے اونچا ہو چکا تھا۔ یعنی وہ عورت سنگسار ہو چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کتاب ظفر مبین صـ۵۲ میں ہے کہ حضرت عمر و عثمان کو مسئلہ تمتع معلوم نہ تھا۔ کہ جس عورت کا شوہر مر جائے اسے اس کے گھر میں عدت گزارنی چاہیئے اور استیعاب برحاشیہ اصابہ ج ۳ صـ۳۹ بذیل ترجمہ علیؑ لکھا ہے کہ حضرت عثمان کہا کرتے تھے۔ لولا ابن عباس لہلک عثمان اگر ابن عباس نہ ہوتے تو عثمان ہلاک ہو جاتے۔ حالانکہ ابن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے ادنیٰ شاگرد ہیں۔

www.kitabmart.in

مگر ایں ہمہ برادرانِ اسلام عثمان کو حضرت علیؑ سے بھی بلند مقام دیتے ہیں ۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۴) حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ

سوادِ اعظم کے گمان کے مطابق آنحضرتؐ کے چوتھے خلیفۂ راشد امیر المومنین علی علیہ السّلام ہیں۔ چونکہ ان کے حالات گرامی ائمہ اہل بیتؑ میں لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں تکرار کی ضرورت نہیں ہے ۔

معاویہ ابن ابوسفیان

یہ مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ ہیں خاندانِ بنی امیہ کے مہرو ماہ ہیں۔ حضرت عمر نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں ان کو شام کا گورنر بنایا تھا۔ پھر حضرت عثمان نے ان کو اپنے دورِ اقتدار میں اس عہدہ پر بحال رکھا۔ جب حضرت امیر علیہ السلام کو ظاہری خلافت ملی تو آنجنابؑ نے اس کی شرعی نااہلی کی بناء پر اس کی معزولی کے احکام صادر فرمائے مگر معاویہ نے حکم معطل کرتے ہوئے عَلَم بغاوت بلند کر دیا اور پھر جو کچھ ہوا وہ عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے ۔

عادات و مہلکات

حسن بصری کہا کرتے تھے کہ معاویہ میں چار خصلتیں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے اس کے اندر کوئی ایک بھی ہوتی تو وہ اس کی ابدی ہلاکت کے لئے کافی تھی۔ (۱) اس نے اُمتِ محمدیہ پر تلوار کھینچی تاکہ افاضل صحابہ کی موجودگی میں بلامشورہ خلافت پر قابض ہو جائے (۲) اپنے شراب نوش بیٹے کو خلیفہ بنایا جو کہ ریشمی لباس پہنتا تھا۔ اور سارنگی و طنبور بجاتا تھا۔ (۳) زیاد کو اپنا بھائی بنایا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ لڑکا صاحبِ فراش کا ہوتا ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر ہے

(۴) اس نے حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کو شہید کرایا جن کا خون معاویہ کی گردن میں زبردست وبال ہے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۳۸۱ وغیرہ)

طبری نے اپنی تاریخ ج ۶ ص ۶۰ میں لکھا ہے۔ کہ جب عائشہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر ملی تو وہ بیزار ہوئیں۔ ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو بن عاص پر بددعا کرتی تھیں ۔

www.kitabmart.in

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہے اما معاویۃ فکان فاسقاً مشہوراً بقلۃ الدین والانحراف عن الاسلام معاویہ قلت دین اور اسلام سے انحراف کی وجہ سے فاسق تھا۔ ابن قیمہ حنفی نے روضۃ المناظر ص ۱۳۲ برحاشیہ کامل ج ۱۱ میں کہا ہے۔ معاویہ اور اس کے عمال علانیہ طور پر علی علیہ السلام پر سب و شتم کرتے تھے آٹھ صحابہ کرام نے سب علی کا معارضہ کیا تو معاویہ نے سب کو مقام برج عذراء میں قتل کرا دیا۔ امام شافعی کا قول ہے ان اربعۃ من الصحابۃ لا تقبل لہم شہادۃ معاویۃ و عمرو بن العاص و مغیرہ و زیاد۔ چار صحابہ کی گواہی قابلِ قبول نہیں معاویہ عمرو ابن عاص، مغیرہ اور زیاد۔

امام حسن کو ان کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کے ذریعے زہر دلایا (نصائح کافیہ ص ۶، شواہد النبوۃ ص ۱۳۵ روضۃ الصفا ج ۳ ص ۶ وغیرہ) اور جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی اس کو خبر ملی تو اس نے مسرت و شادمانی کا اظہار کیا (تاریخ ابو الفداء ص ۲۲۵ روضۃ الصفا ج ۳ ص ۶ انوار اللغۃ پ ۱۵ ص ۸۶ وغیرہ)

تاریخ طبری ج ۱۱ ص ۳۵۷ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ یطلع من ھذا الفج رجل من امتی یحشر علی غیر ملتی فطلع معاویۃ اس گھاٹی سے میری امت کا ایک ایسا مرد نمودار ہوگا۔ جو کہ بروز قیامت میرے دین کے علاوہ کسی دوسرے دین پر محشور ہوگا پس اچانک معاویہ برآمد ہوا۔

تاریخ طبری ص ۳۵۷ اور کتاب صفین ص ۱۲۲ میں آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ ان معاویۃ فی تابوت فی النار اسفل درک منھا ینادی یا حنان یا منان الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین معاویہ جہنم کے نچلے طبقے میں آگ کے ایک تابوت میں ہوگا۔ اور آواز دے گا اے خدائے مہربان و رحمان مجھے بخش دے۔ آواز قدرت آئے گی اب توبہ کر رہا ہے۔ حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا۔

تاریخ خطیب ج ۱۲ ص ۱۸۱ طبع بیروت کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق ص ۱ طبع مصر میں عبد اللہ بن ابو سعید خدری وغیرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اذا رائیتم معاویۃ علی منبری فاقتلوہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔ حضرت امیر علیہ السلام معاویہ کے نام مراسلہ ایک خط میں اسے لکھتے ہیں۔ و دخلت انت فی الاسلام کرھاً و خرجت منہ طوعاً اے معاویہ! تو اسلام میں داخل تو بحالت مجبوری ہوا تھا۔ مگر اس سے نکل کر حالت اختیاری میں گیا! (نہج البلاغہ ص طبع مصر) آپ کے اس فرمان واجب الاذعان سے واضح و عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ

www.kitabmart.in

معاویہ کو مسلمان نہیں جانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ الحق مع علی وعلی مع الحق۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

عمل وکردار

مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۷ میں عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے۔ دخلت انا وابی علی معاویۃ، فاجلسنا علی الفرش ثم اوتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا بالشراب فشرب معاویۃ ثم ناول ابی فقال ماشربتہ منذ حرمہ رسول اللہ میں اور میرا باپ ایک دفعہ معاویہ کے پاس گئے تو اس نے ہم کو فرش پر بٹھایا پھر ہمارے پاس کھانا لایا گیا، اور ہم نے کھایا پھر شراب لائی گئی تو معاویہ نے پی لی اور پھر میرے باپ کو دی تو اس نے کہا کہ جب سے آنحضرتؐ نے اس کو حرام کیا ہے میں نے کبھی نہیں پی!

ابن عساکر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے۔ غزا عبدالرحمان بن سہل الانصاری فی زمن عثمان و معاویۃ امیر علی الشام فمرت بہ روایا خمر لمعاویۃ فقام الیھا برمحہ فبقر کل راویۃ منھا الخ الاصابہ ج ۲ ص ۴۰۱ اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۹۹ عبدالرحمان بن سہل عثمان کے زمانہ میں ایک جنگ میں گیا جب کہ معاویہ امیر شام تھا۔ پس عبدالرحمٰن کے پاس سے شراب کی مشکیں گزریں جو معاویہ کے لئے شام لے جائی جا رہی تھیں، یہ اٹھا اور اس نے نیزہ سے ہر ایک کو پھاڑ دیا۔

نصب الرایۃ ج ۴ ص ۲۹۸ میں آنحضرتؐ سے مروی ہے شارب الخمر کعابد وثن شراب پینے والا والا بت پرست کی مانند ہے۔

ثلاثۃ حرم اللہ علیھم الجنۃ۔ مدمن الخمر والعاق والدیوث (ترغیب ج ۴ ص ۱۰۲) تین شخصوں پر جنت حرام ہے شراب نوش، عاق اور بے غیرت۔

ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں ان معاویۃ کھف المنافقین معاویہ منافقین کی آماج گاہ و جائے پناہ ہے شرح ابن ابی حدید ج ۲ ص ۲۸۱ ایک مقام پر امیر المومنینؑ فرماتے ہیں۔ ان معاویۃ کالشیطٰن الرجیم یاتی المؤمن من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ فاحذروہ ثم فاحذروہ شرح ابن ابی حدید ج ۴ ص ۶۸ معاویہ راندہ درگاہ شیطان کی طرح ہے جو انسان کے لئے دائیں بائیں آگے پیچھے سے آجاتا ہے اس سے ڈرو، ڈرو، ڈرو۔

فضائل معاویہ کی احادیث

تمام حفاظِ حدیث اور نقادِ فن کا اس امر پر اتفاق ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی فضیلت کے متعلق آنحضرتؐ کی ایک صحیح السند حدیث بھی موجود نہیں ہے۔ معاویہ پرست جس قدر روایات اس کی شان میں بیان کرتے ہیں وہ تمام

www.kitabmart.in

محققین ائمہ اہلِ سنت کے نزدیک موضوع و مجعول ہیں۔ ہزاروں حدیثیں معاویہ کے فضائل میں وضع کی گئیں چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حافظ ابن تیمیہ حرانی لکھتے ہیں: "وطائفة وضعوا لمعاویة فضائل ورووا احادیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذالک کلہا کذب"۔ "ایک گروہ نے معاویہ کے لئے فضائل وضع کئے اور پھر اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں روایت کیں جو سب کی سب جھوٹی ہیں" (منہاج السنة جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ طبع بولاق مصر) شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بڑے واضح الفاظ میں محدثین اہل سنت کا نقطۂ نظر بیان کیا ہے: "گفتہ اند محدثین کہ ثابت نشدہ است در فضل معاویہ حدیثے" "محدثین نے کہا ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں کوئی ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہے" (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ... طبع نول کشور، اشعة اللمعات جلد ... طبع لکھنؤ) اسی طرح امام محدث حاکم نیشاپوری کا ارشاد ہے: لا یصح فی فضل معاویة حدیث "معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے" (النصائح الکافیہ صفحہ ۱۶۳ طبع بمبئی) اور خاتمۃ الحفاظ محمد بن علی شوکانی اپنی کتاب الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة صفحہ ۱۳۰ طبع ... میں تصریح فرماتے ہیں: "لا یصح فی فضل معاویة حدیث" کہ معاویہ کی فضیلت میں ایک حدیث بھی صحیح موجود نہیں۔ کذا فی سفر السعادة للفیروز آبادی صفحہ ۱۴۳، طبع حلب، منہاج السنة جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ طبع مصر، اللآلی المصنوعة للسیوطی ج ۱، صفحہ ۴۲۴ طبع مصر۔"

... سے منزہ ہے۔ لم یصح فی فضل معاویة حدیث الا ما اشبع اللہ بطنہ یعنی سوائے حدیث لا اشبع اللہ بطنہ (خدا اس کا پیٹ نہ بھرے) کے اور کوئی حدیث صحیح فضیلت معاویہ میں وارد نہیں ہے۔ اس حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ ایک بار آنحضرتؐ نے معاویہ کو بلانے کے لیے کوئی آدمی بھیجا۔ معاویہ کھانا کھانے میں مشغول تھا۔ کہا کھانا کھا کر آتا ہوں۔ جب کافی دیر ہو گئی اور وہ نہ پہنچا تو آنحضورؐ نے دوبارہ آدمی بھیجا۔ ادھر سے وہی جواب ملا کھانا کھا کر حاضر ہوتا ہوں۔ حتیٰ کہ سہ بارہ یہی سوال و جواب ہوا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے بد دعا کے طور پر فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ۔ خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ (بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز صفحہ ۱۸۹)۔

آنحضرتؐ کی دعائے بد کا اثر

آنحضرتؐ کی اس بد دعا کا کیا اثر ہوا؟ وہ علامہ وحید الزمان کے بیان کے مطابق خود معاویہ کی زبانی سنیئے۔

"کہتے ہیں ان کے دسترخوان پہ سو طرح کے کھانے رکھے جاتے تھے اور وہ کھاتے کھاتے آخر میں کہتے پیٹ تو بھرا نہیں لیکن منہ تھک گیا۔ یہ اثر تھا اس دعا کا جو آنحضرتؐ نے ان کو دی تھی۔ لا اشبع اللہ بطنہ، اس کا پیٹ نہ بھرے" (انوار اللغة پ ۲ صفحہ ۶۸ طبع بنگلور)

ھذی المناقب لا قعبان من لبن شیبا بماء فصارا بعد ابوالا

انہی فضائل و مناقب کے بل بوتے پر اہلِ جماعت ان کو برادر سید المرسلین، یعسوب الدین، امام المتقین، ابو الائمہ الطاہرینؑ باب مدینۂ علم نبی حضرت علیؑ کے بالمقابل پیش کر کے افضلیت کی بحث میں پڑتے ہیں کہ علیؑ افضل تھے یا معاویہ؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی بنا پر تو حضرت امیر علیہ السلام مسلمانوں کی ... روش و رفتار کا شکوہ و شکایت کرتے ہوئے

www.kitabmart.in

فرمایا کرتے تھے۔ انزلنی الدھر ثم انزلنی حتیٰ قیل علی و معاویۃ مجھے اس قدر گرانے کی کوشش کی گئی کہ میرا تقابل معاویہ کے ساتھ ہونے لگا؛

جناب امیرؑ کا حلفیہ بیان جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے، قسم خدا کی میری محبت اور معاویہ کی محبت دونوں مومن کے دل میں جمع نہ ہوں گی۔

(انوار المغضب ۱۲۵ ص ۲۱)

(۶) یزید بن معاویہ

یہ شخص ہماری اسلامی برادری کا چھٹا خلیفہ ہے جیسا کہ ابھی اوپر اس کے متعلق حوالہ جات پیش کئے جاچکے ہیں۔ یزید کا فسق و فجور بلکہ کفر و شرک کچھ ڈھکا چھپا نہیں ہے کہ اس کی وضاحت کی ضرورت ہو۔ ہم نے اپنی زیر تالیف کتاب سعادۃ الدارین فی مقتل الحسین[1] میں قدرے تفصیل سے اس کے اقوال قبیحہ و افعال شنیعہ پر تبصرہ کردیا ہے۔ یہاں صرف اس کے بعض اعمال موبقہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قطع نظر اس کے دیگر اعمال ناشدنیہ کے قتل حسینؑ کا ارتکاب ہی اس کی ابدی ہلاکت و تباہی کے لئے کافی ہے اسی بناء پر علامہ تفتازانی نے شرح العقائد النسفیہ ص۱۱۱ طبع دہلی میں صاف صاف لکھ دیا ہے۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسینؑ و استبشارہ بذلک و اھانتہ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ و ان کان تفاصیلہ احادا فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ و علی انصارہ و اعوانہ۔ "حق یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا اور اس کا اہلبیت نبوت کی اہانت کرنے پر تواتر معنوی ہے اگرچہ اس کی تفصیلات بطریق احاد ہیں۔ ہمیں اس کے بے ایمان ہونے میں کوئی شک نہیں ہے خدا اس پر اور اس کے انصار و اعوان پر لعنت کرے۔"

یزید کا کردار عبداللہ بن حنظلہ صحابی کہتا ہے واللہ ماخرجنا علی یزید حتیٰ خفنا ان نرمیٰ بالحجارۃ من السماء ان رجلاً ینکح امہات الاولاد و البنات والاخوات

---

[1] اس کتاب مستطاب کا پہلا ایڈیشن شائع ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل چکا ہے۔ اب دوسری اشاعت کی کوشش جاری ہے خدا توفیق دے۔ (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

ویشرب الخمر و یدع الصلوٰۃ (تاریخ الخلفاء ص۲۰۹ طبع مصر جدید) خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت تک خروج نہیں کیا جب تک کہ ہمیں یہ خوف دامنگیر نہیں ہوا کہ اب ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسیں کیونکہ وہ ایسا شخص ہے جو سوتیلی ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے زنا کرتا ہے شراب پیتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا: تاریخ دفاء الوفاء ج ۱ ص۹۵ میں ہے کہ اہل مدینہ نے یزید کی طرف اس کے اعمال کا جائزہ لینے کے لئے جو وفد بھیجا تھا۔ اس نے آکر بتایا قدمنا من عند رجل لیس لہ دین یشرب الخمر و یعزف بالطنابیر و یلعب بالکلاب، ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور وہ شراب پیتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے اور طنبور و سارنگی بجایا کرتا ہے۔ ایں ہمہ حاشیہ شرح عقائد نسفی ص۱۱۱ طبع نولکشور میں ابو شکور سلمی صاحب کتاب التمہید سے مروی ہے " فاما یزید بن معاویہ قال بعض الناس بان خلافتہ کانت باستخلاف معاویہ وتبعہ المسلمون من الصحابۃ وغیرھم فمن طریق القیاس اطاعتہ کانت واجبۃ علی الحسین و جمیع المسلمین۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یزید کی خلافت معاویہ کے خلیفہ بنانے اور باقی مسلمانوں کے متابعت کرنے کی وجہ سے تھی جن میں صحابہ کے علاوہ اور لوگ بھی شامل تھے لہٰذا قانونِ قیاس کے اعتبار سے یزید کی اطاعت امام حسینؑ اور دیگر تمام مسلمانوں پر واجب تھی: لاحول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔

SIBTAIN.COM

(۷) عبد الملک بن مروان

برادرانِ اسلامی کا یہ ساتواں خلیفہ ہے۔ تاریخ الخلفاء ص۲۱۴ طبع جدید میں ہے کان عبد الملک ابخر الفم وانہ ولد لستۃ اشھر عبد الملک کے منہ سے بدبو آتی تھی اور وہ چھ ماہ کا پیدا ہوا؛ حیاۃ الحیوان ج ۱ ص۹۵ اور تاریخ الخلفاء ص۲۱۴ میں ہے جاءتہ الخلافۃ و ھو یقرا فی المصحف فطبقہ وقال ھذا فراق بینی و بینک۔ جب اس کو خلافت کی بشارت ملی تو وہ اس وقت قرآن پڑھ رہا تھا۔ فوراً قرآن بند کر دیا اور کہا آج سے تیری اور میری جدائی ہے۔ اس نے حجاج بن یوسف جیسے ظالم و سفاک کو مدینہ کا گورنر بنایا جب یہ ملعون مدینہ سے نکلا تو کہنے لگا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو ایسے شہر سے نکالا جو فتنہ و فساد کی بنیاد ہے اور وہاں کے باشندے بڑے خبیث لوگ ہیں: معاذ اللہ، ایک دفعہ اس نے لوگوں کو روضہ رسولؐ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو کہا ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہو یہ کیوں بوسیدہ ہڈیوں کا طواف کرتے ہیں اور امیر المومنین عبد الملک کے محل کا طواف نہیں کرتے۔ (تاریخ احمدی ص۳۴۰/۳۳۹ حیوۃ الحیوان ج ۱ ص۲۱ میں ہے کہ شریح قاضی سے پوچھا گیا۔ اکان مومنا قال نعم مومنا بالطاغوت و کافراً باللہ۔ کیا حجاج مومن تھا،

www.kitabmart.in

اس نے کہا ہاں طاغوت (شیطان) پر ایمان لانے اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا تھا! مورخین نے لکھا ہے کہ اس سفاک و سرکش نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کرائے اور جب واصل جہنم ہوا تو اسی ہزار آدمی قید خانہ میں موجود تھے؟ ظاہر ہے کہ اس تمام ظلم و عدوان کی ذمہ داری عبدالملک بن مروان پر عائد ہوتی ہے۔ ایسے ظالم لوگوں کو امت پر مسلط کرنا مفادِ امت سے غداری ہے۔ چنانچہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۵ میں ہے عبدالملک بن مروان اسلام میں پہلا غدار حاکم ہے جس نے امر بالمعروف سے منع کیا۔

(۸) ولید بن عبدالملک

تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۳ میں ہے کان الولید لحانا قال علی منبر المسجد النبوی یا اھلُ المدینۃ۔ یعنی ولید بولنے میں بڑی اعرابی غلطیاں کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن اس نے مسجد نبوی کے منبر پر کہا یا اھلُ المدینۃ۔ حالانکہ یہاں اہل کو بوجہ منادیٰ ہونے کے منصوب (زبر کے ساتھ پڑھنا تھا) اسی مقام پر ہے کان الولید جبارً ظالماً۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۳ ولید بہت ہی جابر اور ظالم بادشاہ تھا۔ اس کے وقت میں حجاج ملعون کا ظلم و ستم اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اس نے سادات مدینہ کو ان کے مکانوں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ تو حسن اور فاطمہ بنت حسینؑ نے نکلنے سے انکار کر دیا اس نے حکم دیا کہ ان کا مکان گرا دیا جائے۔ لوگوں نے ان کا سامان لوٹ کر مکان ویران کر دیا اور مستورات نے مدینہ سے باہر قیام کیا۔ (تاریخ احمدی صفحہ ۲۴۶ بحوالہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

(۹) سلیمان بن عبدالملک

اس کے زمانہ میں بھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام پر سب و شتم ہوتی رہی اور اس نے اس کو بند نہ کرایا تاریخ احمدی صفحہ ۲۴۹ پر لکھا ہے یونس بن عبید کہتا ہے میں بنی امیہ کے زمانہ حکومت میں علیؑ کا نام بھی زبان پر نہ لا سکتا تھا۔ صفحہ ۲۵۰ سیوطی نے لکھا ہے کہ ان کے زمانہ میں اگر کسی کا نام علی رکھا جاتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا (تاریخ احمدی صفحہ ۲۵۱ بحوالہ تدریب الراوی سیوطی) یہ مشہور پرخور تھا ایک وقت ایک دسترخوان دستر انار، ایک گوسفند، چھ مرغیاں اور ایک ٹوکرا کشمش کھا گیا۔

(تاریخ الخلفاء)

www.kitabmart.in

(۱۰) یزید بن عبدالملک

تاریخ الخلفاء صـ۲۴۶ طبع مصر میں ہے لما ولی یزید قال سیروا بسیرة عمر بن عبدالعزیز فاتی باربعین شیخاً فشهدوا له ما علی الخلفاء حساب ولا عذاب. جب یزید ثانی خلافت ہوا تو اس نے کہا لوگو! تم عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر عمل کرو اس اثنا میں چالیس بوڑھے آدمی اس کے پاس لائے گئے جنہوں نے گواہی دی کہ خلفاء پر کوئی حساب وعذاب نہیں ہے ابن ماجشون کہتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے مرنے کے بعد یزید نے کہا. واللہ ما عمر باحوج الی اللہ منی فاقام اربعین یوماً یسیر بسیرة عمر ثم عدل عن ذلک. بخدا عمر بن عبدالعزیز مجھ سے زیادہ اللہ کا محتاج نہیں ہے. پھر چالیس روز تک عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر چلا اور اس کے بعد اس کی سیرت سے عدول وانحراف کر لیا. یعنی پھر ہر وہ کام کیا جو انسان خوف حساب وعذاب سے بالا ہو کر کر سکتا ہے.

عاقلاں را اشارتے کافیست

SIBTAIN.COM

(۱۱) ہشام بن عبدالملک

اس نے امام محمد باقرؑ کو زہر سے شہید کیا. مآثر باقریہ صـ۹ صواعق محرقہ صـ۱۲۰ اور نور الابصار صـ۱۲۸ بعد الدین صـ۲۵۵ میں امام محمد باقرؑ کا زہر سے شہید ہونا مروی ہے نیز اس نے جناب زید بن امام زین العابدینؑ کو شہید کرایا. جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں لکھا ہے. صواعق محرقہ صـ۱۲۰ میں حلیۃ الاولیاء وغیرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہشام حج کو گیا اور اس کو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کا بوسہ میسر نہ ہو سکا. امام زین العابدینؑ آئے تو لوگ ہٹ گئے لوگوں نے کہا یہ شخص کون ہے؟ ہشام نے کہا میں نہیں جانتا. یہ اس لئے کہتا تا کہ اہل شام آپ کی طرف راغب نہ ہوں پس فرزدق نے کہا میں جانتا ہوں اور ایک قصیدہ امام کی شان میں پیش کر دیا. ہشام نے اس جرم میں انکو مقام عسفان میں قید کر دیا. (صواعق صـ۱۲۰ تاریخ احمدی صـ۳۴۴)

عمر بن عبدالعزیز

تاریخ الخلفاء سیوطی (صـ۱۱ اور صواعق محرقہ صـ۱۹ طبع جدید میں اہل سنت کے جو بارہ خلفاء شمار کئے گئے ہیں ان میں عمر بن عبدالعزیز کو شامل نہیں کیا گیا. بلکہ بارھواں خلیفہ ولید بن یزید بن عبدالملک کو قرار

www.kitabmart.in

دیا ہے ابن البنہ تحریح خلفہ اکبر ص۳۰) اور تبشیر النبی ۴ از سلیمان ندوی (ج ۳ ص۲۸۲) کے بیان کے مطابق ان کا شمار بارہ خلفاء میں کیا گیا ہے ان کی خلافت کا دور عبدالملک بن مروان کے دو بیٹوں سلیمان اور یزید کے درمیان ہے اگرچہ کتب اہل سنت تو اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتی ہیں بلکہ ہماری کتب میں بھی بعض روایات میں وارد ہے کہ لکل قوم نجیب و نجیب بنی امیۃ عمر بن عبد العزیز (خصال صدوق) ہر قوم کا ایک شریف ہوتا ہے۔ بنی امیہ کا شریف عمر بن عبدالعزیز ہے سادات و مومنین کے ساتھ اس کے بعض احسانات کا ہم انکار نہیں کر سکتے۔ جیسے حضرت امیر المومنین پر سب و شتم کا بند کرانا۔ فدک کا بنی فاطمہ کو واپس کرنا وغیرہ مگر عقیدۃً اس کا ائمہ اہل بیت کی امامت کا منکر ہونا اور عملاً ائمہ اطہار کی موجودگی میں اپنی امامت وخلافت کا نہ صرف ادعا بلکہ مسند خلافت پر بیٹھنا بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے فتأمل جیداً۔

(۱۲) ولید بن یزید بن عبدالملک

تاریخ خلفاء اور صواعق محرقہ کے بیان کے مطابق برادران اسلامی کا بارھواں خلیفہ رسول ہے۔

حیوۃ الحیوان ج ا ص۱۲۲ میں ہے۔ انہمک الولید فی شرب الخمر ولذاتہ و رفض الاخرۃ وراء ظہرہ واقبل علی القصف واللہو والتلذذ مع الندماء والمغنیین وکان یضرب بالعود ویوقع بالطبل ویمشی بالدف وکان قد انتہک محارم اللہ حتی قیل لہ فاسقاً۔ ولید شراب نوشی اور لذت اندوزی اور آخرت کے ترک کرنے میں مصروف ہوگیا۔ اور بدکاری اور ندمار و مغنین کے ساتھ لہو ولعب کی طرف مائل ہوگیا۔ طبل اور عود بجاتا تھا۔ اور دف لے کر چلتا تھا۔ اس نے اللہ کی حرمتوں کی اس قدر ہتک کی کہ وہ فاسق کہلانے لگا۔" تاریخ خمیس میں ہے ولید نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر شراب پی اور اپنی کنواری لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ تاریخ احمدی ص۲۵۴ تاریخ الخلفاء ص۲۵ حیوۃ الحیوان ج ا ص۱۲۲ اور ادب الدین والدنیا ص۳۰۲ برحاشیہ کشکول بہائی طبع مصر میں ہے ولید نے ایک دفعہ قرآن سے فال لی۔ واستفتحوا وخاب کل جبار عنید آیت برآمد ہوئی۔ پس اس نے غضبناک ہو کر کہا تو مجھ کو ہی ڈراتا ہے۔ اور قرآن کو پھاڑ ڈالا۔ اور کہا کیا تو ہر جبار و سرکش کو ڈراتا ہے تو میں جبار و سرکش ہوں جب تو بروز قیامت اللہ کے سامنے آئے تو کہہ دینا مجھ کو ولید نے پھاڑ دیا تھا۔" حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ ولید ایک دفعہ اپنی کنیز کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ کہ اذان کی آواز سنائی دی یہ فوراً اس کے ساتھ مباشرت میں مشغول ہوگیا اور بعد ازاں قسم کھائی کہ یہی لونڈی لوگوں کو نماز پڑھائے گی چنانچہ

www.kitabmart.in

اس نشۂ شراب میں مست لونڈی نے ولید کا لباس پہن کر لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ تاریخ احمدی صفحہ ۳۱۵ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۱ میں بحوالہ مسند احمد آنحضرت سے روایت کی ہے۔ لیکونن فی ھذہ الامۃ رجل یقال لہ الولید لھواشد علی ھذہ الامۃ من فرعون لامتہ

"اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ اور وہ میری امت پر اتنا شدید ہوگا۔ جتنا کہ فرعون بھی اپنی امت پر شدید نہ تھا"۔

اس کے قتل ہونے کے بعد اس کے بھائی سلیمان بن یزید نے اس کے کٹے ہوئے سر کو دیکھا تو کہا لبعداً لہ اشھد انہ کان شروبا للخمر ماجنا فاسقا ولقد راودنی علی نفسی اس کے لئے ہلاکت ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بہت مے خوار بدکردار اور فاسق تھا اس نے مجھ سے اپنا مطلب (ناجائز) حاصل کرنا چاہا! (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۱ معافی جریری کتاب ہے۔ جمعت من اخبار الولید ومن شعرہ الذی ضمنہ ما فجر بہ من خرقہ وسخافتہ وما صرح بہ من الالحاد فی القرآن والکفر باللہ۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۱ میں نے ولید کے حالات اور اس کے اشعار جمع کئے ہیں جن میں فسق و فجور اور خرافات مروی ہیں اور جن میں اس نے صراحتاً قرآن مجید کے متعلق کفر و الحاد اور لادینی کا اظہار کیا ہے۔

SIBTAIN.COM

مروج الذہب مسعودی ج ۲ صفحہ ۱۴۶ میں ولید کے یہ اشعار منقول ہیں۔

تلعب بالخلافۃ ھاشمی	بلا وحی اتاہ ولا کتاب
فقل للہ یمنعنی طعامی	وقل للہ یمنعنی شرابی

ایک ہاشمی نے بغیر وحی اور بغیر کتاب کے خلافت کا کھیل بنایا۔ اے قرآن تو اللہ سے کہہ دے کہ میرا کھانا اور پینا بند کر دے۔ اسی ولید شقی نے جناب یحییٰ بن جناب زید کو شہید کرا کے سولی پر لٹکوایا (ترجمہ تاریخ ابن خلدون کتاب ششم)

حیوۃ الحیوان ج ا صفحہ ۷۲ میں ہے ولید نے ایک حوض تیار کرایا ہوا تھا جو شراب سے بھرا رہتا تھا جب خوشی میں آجاتا تو اس کے اندر کود پڑتا تھا۔ اور اس قدر شراب پیتا تھا کہ کناروں سے شراب کی کمی ظاہر ہو جاتی تھی جب ایسے لوگ سربراہ اسلام و المسلمین ہوں تو سے

فلیبک علی الاسلام من کان باکیاً

ایک طرف یہ سلسلۂ خلافت ہے جن کے ظلم و ستم اور فسق و فجور کی داستانوں سے خود مسلمانوں کی کتابیں چھلک رہی ہیں۔ اور دوسری طرف وہ ہادیانِ دین ہیں۔ جنکے فضائل و کمالات اور علمی و عملی کارناموں سے زمین و آسمان کی فضائیں گونج رہی ہیں اب یہ اہلِ اسلام کی مرضی کہ ان کو رہنما تسلیم کریں یا ان کو۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً

www.kitabmart.in

بابُ نہمُ

دیگر نصوص نبویہ برامامت ائمہ یازدہ علیہم السلام

ساتویں باب میں ائمہ اہل بیتؑ کے بارے میں نصوص نبویہ کا تذکرہ کیا جا رہا تھا کہ اثنا دبیان میں سلسلہ کلام آٹھویں باب تک منجر ہوگیا۔ اب جب کہ بفضلہ تعالیٰ آٹھواں باب بطریق احسن پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے تو اب اس نویں باب میں باقی ماندہ اہم نصوص نبویہ ذکر کئے جاتے ہیں جن میں بڑی وضاحت کے ساتھ ائمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کا تذکرہ موجود ہے۔ امید کامل ہے کہ یہ نصوص طالبانِ رشد و ہدایت کے لئے سرمۂ بصیرت ثابت ہوں گے۔ انشاء

نص چہارم ینابیع المودۃ باب ۷۷ صفحہ ۴۴۲ باب ۹۰ صفحہ ۴۸۷ پر حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا سید النبیین و علی سید الوصیین وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولہم علی وآخرہم المہدی۔ "میں سردارِ انبیاء اور علی سردار اوصیاء ہیں۔ میرے بعد میرے بارہ وصی وجانشین ہوں گے۔ جن میں سے پہلے حضرت علی اور آخری حضرت قائم مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) ہیں۔ یہی روایت فرائد السمطین حموینی میں بھی باسناد ابن عباس موجود ہے۔

نص پنجم فرائد السمطین حموینی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی الخلق بعدی الاثنا عشر اولہم علی اخی وآخرہم ولدی قیل یارسول اللہ من اخوک؟ قال علی قیل من ولدک قال المہدی الذی یملأ الارض قسطاً وعدلا بعد ما ملئت ظلماً وجوراً۔ میرے اوصیاء اور مخلوق خدا پر میرے بعد حجت ہائے خدا بارہ ہوں گے جن میں سے پہلے میرے بھائی اور آخری میرے فرزند ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ کے بھائی کون ہیں؟ فرمایا علی (علیہ السلام) دوبارہ عرض کیا گیا۔ آپ کے فرزند کون ہیں؟ فرمایا مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح پُر کردیں گے۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے پُر ہو چکی ہوگی (کذا فی ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۲ بتفاوت یسیر)

www.kitabmart.in

نصِ ششم کتاب ذخائر العقبیٰ اور مسند امام احمد ابن حنبل وغیرہ (علی ما نقل عنہ) نیز ینابیع المودۃ ص۱۶۸ باب ۵۶ باختلافِ الفاظ یہ حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا انت سید ابن السید اخو السید انت الامام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت الحجۃ ابن الحجۃ اخو الحجۃ ابو الحجج التسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم تم سردار پسر سردار برادر سردار اور سرداروں کے پدر ہو تم امام، امام کے فرزند، امام کے بھائی اور ائمہ کے باپ ہو۔ تم حجت خدا حجت خدا کے بیٹے حجتِ خدا کے بھائی اور خدا کی ان حجتوں کے باپ ہو جو تمہاری پشت سے ہوں گے جن میں سے نویں حجت خدا حضرت قائم آلِ محمد ہوں گے۔" بعض نسخوں میں "اخو السید واخو الامام واخو الحجۃ" مذکور نہیں ہے۔ ظاہراً کاتب سے چھوٹ گیا ہے۔

نصِ ہفتم فرائد السمطین حموینی میں آنحضرتؐ سے مروی ہے (علی ما نقل عنہ) کہ آپ نے فرمایا الحسن والحسین اماما امتی بعد ابیھما وسیدا شباب اھل الجنۃ امھما سیدۃ نساء العالمین وابوھما سید الوصیین ومن ولد الحسین تسعۃ ائمۃ تاسعھم القائم من ولدی طاعتھم طاعتی ومعصیتھم معصیتی۔ "یعنی حسن اور حسین (علیہما السلام) اپنے پدر عالی قدر کے بعد میری امت کے امام اور جوانانِ جنت کے سردار ہیں ان کی والدہ گرامی عالمین کی عورتوں کی سردار اور ان کے پدر بزرگوار تمام وصیوں کے سردار ہیں۔ اولاد حسینؑ میں نو امام ہوں گے جن میں سے نواں امام میرا بیٹا قائم آلِ محمد ہوگا۔"

نصِ ہشتم ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص۴۵۰ پر بحوالہ حلیۃ الاولیاء، حافظ ابو نعیم اصفہانی اور ملا علی متقی کنز العمال ج ۶ ص۲۱۲ طبع حیدر آباد دکن پر ابن عباس سے نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ عدن التی غرسھا ربی فلیوال علیاً من بعدی ولیوال ولیہ ولیقتد بالائمۃ من بعدی فانھم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فھمی وعلمی فویل للمکذبین لھم من امتی القاطعین فیھم صلتی لا انالھم اللہ شفاعتی" جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری طرح زندگی بسر کرے اور میری طرح اسے موت آئے اور اس جنت عدن میں سکونت پذیر ہو جسے میرے پروردگار نے آباد کیا ہے تو میرے بعد حضرت علیؑ کو اپنا ولی قرار دے اور ان کے دوست کو اپنا دوست سمجھے اور میرے بعد جو ائمہ ہیں ان کی اقتدا کرے کیونکہ وہ (ائمہ) میری عترت ہیں جو میری طینت

www.kitabmart.in

سے خلق کئے گئے ہیں اور میری فہم اور میرا علم انہیں عطا کیا گیا ہے۔ ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو میری امت میں سے ان کی تکذیب کریں گے اور ان کے حق میں میری قطع رحمی کریں گے۔ خداوند عالم ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے (بکذا فی فضائل احمد بن حنبل و خصائص النطنزی باختلاف یسیر)

نص نہم

علامہ زمخشری ربیع الابرار و فصوص الاخبار میں روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ علیہ وسلم فاطمۃ مھجۃ قلبی وولداھا ثمرۃ فوادی و زوجھا قرۃ عینی والائمۃ من ولدھا امنا ربی وحبلہ الممدود بینہ وبین خلقہ فمن تمسک بھم نجی ومن تخلف عنھم ھلک والی جھنم سلک۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا اور ان کے دونوں فرزند میرے قلب کا پھل اور ان کا شوہر میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور ان کی اولاد میں سے جو امام ہوں گے وہ میرے پروردگار کے امین اور خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ جس نے ان سے تمسک کیا اس نے نجات پائی اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک و برباد ہوا اور جہنم کی طرف اپنے قدموں سے گیا۔

نص دہم

اگرچہ مذکورہ بالا نصوص سے طالبانِ حق و حقیقت کو یقین کامل ہو گیا ہو گا کہ آئمہ اثنا عشر والی روایت سے مراد ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں لیکن اگر کسی صاحب کا ذوقِ تحقیق تا حال تشنۂ تکمیل ہو تو اب ہم ذیل میں وہ روایت شریفہ لکھ کر جس میں ان پورے ائمہ اثنا عشر کے نام نامی و اسماء گرامی آنحضرتؐ کی زبانی مذکور ہیں۔ اس بحث کا خاتمہ کرتے ہیں چنانچہ ینابیع المودۃ باب ۹۴ ص ۴۹۴ پر باسنادِ خود حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یا جابر ان اوصیائی وائمۃ المسلمین من بعدی اولھم علی ثم الحسن ثم الحسین ثم محمد ابن علی المعروف بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأہ منی السلام ثم جعفر ابن محمد ثم موسیٰ ابن جعفر ثم علی ابن موسیٰ ثم محمد ابن علی ثم علی ابن محمد ثم الحسن ابن علی ثم القائم اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی محمد ابن الحسن ذالک الذی یفتح اللہ تبارک وتعالیٰ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا ذلک الذی یغیب عن اولیائہ غیبۃ لا یثبت علی القول بامامتہ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان قال جابر فقلت یا رسول اللہ فھل للناس الانتفاع بہ فی غیبتہ فقال ای والذی بعثنی بالنبوۃ انھم لیستضیؤن بنور ولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان سترھا سحاب ھذا من مکنون سر اللہ ومخزون علم اللہ فاکتمہ الا عن اھلہ رعجل اللہ تعالیٰ فرجہ وسھل اللہ مخرجہ بحقہ وبحق آبائہ الطاہرینؑ) اے جابر! میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے

www.kitabmart.in

امام یہ ہیں پہلے علی، دوسرے حسن تیسرے حسین چوتھے علی بن الحسین پانچویں محمد بن علی معروف بباقر اے جابر! تم عنقریب ان کو پاؤ گے جب ان سے ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ چھٹے جعفر بن محمد ساتویں موسیٰ بن جعفر آٹھویں علی بن موسیٰ نویں محمد بن علی دسویں علی بن محمد گیارہویں حسن بن علی بارہویں قائم جو میرے ہم نام اور کنیت ہیں یہی وہ امام ہے جس کے ہاتھوں پر خدا مشارق و مغارب کو فتح کرے گا اور یہ اپنے اولیاء و اشیاع سے اس قدر غیبت اختیار کریں گے کہ ان کی امامت پر صرف وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جن کے ایمان کا خدا نے امتحان لے لیا ہوگا۔ جناب جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے زمانۂ غیبت میں لوگ ان سے کچھ فائدہ بھی حاصل کریں گے؟ فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبوت دے کر بھیجا ہے لوگ ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کے نور ولایت سے اسی طرح فائدہ حاصل کریں گے جس طرح آفتاب سے کرتے ہیں جب کہ زیر بادل چھپ جائے۔ اے جابر! یہ خدا کا سربستہ راز ہے اسے صرف اس کے اہل لوگوں پر ہی ظاہر کرنا۔

اسی طرح فرائد السمطین میں ایک طولانی روایت ابن عباس سے مروی ہے جس میں ایک غیر مسلم کا آنحضرتؐ سے چند سوال کرنا اور منجملہ ان کے آپ کے خلفاء کے متعلق استفسار کرنا اور آنحضرتؐ کا انہی ائمہ معصومینؑ کو نام بنام اسے بتلانا بعدہ اس کا تصدیق کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم نے تورات میں ایسا ہی پڑھا ہے مذکور ہے بخوف طوالت اسے درج کتاب نہیں کیا جاتا۔

اب اہل انصاف بتائیں کہ اس سے زیادہ توضیح اور کیا کی جا سکتی ہے۔ محسن اعظم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تعداد بتا دی، سلسلہ نسب بتا دیا، اول و آخر بتا دیا، نو اماموں کا اولاد امام حسین علیہ السلام سے ہونا بتا دیا۔ اب بھی کوئی ان کو نہ مانے اور ان کے سوا ان بارہ کی تعداد کسی اور سلسلہ نسب سے پوری کرے تو بتائیے کسی کے پاس اس کا علاج ہے؟ آنحضرتؐ نے توضیحات میں کوئی بات چھوڑی نہیں جزئی جزئی باتیں بھی بتا دیں مگر صحابہ پرست اور سلاطین نواز امت نے اپنے مخصوص مفادات کے پیش نظر ایک بات بھی کان لگا کر نہ سُنی اور جسے چاہا اپنا امام جان لیا یہاں تک کہ اسی تعداد میں ظالم و جابر اور فاسق و فاجر سلاطین بھی داخل کر دیئے گئے۔ آپ ہی فرمائیں کہ آیا اسی کا نام اطاعت رسولؐ ہے یا یہ کھلی ہوئی نافرمانی ہے؟

ع بروز حشر شود ہمچوں روز معلوم است	کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور

ھذہ تذکرۃ فمن شاء ذکرہ والحمد للہ رب العالمین

ان عمومی نصوص قاطعہ و براہین ساطعہ کے ذکر کے بعد جو کہ سب ائمہ طاہرینؑ کی خلافت عظمٰی و امامت کبریٰ پر دلالت کرتے ہیں اب ہم اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ہر امام سابق کی نص ہر امام

www.kitabmart.in

لاحق کا ذکر کریں کیونکہ وہ حدِ تواتر سے متجاوز ہیں اور ہمارے علمائے اعلام نے ان کو اپنی کتبِ مبسوطہ و مخصوصہ میں درج فرما دیا ہے ملاحظہ ہو کتاب اثبات الوصیۃ للمسعودی۔ کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنا عشر۔ اثبات الھداۃ وغیرہا من الکتب المخصوصۃ لہذا الشان"۔

تفصیلات کے شائقین حضرات ان کتب کی طرف رجوع فرمائیں وفیما ذکرناہ کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ۔ الخ تم۔

نتیجہ دلائل طیبہ و آیہ استخلاف

ان دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے خلافتِ محمدیہ کے وارثین حضرات ائمہ معصومین خصوصاً اوّل الخلفاء الراشدین حضرت امیرالمومنین کی خلافت و امامت کا ثبوت دے چکے اور ثابت کر چکے۔ اب آیہ استخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (سورۃ النور آیت ۵۵) اللہ تعالیٰ نے تم امتِ محمدی میں سے مومنین صالحین سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے انہیں خلیفہ زمین بنایا جو ان سے پہلے تھے اور اس دین پر انہیں قدرت و تمکین عطا کرے گا جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کرنے والے ہیں اور کسی کو میرا شریک نہیں بناتے ہیں اور اس کے بعد جو انکار کرے وہی فاسق ہے) کو پڑھ کر فیصلہ کر لیجئے کہ کیا اس خلافت الٰہیہ کا مالک و وارث اور مستحق و سزاوار ان بارہ خلفاء راشدین کے سوا اور کوئی ہو سکتا ہے، کیونکہ اس میں ان باتوں پر غور کرنا ہے۔ اوّل یہ وعدۂ خدا ہے دوم یہ وعدہ امتِ محمدی میں سے مومنین صالحین میں سے ہے۔ ظالمین و گنہگار اس سے خارج ہیں۔ وہ اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ سوم یہ سب خلیفہ فی الارض ہوں گے۔ نہ کسی ایک ملک یا ایک براعظم یا ایک جزیرہ پر۔ چہارم یہ ویسے ہی خلیفہ خدا ہوں گے۔ جیسے کہ ان سے پہلے بنائے گئے ہیں۔ قرآن میں یہ وعدہ ہے اور قرآن میں جن خلفاء کا ذکر ہے کہ خدا نے انہیں ان سے پہلے خلیفہ بنایا اور بالصراحۃ ذکر ہے بالاسم ذکر ہے وہ تین خلیفہ ہیں۔ اوّل حضرت آدمؑ دوم حضرت داؤدؑ۔ سوم حضرت ہارونؑ اور ویسے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ کل انبیاء اللہ وارث خلافت الٰہیہ سب خلفاء اللہ ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ جو خلیفہ فی الارض ہیں نہ وہ کہیں کے بادشاہ تھے نہ وہ مالکِ تاج و تخت تھے نہ جاہ و حشم رکھتے تھے اور نہ طبل و علم نہ انہوں نے بہت سے ملک فتح کئے تھے مگر خلیفہ فی الارض

www.kitabmart.in

تھے۔ خدا نے انہیں علم عطا فرما کر تعلیم و تربیت .... کے لئے اپنا جانشین بنایا تھا۔ علی ہذا القیاس۔ دیگر خلفاء اللہ اسی معنی میں خلفاء تھے اور حکومت اس کے تحت میں ہے اگر کسی کو اس کا موقع مل جائے تو ان کا منصب ہے جو مصالح الٰہیہ پر موقوف ہے مگر ان کے خلیفہ ہونے کی شرط حصول سلطنت حکومت نہیں ہے۔ نہ مال و دولت نہ فتوحات۔ ورنہ نہ تو حضرت آدمؑ خلیفہ رہیں گے اور نہ حضرت داؤدؑ۔ نہ حضرت ہارونؑ بلکہ کل انبیاء اللہ جو خلفاء اللہ ہیں خلافت کے ساتھ نبوت سے بھی عاری رہ جائیں گے۔ چہارم۔ خدا ان مومنین صالحین اور ان خلفاء کو اس دین پہ قدرت دے گا۔ جو ان کے لئے اس نے پسند کیا ہے اور صورت اس کی یہ ہوگی کہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا وہ کیسے لوگ ہیں؛ جو خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانتے ہیں۔ اس کے بعد جو ان کا انکار کرے وہ فاسق ہے اس آیت میں "امنوا" کی ضمیر مضمر ھم۔ عملوا میں ضمیر مضمر ھم۔ یستخلفنھم کی ضمیر ھم من قبلھم کی ضمیر ھم۔ یمکنھم اور یبدلنھم کی ضمیر ولایشرکون کی ضمیر سب "الذین" کے صلہ اور عامل اور ان خلفاء اللہ کے اوصاف ہیں اور منکم میں "کم" کی ضمیر کے مخاطبین باقی اہل اسلام ہیں جن میں سے اور جن پر خلفاء ہوں گے۔ اب اس میں غور کر لو کہ آیا یہ خلفاء اثنا عشر ہی اس کا مصداق ہیں یا کوئی اور۔ یہ صالحین۔ صادقین ہیں۔ کاملین ہیں۔ سابقین ہیں۔ طاہرین معصومین ہیں۔ خلافت معصومین ہی کا حق ہے۔ خلافت امامت میں ہے اور امامت سے ظالمین ہمیشہ سے محروم ہیں اور ان کے سوا کل صحابہ کسی نہ کسی ظلم میں آلودہ نظر آتے ہیں جو مدت تک کفر و شرک میں رہے ہوں وہ ان صالحین و معصومین اور سابقین کے ذیل میں نہیں آسکتے۔ یہ ایسے ہی خلفاء اللہ ہوتے ہیں جیسے کہ آدمؑ و داؤدؑ و ہارونؑ وغیرہم اسی کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے اور اسی کو ثابت کر دیا ہے۔ خدا نے ان کو ان اوصاف پر خلق کیا ہے جو خلافت الٰہیہ کے معیار ہیں اور اوصاف بذریعہ پیغمبر و بذریعہ وحی بتلا رہا ہے کہ یہ خلیفہ ہیں جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں اور اس طرح یہ وعدہ خلافت مسلمانوں سے پورا کر دیا۔ کل روئے زمین پر یہی حجت خدا، یہی پیشوا۔ یہی مقتدا ہیں۔ یہی معلم الٰہی ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا یہ مکلفین و مبعوث الیہم کا فرض ہے جو انہیں تسلیم کرے گا اپنے لئے جو نہ کرے گا اپنے لئے اور یہاں ماننے والوں کی قلت و کثرت اس خلافت میں تغیر پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ وہ بزرگوار ہیں جو خالص عباد الرحمٰن اور خاص "وکانوا لنا عابدین" کے مصداق ہیں۔ یہ کل کے کل اوصاف و کمالات خلافت الٰہیہ و خلافت محمدیہ و امامت الناس و سیاست الامت سے متصف تھے ان کا خدا نے اظہار کیا۔ ان کو رسول اللہ نے علی الاعلان بیان کیا۔ ان کے نام بتلائے ان کے کام بتلائے۔ ان کو دکھلایا اور لوگوں کو پہنچوایا اور خدا کے کسی کو خلیفہ بنانے کے یہی معنی ہیں۔ یہ وعدہ کل خلفاء محمدی سے ہے اور

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

خلافت محمدی بارہ میں منحصر ہے اور ان بارہ کا خاتمہ قیامت پر ہے۔ دین محمدی تا قیامت ان بارہ پر قائم ہے۔ اس لئے جو وعدے ہوئے ہیں ان کے یہ معنی نہیں کہ وہ ہر ایک میں جدا جدا متحقق ہوں نہیں من حیث المجموع ہیں۔ خواہ ان میں سے کسی کے ہاتھ پر ہو۔ پس تمکین بر دین و رفع خوف و تبدیل امن بھی حقیقی معنی میں ان کے لئے حاصل ہو جائے گا۔ نہ دین اسلام ختم ہو گیا۔ نہ ان خلفاء اللہ کا خاتمہ ہو گیا۔ نہ خدا کہیں چلا گیا۔ رسول خدا نے خدا نے وعدہ کیا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ مگر دین محمدی کو ابھی تک ایسا غلبہ حاصل نہیں ہوا کہ کل ادیان پر دین محمدی کا ظاہر بظاہر غلبہ آ جائے۔ کل مذاہب عالم موجود بلکہ کروڑوں انسان ان باطل مذاہب کے پابند اور ان کے ماننے والے ہیں، کہاں غلبہ دین محمدی کو حاصل ہوا ہے؟ کون اس کا دعوے کر سکتا ہے؟ تو کیا اس سے دین محمدی باطل ہو گیا؟ اور آنحضرتؐ سچے پیغمبر نہ رہے؟ ہرگز نہیں ضرور ہیں کیونکہ نبوت حضرتؐ کی قیامت تک متصل ہے اور اس عرصہ میں غلبہ کا امکان ہے بلکہ یقینی ہے یہی حال خلافت کا ہے اور دونوں در اصل ایک ہی ہیں خلفاء دین محمدی کو یہ قدرت حاصل ہونا کہ کل روئے زمین پر جس پر کہ وہ خلیفہ ہیں اس دین کو جاری کر سکیں جو ان کے لئے پسند کیا ہوا ہے اور دین محمدی کو تمام ادیان پر ظاہر بظاہر غلبہ ہونا جس کو "لیظھرہ" واضح کر رہا ہے ایک ہی وقت میں ہیں۔ یہ وعدہ محمدی اسی وقت پورا ہو گا جب کہ ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرھاً" صادق آئے گا۔ ہر فرد بشر مسلمان ہو گا اور بغیر اسلام لائے اس کو چارہ نہ ہو گا۔ یہی دن اس کے خلفاء کے دین پر قدرت پانے اور کل عالم میں دین محمدی پھیلانے اور خوف کے مطلقاً اٹھ جانے کفار کے مٹ جانے اور امن کل حاصل ہو جانے کا ہے یہ زمانہ ابھی مہلت کفار کا ہے۔ ابھی وہ خلفاء اللہ مظلوم ہیں مستضعف ہیں مگر بعض ان میں سے موجود ہیں، دین محمدی موجود ہے۔ شرع موجود ہے۔ خلافت موجود ہے اور انشاء اللہ تمکین بردین کا وقت قریب ہے اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ اور اس کو یہ آیت اور واضح کر دیتی ہے اور صاف بتا دیتی ہے کہ "ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون (قصص ۱) اور ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان رکھیں اور اپنا فضل و انعام کریں جو زمین میں مظلوم و ضعیف ہو کر رہے ہیں اور ہم انہیں امام بنائیں اور کل زمین کا وارث بنائیں اور انہیں زمین میں قدرت و تمکین عطا کریں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ عذاب چکھائیں۔ جن سے وہ بچتے تھے خلفاء المسلمین میں سے کون خلیفہ ہے جس کے زمانے میں فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو عذاب چکھایا گیا؟ وہ فرعون و ہامان اور ان کے لشکر کون؟ کہاں تھے؟ کب وہ مغلوب و مفتوح ہوئے؟ کب یہ وعدہ پورا ہوا؟

www.kitabmart.in

وہ زمانہ شاہانِ اسلام کی حکومت میں کب آیا جس میں وہ دین جو ان کے لئے خدا نے پسند کیا تھا تمام روئے زمین پر غالب آیا اور ان کو قدرت حاصل ہوئی کہ وہ تمام دنیا میں بلا رکاوٹ الٰہی دین کو جاری کر سکیں یہ وعدہ صرف قرن اوّل کے مسلمانوں سے نہ تھا بلکہ کل اہلِ اسلام سے تھا اور ہے۔ ورنہ آیت اسی زمانے کے لوگوں کے لئے مخصوص اور اس وقت منسوخ سمجھی جائے گی اور اس وقت اس سے بحث فضول ہوگی "منکم" کی ضمیر "کم" کے مخاطب کل اہل اسلام ہیں تا قیامِ قیامت اور اس لئے آج ہم بھی اس کے مخاطب ہیں کہ تم میں سے ہم خلیفہ بنائیں گے۔ ہم میں سے ہم پر آج کون خلیفۂ خدا ہے؟ کیا غیر از مہدی منتظر کوئی اور ایسا خلیفۂ خدا آج ثابت ہو سکتا ہے؟ پس ضرور دین محمدی ایک دن غالب ہوگا۔ خلفاء اللہ اور خلفاء محمدی کو قدرت و تمکین بر دین حاصل ہوگی اور دنیا میں دینِ اسلام ہی نظر آئے گا اور اس وقت وہ خلفاء جن کی شان "الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف" (وہ لوگ کہ ان کو اگر ہم زمین میں قدرت دے دیں تو وہ نماز کو روئے زمین پر قائم کر دیں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور نیکی کا کام کریں اور منکر سے روکیں" —— اپنے اس دین مرتضٰی و دین مرتضوی کو جاری کر سکیں گے یہ بھی یاد رہے کہ صاحبان دین اور ہیں اور امت اور عام محکومین دین اور۔ اور یہ معلوم ہے کہ اگر خدا کسی کے لئے دین کامل کر دے اور اس کو ان کے لئے اور ان سے پسند کرے تو ضرور اس کے یہی معنی ہوں گے کہ وہ کامل دینِ خدا رکھتے ہوں گے اور علماً و عملاً کوئی دینی کمی ان میں نہ ہو اور ایسے شخص اسلام میں وہی ہو سکتے ہیں جو کامل علمِ قرآن رکھتے ہوں جن میں شک و شبہ و اشکالات و شبہات نہ ہوں اور کامل عمل ان کو اس پر حاصل ہو۔ جب خدا اس کو کامل کر سکتا ہے اور جب ہی خدا اس کو پسند کر سکتا ہے اور ایسا ہی دین خدا کا کامل کیا ہوا دین ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو وہ آج تک بھی کمالِ دین نہیں رکھتے نہ علماً نہ عملاً۔ ہزاروں اختلاف موجود ہیں بلکہ دین مسخ نظر آرہا ہے کیا تمام مسلمانوں کو کامل دیندار کہا جا سکتا ہے؟ کیا کوئی منصف ایسا کر سکتا ہے؟ پس خدا نے دین ان کے لئے کامل کر دیا ہے تو ان کے از روئے دین ناقص ہونے اور سینکڑوں متضاد فرقے ہونے کے کیا معنی ہیں؟ کون مسلمان ہے جو کامل علم قرآن اور اس پر کامل عامل ہونے کا اب یا پہلے دعوے کر سکے؟ دینِ خدا اپنے انبیاء اور اوصیاء کے لئے کامل کرتا ہے اور عام لوگ ان کاملین سے دین سیکھتے اور ان کی پیروی کرتے ہیں حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹوں سے فرماتے ہیں یا بنی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اے بیٹو! خدا نے تمہارے لئے دین کو چنا اور مصطفیٰ بنایا ہے تم نہ مرنا مگر اسلام ہی پر" دینِ خدا ہمیشہ کامل ہے مگر کامل دیندار وہ ہے جس کے لئے خدا دین کامل کر دے جس کو دین عطا کر دے اور یہ کاملین انبیاء اور اوصیائے انبیاء ہی ہو سکتے ہیں اور وہی ہوتے ہیں نہ عام امت۔ پس آیۂ مجیدہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

www.kitabmart.in

وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً" میں "لکم" کا مصداق عامہ مسلمان نہیں ہوسکتے بلکہ خاص وہی خلفاء اللہ مراد ہیں جن کا دین دینِ مرتضےٰ ہے اور اس دینِ مرتضےٰ پر قدرت نے ان سے علیہ کا وعدہ کیا ہے اور وہ انہیں کے ہاتھ پر ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اب غور سے "اکملت لکم دینکم" و "رضیت لکم الاسلام دیناً" کو پڑھو اور اس کے حقیقی معنی میں غور کرو اس کا مصداق سوائے خلفاء اثنا عشر جن کا سلسلہ دینِ محمدی کے ساتھ قیامت تک متصل ہے اور کوئی ثابت نہیں ہوسکتا۔ وَذَالِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْن۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ آیہ استخلاف میں اسلام کا ضعف اور خوفِ اعداء اور اس کے بعد رفعِ خوف اور حصولِ امن کا وعدہ خلفاء کے ہاتھ پر دیا گیا ہے اور یہ چونکہ خلفاء اربعہ (بلکہ ثلاثہ کہیئے چوتھے کو کب امن نصیب ہوا) کے زمانے میں ہوا۔ اس لئے وہی آیت کے مصداق ہونگے اور اس کا ثبوت یوں بنایا گیا ہے کہ اوّل ظہور اسلام کے وقت جب حضرت مکہ میں تھے۔ اسلام ضعیف تھا اور خوفِ اعداء حاصل تھا اور واقعہ ہجرت اس ضعف اور خوف کی دلیل ہے اور مدینہ میں جاکر اسلام کو قوت حاصل ہوئی اور خوف رفع ہوگیا۔ لہٰذا خلفاء اربعہ (ثلاثہ) کی خلافت برحق ثابت ہوگئی انہی سے رفعِ خوف ہوا وہ اس آیت کے اس ترتیب سے مصداق ہوئے۔ آیہ مجیدہ کا مصداق تو ہم بخوبی ثابت کرچکے ہیں۔ مگر یہاں یہ دکھانا ہے کہ مدعی نے اس تاویل اور اس معنی سے اصل دعوئے خلافت خلفاء ثلاثہ کو باطل کردیا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ مکہ میں مسلمان مظلوم تھے تھوڑے تھے۔ دشمنوں کا خوف تھا۔ کفار طرح طرح کی اذیت دیتے تھے اور آخرکار واقعہ ہجرت نے اس خوف اور ضعف کا ثبوت دے دیا اور بعد ہجرت یقیناً مسلمان قوی ہوگئے وہ ضعف جاتا رہا۔ خوف جاتا رہا۔ یہاں تک کہ کل عرب مغلوب ہوگیا۔ حدود روم تک فتح ہوگئی دولت بھی آئی۔ سلطنت اسلامی قائم ہوگئی اور وہ خوف امن سے بدل گیا۔ جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور جو باقی رہ گئے تھے اور ایمان نہ لائے تھے وہ خوفِ اسلام سے ظاہراً اسلامی لباس میں داخل ہوگئے اور منافق بن کر جان بچائی۔ دور دور کی سلطنتوں کے سفراء آئے۔ یقیناً وقطعاً وہ خوف وضعف جو مکہ میں تھا۔ جاتا رہا اور یہ امن حاصل ہوا۔ مسلمانوں پر جو ظلم پہلے ہوتے رہتے تھے اس کی تلافی ہوئی اور مسلمان اسی مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اس کی خدا نے مبارک باد دی اور اس کو فتح نمایاں کہا اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً الآیہ لیکن یہ ضعف وخوف اور یہ امن وفتح دونوں پیغمبرِ اسلام کی زندگی سے متعلق ہیں اور انہی کی حیات میں یہ سب کچھ ہو لیا۔ مگر آیہ استخلاف میں تو وعدہ خلفاء رسول کی بابت کیا گیا ہے نہ رسول کی بابت۔ بس اگر یہ تاویل صحیح ہے تو خلافت صرف نبی مرتبت کی ثابت ہوئی۔ نہ خلفاء ثلاثہ یا اربعہ کی وہ جناب اس کا مصداق ہیں نہ کہ خلفاء اربعہ۔ اگر دیگر مسلمان اس میں بوجہ نصرت نبی شریک کئے جائیں تو ہما استثناء کل شریک ہیں نہ صرف حضرات

www.kitabmart.in

خلفاء ثلاثہ۔ ہاں اگر خصوصیت ہو سکتی ہے تو اس جرنیل اسلام کی جس کے ہاتھ پہ اسلام کی ہر ایک فتح زمانہ محمدی میں ہوئی۔ یعنی شیر خدا علیؑ مرتضیٰ۔ پس اس آیت کو خلفاء ثلاثہ کی خلافت سے کوئی تعلق نہ ہوا صرف رسول اللہ کی خلافت سے تعلق ہوا۔ حالانکہ دعوے یہ ہے کہ یہ آیت آنحضرتؐ کے خلفاء کی شان میں ہے اور ضرور ایسا ہی ہے۔ دعویٰ خلفاء اربعہ کی خلافت کا کیا گیا ہے اور ثابت رسول اللہؐ کی رسالت و خلافت کی ہے اور اس خلافت کے مصداق سے ثبوت میں خلفاء کو علیحدہ ہی کر دیا۔ چلئے سب کچھ ہو لیا ضعف بھی ہو لیا۔ خوف بھی ہو لیا اور امن بھی رسولؐ کو حاصل ہو لیا۔ اب ضعف کے لئے اس کی کیا بحث؛ ان سے ہاتھ اٹھائیے ؎

شادم کہ با رقیباں دامن فشاں گذشتی
گو مشتِ خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو بکمالِ حیرت یہ دعوے کرتا ہے کہ ان آیات نے خلافت خلفاء اربعہ کا صاف فیصلہ کر دیا۔ کیونکہ مکہ میں مسلمان مظلوم تھے اور خدا نے ان مظلومین کے لئے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم ان کو زمین میں قدرت دے دیں تو نماز کو قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ امر بالمعروف کریں۔ نہی عن المنکر کریں۔ مدینہ میں خدا نے ان کو حکومت دی اور انہوں نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی اور ان مہاجرین میں چاروں خلفاء تھے لہٰذا چاروں کی خلافت برحق ثابت ہوئی۔ انتہیٰ۔ کیا مکہ میں صرف یہ چاروں یار ہی تھے؛ کیا مظلوم صرف یہ چار ہی تھے؛ کیا ہجرت کے بعد مدینہ میں پہنچ کر حکومت و خلافت ان کو ہی ملی یا رسول اللہؐ کو؟ اس وقت حاکم و بادشاہ اسلام رسول اللہ تھے یا چار یار؟ کیا رسول اللہؐ کے زمانے میں اقامۂ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں ہوئی؛ اور خلفاء کے زمانے میں ہوئی کیا ایسے خیال سے معاذ اللہ آنحضرتؐ کی نبوت باطل قرار نہیں پاتی یا کم سے کم یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ اپنے زمانے میں اقامۂ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کر سکے؛ کیا "انا فتحنا لک فتحاً مبینا" رسول اللہ کے لئے نہیں آیا۔ چار یاروں کے لئے آیا ہے؛ کیا واقعی آنحضرتؐ کے زمانے میں دین الٰہی نہیں پھیلا۔ بلکہ خلفاء کی خلافت کے زمانہ میں پھیلا؛ کیا دین اسلام صرف ملکوں کے فتح کرنے اور مالِ غنیمت لوٹنے ہی کے لئے آیا ہے؛ کیا اسلام اور بادشاہت وغیرہ یہ ہم معنی ہیں؛ کیا خلافت محمدیہ بادشاہت ہی کا نام ہے؛ اور جب حضرت علیؑ کو تمہارے خیال کے مطابق فتوحات نصیب ہوئیں۔ نہ دولت نہ امن۔ پھر کیونکر وہ ان خلفاء میں داخل کئے گئے؛ جن کے لئے خدا نے فتوحات کا وعدہ کیا ہے؛ چاروں خلفاء کے زمانے میں سلسلہ جنگ برابر قائم رہا ہے مسلمانوں کے ساتھ بھی اور غیر مسلمانوں کے ساتھ بھی۔ تو امن کے معنی جنگ ہیں؛ جنگ جاری ہے اور زمانہ امن

www.kitabmart.in

کا کہلاتا ہے۔ عجیب منطق ہے۔ ہجرت رسول اللہ کریں۔ فتح مبین رسول اللہ کو حاصل ہو۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کی ثابت ہو۔ خوب ہم فرض کرتے ہیں، کہ مظلوم مسلمانوں سے خدا نے نصرت و فتح کا وعدہ کیا تھا اور وہ بعد انتقالِ رسولِ اللہ آپ کے خیال کے موافق پورا ہوا۔ ان مظلوم مہاجرین کو فتح دی گئی۔ مظلومیت میں تو سارے مسلمان شریک ہیں۔ ہجرت میں شریک ہیں۔ اسلام میں شریک ہیں وعدہ سب سے تھا۔ بادشاہ یہ تین یا چار بنے۔ ان میں ان اوصافِ مشترکہ کے ساتھ کون سی صفت ممیزہ تھی۔ جس نے ان کو خصوصیت سے اس کا مصداق بنا دیا؛ اس وعدہ میں ان چاروں کے ساتھ کل مسلمان شریک ہیں اور ایک وقت میں ان چار میں سے دو مدعی خلافت ہیں۔ ایک ابوبکرؓ اور ایک علیؑ۔ اس آیت میں کون سی دلیل ہے۔ جو ابوبکرؓ کو اس وقت خلیفہ ثابت کرتی ہے اور علیؑ کو نہیں کرتی درآنحالیکہ علیؑ بلامبالغہ سینکڑوں میزات رکھتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابوبکر چونکہ ہو گئے اور مسلمانوں نے مان لیا تو وہی خلیفہ ہو گئے تو اول دعوے و بحث اس ہو جانے میں نہیں ہے۔ بحث اس میں ہے کہ اس ہونے کی کیا اصلیت ہے۔ جائز ہوئے یا بے جا۔ حق سے اس جگہ بیٹھے یا ناحق۔ وہ اس کے اہل تھے یا نہیں؛ ورنہ اس سے کس کو انکار ہے کہ ایک واقعہ ایسا ہوا تھا۔ حضرت ابی بکر بادشاہ بنے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ ہوئے تھے؛ اس میں غور کیجئے اور بادشاہت کے لئے نبوت کو پامال نہ کیجئے اور ہمارے اتنے ہی بیان سے استدلال اصلاً باطل ہو گیا۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

یہ ہے ہمارا دعوے اور ہمارا ثبوت خلافت خلفاء آئمہ اثنا عشر کی شان میں اور یہ کہ حضرت علیؑ ہی بعد رسولؐ خلیفہ برحق و امام امت اور مقتدائے مسلمین ہیں۔ اوّل خلافتِ الٰہیہ و خلافت محمدیہ انہی کا حق ہے مگر حسب تصریحِ خدائی اس میں بھی شک نہیں ہے۔ کہ حضرت علیؑ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اوّل حضرت آدمؑ کی خلافت کا ذکر ہے دوم حضرت داؤدؑ کی۔ سوم حضرت ہارونؑ کی اور چہارم مثل ہارونؑ۔ وزیر و برادر مثیل موسیٰ حضرت علیؑ کی۔ اس لحاظ سے خلافت الٰہیہ کا چوتھا خلیفہ حضرت علیؑ کو کہہ سکتے ہیں اور حضرتؑ نے بھی بعض اوقات ایسا فرمایا ہے اور یہی ثبوت دیا ہے۔ چلئے چار خلفاء کی اصطلاح اہل سنت میں بھی ہے وہ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علیؑ کو چار یار کہتے ہیں۔ ہم حضرت آدمؑ ابی البشر۔ حضرت داؤد حضرت ہارونؑ اور حضرت علیؑ کو خلفاء اربعہ مذکورہ فی القرآن کہتے ہیں ولامناقشۃ فی الاصطلاح ان کا وہ مسلک اور ہمارا یہ۔ لکم دینکم ولی دین (از خلافت الٰہیہ حصہ سوم)

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

بابِ دھم

امامتِ ائمہ اثنا عشر پر وارد شدہ بعض ایرادات کے جوابات

واضح ہو کہ نہایت کد و کاوش کے بعد ہمیں برادرانِ اسلام کے چند نام نہاد جوابات معلوم ہو سکے ہیں جنہیں وہ برعم خود ان نصوص قطعیہ امامت ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا جواب سمجھتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ یہاں ان کا کلی کھول دی جائے۔

(۱) کہتے ہیں کہ یہ سب اخبارِ احاد ہیں جن سے مسئلہ امامت ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس شبہ کا تحقیقی جواب باصواب چھٹے باب میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے اور متعدد وجوہ سے اس جواب کا فساد واضح کیا جا چکا ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

SIBTAIN.COM

(۲) کہا جاتا ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ میں سے فقط دو بزرگواروں حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ کو ریاست و امارت حاصل ہوئی۔ چونکہ دوسرے ائمہ کو سلطنت و تمکنت حاصل نہیں ہوئی لہٰذا ہم انہیں امام تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ امامت "ریاستِ عامہ نیابۃً عن النبیؐ" کو کہتے ہیں لہٰذا وہ نصوص جو ان کی امامت پر دلالت کرتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ امام فی الفتویٰ ہیں۔

(الجواب) ان حضرات کا جواب چند وجوہ کی بنا پر درست نہیں ہیں۔

اوّلاً اگر بالفعل ظاہری طور پر پورے تسلط و غلبہ اور حصول امارت و ریاست عامہ کو شرط امامت قرار دیا جائے تو اس سے متعدد مفاسد لازم آئیں گے۔

(الف) مانعین زکوٰۃ کے زکوٰۃ نہ دینے کے وقت ان حضرات کو ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ نہ رہیں ولو بالنسبۃ الیہم۔

(ب) جن دنوں حضرت عثمان محصور تھے (چالیس روز) اور ظاہری تسلط و غلبہ اور اقتدار سلب ہو چکا تھا لہٰذا ان کی خلافت کا بھی انہیں انکار کرنا پڑے گا۔

(ج) جنگ جمل اور صفین وغیرہ کی اثنا میں حضرت علیؑ کی خلافت و امامت سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ انہیں بھی پوری ریاست عامہ حاصل نہ تھی۔

www.kitabmart.in

(د) ان سب سے بالاتر بنا بریں ان تمام انبیاء و مرسلین کی نبوت و رسالت کا انکار بھی کرنا پڑے گا جنہیں کچھ بھی ظاہری تسلط و غلبہ اور ریاست و امارت حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ یا قید و بند میں رہے یا بڑی بے دردی کے ساتھ اپنی سفاک و بے باک قوموں کے ہاتھوں قتل و غارت کے گھاٹ اتار دیئے گئے یہ امید نہیں کہ کوئی بھی سُنی ان انبیاء کی نبوت کا انکار کرنے کی جرأت و جسارت کر سکے لہٰذا جب اصل نبوت ظاہری تسلط و غلبہ اور اقتدار کے حصول کے بغیر باقی رہ سکتی ہے تو امامت جو کہ اس کی فرع ہے اس کے بغیر کیوں باقی نہیں رہ سکتی؟

ثانیاً حقیقت یہ ہے کہ امامت و خلافت کا تحقق و حصول فقط نص پر منحصر ہے لہٰذا جب کسی شخص کی خلافت و امامت کے متعلق بالفعل نص موجود ہو تو اس کی خلافت و امامت متحقق و ثابت ہو جائے گی اور وہ شخص عند اللہ امام مفترض الطاعۃ قرار پائے گا۔ اور خداوند عالم کی طرف سے ریاست عامہ حاصل کرنے کا مستحق سمجھا جائے گا۔ لیکن اسے بالفعل تمکن و تسلط دنیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا یہ لوگوں کا فریضہ ہے اگر وہ اپنے فرضِ منصبی کو ادا کریں گے تو اس میں انہی کا دینی و دنیوی فائدہ مضمر ہے اور اگر وہ اس کی معصیت و نافرمانی کر کے اپنے کو "ھاویہ" کے زاویہ میں ڈال دیں گے تو اس سے خلیفہ و امام اپنے منصبِ خلافت و امامت سے ہرگز معزول نہیں ہوگا اور بعینہٖ یہی حال نبی کا ہے وھذا واضح لمن القی السمع وھو شہید

SIBTAIN.COM

ثالثاً خود بعض علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ ظاہری ریاست و امارت کو امامت و خلافت کے تحقق میں کوئی دخل نہیں ہے۔ حضرت مولانا حکیم امیر الدین صاحب مرحوم مترجم و محشی فلک النجاۃ صفحہ ۲۸۰ ج ۱ مطبع اول کے حاشیہ نمبر ۲ پر کتاب استقصاء الافحام ج ۱ منہج ثانی صفحہ ۲۲ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں "ابو شکور سلمی حنفی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے "تمہید فی بیان التوحید" میں کہا ہے یہ قول غلط ہے کہ جب امام کو غلبہ حاصل نہ ہو اور اس کی کوئی اطاعت نہ کرے تو امام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اگر لوگوں کی سرکشی سے امام کو غلبہ حاصل نہ ہو تو یہ امر امام کو امامت سے معزول نہیں کر سکتا اور امت کی نافرمانی امامت کو مضر نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ نبی ابتدائے اسلام میں باوجود نبی ہونے کے مطاع نہیں تھے یعنی لوگ ان کی متابعت نہیں کرتے تھے اور نہ کفار و اعداء پر رسول کو قہر و غلبہ حاصل تھا۔ تاہم اس بات سے نبوت نبی میں کچھ نقص نہیں آیا تھا اور نہ وہ نبوت سے اس باعث معزول ہوئے تو امام بھی چونکہ خلیفہ نبی ہے اگر تمام مسلمان فرمانبردار اس کے نہ ہوں تو یہ امر اس کو امامت سے معزول نہیں کرتا اگرچہ سب لوگ معاذ اللہ مرتد ہو جائیں۔ تب بھی امام معزول نہیں ہوتا۔ بلکہ نافرمانی کا گناہ مخالفین پر ہوگا۔ جیسا کہ علی جمیع مسلمانوں کے مطاع نہیں ہوئے

www.kitabmart.in

تھے اور امام تھے۔ ان حقائق کی روشنی میں ان حضرات کا یہ دوسرا جواب جو فی الحقیقت سراب اور عند التحقیق ایک شبہ سے زائد کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ بالکل باطل ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ نبی کی طرح امام کے لئے بھی ظاہری دنیوی اقتدار کا ہونا لازم نہیں۔

(۳) اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر ائمہ اہل بیت ہی امام برحق تھے تو خداوند عالم نے قرآن مجید میں ان کے نام کیوں نہیں بتا دیئے؟ اس شبہ کا تحقیقی جواب ساتویں باب میں دیا جا چکا ہے علاوہ بریں یہ دو الزامی جواب بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

(الف) اگرچہ اکثر اہل سنت کے نزدیک امامت فروع دین میں داخل ہے مگر ہے اس قدر اہم کہ تقرر خلیفہ و امام کی خاطر جنازہ رسولؐ کو بھی مؤخر بلکہ ترک کیا جا سکتا ہے تو جب خدا نے معمولی معمولی فروع دین کے مسائل قرآن میں بیان کر دیے تو خلفاء کے نام کیوں نہ بتائے؟ فما ھو جوابکم فھو جوابنا!

(ب) سابقہ بعض ابواب میں واضح کیا جا چکا ہے کہ بعض علمائے اہل سنت مثل ابن حجر مکی اور ابن حزم وغیرہ امامت بالنص کے قائل ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے مزعومہ خلفاء کی خلافت ثابت کرنے کے لئے بعض مجعول احادیث نبویہ پیش بھی کرتے ہیں تو اگر یہ نظریہ درست ہے کہ امامت منصوص ہونی چاہیئے تو پھر خود ان پر یہ ایراد وارد ہوگا کہ بقول تمہارے۔ قرآن اس سلسلہ میں خاموش ہے؟ جو جواب وہ دیں گے وہی ہمارا جواب متصور ہوگا بہرحال ماننا پڑے گا کہ منشاء قرآن کا بیان پیغمبر اکرمؐ کے فرمان میں موجود ہے جو وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہیں جب ان کے کلام حقیقت ترجمان میں ائمہ اہل بیت کے نام موجود ہیں تو پھر اس سوال کی کیا وقعت رہ جاتی ہے کہ قرآن میں یہ نام کیوں مذکور نہیں ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے صرف امام کے اوصاف و شرائط بیان کر دیئے ہیں جو خود بخود اپنے مصداق و موصوف کو تلاش کر لیتے ہیں۔ نام پر نام تو رکھنا آسان ہے مگر اوصاف کمالیہ کا نمونہ پیش کرنا بہت مشکل ہے۔

(۴) اسی طرح یہ شبہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ میں سے اکثر نے امامت کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ پھر ہم ان کو کیونکر امام تسلیم کر سکتے ہیں؟

یہ تو بلاتشبیہ مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ اس شبہ کا جواب باصواب بھی ساتویں باب میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے کہ اگر دعوائے امامت سے مراد یہ ہے کہ شمشیر بکف ہو کر میدان کارزار میں کیوں نہیں کود پڑے۔ تو یہ امام بلکہ نبی کے لئے بھی لازم نہیں ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ زبانی طور پر اپنی امامت و خلافت کا ادعا کیا جائے تو یہ ادعا تاریخ کی ناقابل تردید شہادتوں

www.kitabmart.in

سے ثابت ہے۔ اس کا انکار سراسر مکابرہ و مجادلہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ آئمہ اہل بیتؑ نے اپنی خلافت و امامت کا ادعا نہیں فرمایا۔ یہ حقائق سے عمداً چشم پوشی پر مبنی ہے۔ جس کی کوئی باخبر و اطلاع شخص تائید نہیں کر سکتا۔ اِنَّ فی ھذا لبلاغاً لقوم یعقلون۔

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

بابِ یازدہم

فرقہ حقہ امامیہ یعنی شیعہ اثنا عشریہ کے علاوہ دیگر فرق شیعہ کا بطلان

سابقہ ابواب میں ائمہ اہل بیتؑ کے متعلق جو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ بیان کئے گئے ہیں۔ جب ان سے ائمہ دوازدہ کی خلافت وامامت حقہ ثابت ہوگئی تو اس سے فرقہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ کی صداقت و حقانیت اور ان کے علاوہ دیگر فرقِ شیعہ مثل زیدیہ، کیسانیہ، اسماعیلیہ، فتحیہ اور واقفیہ وغیرہ کے نظریات ومعتقدات کا بطلان بھی واضح وعیاں ہوگیا۔ اب بحمدہ تعالیٰ ہمیں اس امر کی ضرورت نہیں رہی کہ ان فرقِ باطلہ میں سے ہر ایک فرقہ کے نظریہ کی بالخصوص علیحدہ علیحدہ تردید کی جائے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جب پورے بارہ اماموں کی امامت حقہ ثابت ہوگئی تو اس سے چہار امامیہ وشش امامیہ اور ہفت امامیہ وغیرہ وغیرہ کا بطلان خود بخود عیاں ہوجاتا ہے۔

SIBTAIN.COM

علاوہ بریں جب یہ حقیقت عقلاً ونقلاً ثابت ہے کہ فرقہ ہائے اسلام میں سے صرف ایک ہی فرقہ حق پر ہوسکتا ہے اور وہی فرقہ ناجی ہے اور اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس کی بیّن دلیل ہے کہ وہ فرقہ حقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ ہی ہے تو اس سے خود بخود دوسرے سب فرقوں کا بطلان کالشمس فی رابعۃ النہار واضح وآشکار ہوجاتا ہے۔

اصحاب ائمہؑ کے اختلاف کے اسباب یا ان کے شبہات

ہاں البتہ چونکہ اکثر اہل جماعت و ہوا خواہانِ بنی امیہ اصحاب ائمہ علیہم السلام کے باہمی اختلاف وافتراق کو ان کی نصِ امامت کے موجود نہ ہونے کی دلیل قرار دیا کرتے ہیں لہٰذا ان کے اس زعمِ فاسد کا اجمالاً ابطال مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اصحاب ائمہ کے بعض ائمہ طاہرین کی امامت میں اختلاف کرنے کو نص کے موجود نہ ہونے کی دلیل قرار دینا۔ بچند وجہ درست نہیں ہے

وجہ اول اکثر وہ وجوہ جو حضرت امیر علیہ السلام سے صحابہ رسول کے اعراض وانحراف کے بیان میں اوپر ساتویں باب میں بالتفصیل بیان ہوچکے ہیں ان میں سے اکثر یہاں بھی جاری ہیں۔ اجمالاً اتنا سمجھ لیجئے کہ جس طرح اصحاب رسول میں ہر مکتب خیال کے لوگ موجود تھے جن کی اجمالی کیفیت مقام

www.kitabmart.in

مذکور پر بیان ہو چکی ہے بعینہ اسی طرح اور اسی قماش کے لوگ اصحاب ائمہ علیہم السلام میں بھی شامل تھے لہٰذا جو اغراضِ فاسدہ صحابۂ رسولؐ کے حضرت امیرؑ سے باوجود نصوص کثیرہ اعراض و انحراف کا سبب بنتے تھے وہی مقاصدِ فاسدہ بعض اصحاب ائمہ کے لئے بھی باعثِ ضلالت و گمراہی بنے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ائمہ معصوم نہ تھے جو ان سے اس قسم کی خطاء و لغزش کا صدور نہ ہوتا بلکہ ان کی پوزیشن صحابۂ رسول سے بھی کم ہے۔ صحابۂ رسول کے متعلق تو پھر بھی مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت یہ نظریہ رکھتی ہے کہ کلھم عدول" لیکن صحابۂ ائمہ کے متعلق تو کوئی شخص بھی یہ نظریہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا اول الذکر حضرات باآں ہمہ عظمت نصوص صریحہ سے اعراض کر کے اختلاف و افتراق کا مظاہرہ کر سکتے ہیں تو کیا اصحاب ائمہؑ اس امر شنیع کے مرتکب نہیں ہو سکتے؟ ضرور ہو سکتے تھے اور ہوئے۔

وجہ دوم اسی طرح اس مقام پر بھی نصوص قاطعہ کے مقابلہ میں بعض اجتہاداتِ فاسدہ عمل میں لائے گئے جیسا کہ کتب سیر و تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً کتاب "فرق الشیعۃ" میں فرقہ کیسانیہ (جو کہ حضرت محمد ابن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں) محمد ابن حنفیہ کی امامت کے قائل ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت امیرؑ نے جنگِ صفین میں اپنے لشکر کا علمبردار ان کو قرار دیا تھا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ یہی آپ کے خلیفہ و جانشین ہیں۔ ان خدا کے بندوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ حضرات حسنینؑ شریفین کو جنگ میں نہ بھیجنا ان پر حضرت امیرؑ کی کمالِ شفقت و رأفت اور نسلِ رسولؐ کے بقا کے اہتمام کی دلیل ہے۔ جیسا کہ نہج البلاغہ میں خود حضرت امیر المومنینؑ کی زبانی یہی وجہ مروی ہے۔ کسی شخص کا کسی جنگ میں علمبردار ہونا اس کی امامت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

وجہ سوم اسی طرح فرقہ فطحیہ کے متعلق جو کہ عبد اللہ افطح فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی امامت کے قائل ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ اس خیال پر مبنی ہے کہ چونکہ یہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سن میں بڑے ہیں اور امامت بڑے بیٹے کو ملتی ہے۔ بنا بریں عبد اللہ ہی امام ہوں گے۔ مگر یہ نہ دیکھا کہ گو بعض عمومات میں یہ پایا جاتا ہے کہ امام سابق کی اولاد میں سے یہ عہدۂ جلیلہ بڑے بیٹے کو ملتا ہے لیکن ان عمومی روایات میں یہ قید بھی مذکور ہے کہ "مالم تکن بہ عاھۃ" کہ جب تک اس بڑے بیٹے میں کوئی نمایاں عیب موجود نہ ہو (اصول کافی)۔ بنا بریں ان عقل و خرد کے دشمنوں نے ان عمومات کو تو دیکھا لیکن اس شرط کو نظر انداز کر دیا اور یہ نہ سوچا کہ عبد اللہ افطح گو حضرت امام موسیٰ ابن جعفر سے عمر میں بڑے ہیں۔ لیکن ان میں عیب پایا جاتا تھا (سر اور پاؤں معمول سے بڑے تھے) لہٰذا وہ مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ ان لوگوں پر جو بعض عمومات کے ساتھ تمسک کر کے

 www.kitabmart.in

ان کے مخصوصات کو نظر انداز کر دیتے ہیں .... یہ شعر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔

؎ وقل للذی یدعی فی العلم فلسفۃ　　　حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء

مذکورہ بالا بیان حق ترجمان سے فرقۂ اسماعیلیہ (جو آج کل آغا خانی کہلاتا ہے) کا بطلان بھی واضح ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی بھی یہی دلیل علیل ہے کہ جناب اسمٰعیل عمر میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے بڑے تھے۔ لہٰذا امامت کے مستحق وہی ہیں۔ انھوں نے یہ نہ سوچا کہ اگر فی الواقع امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد جناب اسماعیل ہی امام ہوتے تو حضرت امام جعفر صادقؑ کی زندگی میں ان کا انتقال نہ ہوتا۔ آیا یہ ممکن ہے کہ بعد میں ہونے والا امام سابق امام کے حینِ حیات میں انتقال کر جائے؟ ان حقائق کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ عہدۂ امامت اس بڑے بیٹے کو ملتا ہے جو اپنے باپ (امام سابق) کی وفات کے وقت موجودہ اولاد سے عمر میں بڑا ہو۔ اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس میں کوئی خلقی یا خُلقی عیب ونقص موجود نہ ہو۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد اس معیار پر سوائے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اور کوئی پورا نہیں اترتا۔ لہٰذا ساتویں مرتبہ پر اقلیم امامت کے تاجدار بھی یہی بزرگوار ہوں گے۔ وھو المقصود وقد حصل بعون اللہ المودود اس بیان حقیقت ترجمان سے واضح وعیاں ہو گیا کہ نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں ان ذاتی اجتہادات وقیاسات کی کوئی حقیقت و حیثیت نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کا اختلاف قابلِ اعتنا ہے۔ لان الاجتھاد فی مقابل النص باطل بالاتفاق؟ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعن وما انا من المشرکین۔

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

باب دوازدہم

فرقۂ ناجیہ کی تحقیق

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ منھا ناجیۃ۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے فقط ایک فرقہ نجات پائے گا اور دوسرے سب فرقے جہنم میں جائیں گے (حدیث نبوی متفق علیہ) اس حدیث شریف کو آنحضرت کے معجزات میں شمار کرنا چاہیے کیونکہ جو بھی مخبر صادقؐ نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا کہ آپ کی امت تہتّر فرقوں میں بٹ گئی۔ اور قطع نظر روایتی حیثیت کے درایتی نقطۂ نگاہ سے یہی بات اس حدیث کی صحت کی سب سے بڑی دلیل ہے نیز اسی حدیث شریف کے پیشِ نظر مختلف ملل و مذاہب کے عقائد و نظریات سے بحث کرنا ایک مستقل فن قرار پا چکا ہے اور اس موضوع پر بیسیوں کتابیں جیسے ملل و نحل، الفصل، تبصرۃ العوام، ولبتان المذاہب، تمہید المذاہب، ایجاز المطالب، عوارف المعارف اور معارف الملت الناجیۃ والناریہ وغیرہ لکھی جا چکی ہیں۔ از روئے قواعد روایت و درایت اس حدیث کا صحیح ہونا ایک قطعی امر ہے لہٰذا اس کی صحت کے متعلق بحث کرنا بے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ ہاں جس قدر اختلاف ہے وہ فقط "فرقہ ناجیہ" کی تعیین و تشخیص میں ہے اور یہی بات اہم ہے چنانچہ بمصداق "کل حزب بما لدیھم فرحون"۔ فرقہ ہائے اسلام میں سے ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسرے تمام فرقوں کو ناری بتاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فقط ایک ہی فرقہ کا ناجی ہونا علاوہ نقلی دلیل کے جس پر یہی حدیث شریف بالتصریح دلالت کرتی ہے۔ عقلی دلیل سے بھی ثابت ہے ظاہر ہے کہ اگر تمام فرقہ ہائے اسلام بایں ہمہ اختلاف عقائد و آراء برحق سمجھے جائیں تو اس صورت میں اجتماع نقیضین لازم آئے گا اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ سب باطل پر ہوں کیونکہ اس صورت میں ارتفاع النقیضین لازم آتا ہے اور یہ دونوں امر محال و ممتنع ہیں۔ علاوہ بریں علم ریاضی کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب ایک مبداء سے منتہا کی طرف متعدد خطوط کھینچے جائیں تو ان سب خطوط میں سے بالکل درست اور سیدھا خط ایک ہوتا ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے لہٰذا بمطابق ارشاد نبوی عقلاً بھی لازم

www.kitabmart.in

ہے کہ ایک ہی فرقہ ناجی ہو اور دوسرے سب فرقے ناری ہوں۔ یہ ملحوظ رہے کہ اس ناجی فرقہ کا تعلق بہر حال اسلام سے ہے کیونکہ دین اسلام کی حقانیت ناقابل تردید دلائل سے ثابت ہے جس طرح دوسرے تمام ملل وادیان کا بطلان عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے۔ اس حدیث شریف سے بحث کرتے وقت دو امر نہایت قابلِ تامل و تدبر ہیں۔

امر اوّل یہ کہ اس مقام پر ہر بیدار مغز انسان کے دل و دماغ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر تیئس ۲۳ سال تک باوجود تبلیغ حق میں غیر معمولی مساعی جمیلہ فرمانے اور ہر ممکن طریقہ سے راہِ رشد و ہدایت دکھانے اور اتفاق و اتحاد کی ترغیب و تحریص دلانے اور افتراق و اختلاف سے بچانے کے امت اس قدر انتشار و خلفشار کا شکار کیوں ہو گئی۔ اس اختلاف و افتراق کے کیا علل و اسباب ہیں؟

امرِ دوم فرق اسلام میں سے وہ ناجی فرقہ کون سا ہے آیا اس کی تعیین و تشخیص پر کوئی عقلی و نقلی دلیل موجود ہے یا نہیں؟

اختلافِ اُمت کے اسباب

امر اوّل کے متعلق جواباً گذارش ہے کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے والے حضرات نے اس اختلاف کے متعدد علل و اسباب ذکر کئے ہیں چنانچہ علامہ شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل کے مقدمہ از صہ ۱ تا صہ ۲۴ طبع مصر پر اختلاف امت کے گیارہ علل و اسباب ذکر کئے ہیں جن میں سے پہلا سبب عہدِ رسالت کے منافقین کی اسلام کش حرکتوں اور سازشوں اور دوسرا سبب "قضیۂ قرطاس" کو قرار دیا ہے اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے کہ ان سب علل و اسباب کو یہاں نقل کیا جائے۔ شائقین کتاب مذکور کی طرف رجوع کریں۔ ہم نے اس سلسلہ میں جہاں تک غور و تامل کیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ اس اختلاف و افتراق کا بنیادی سبب ایک اور فقط ایک ہے اور وہ ہے عترتِ رسولؐ سے اعراض و انحراف۔ ہمیں ہر ناظر بصیر اور ناقد خبیر سے امید کامل و رجاء واثق ہے کہ سابقہ ابواب کے مندرجات کو بنظرِ غائر پڑھنے کے بعد اس سلسلہ میں یقیناً ہمارے ساتھ اتفاق رائے کرے گا۔

ہم سابقہ ابواب میں بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ یہ امر محقق و مبرہن کر چکے ہیں کہ حکیم اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار نہیں بلکہ بیسیوں بار اپنی عترتِ طاہرہ سے تمسک و اعتصام اور ان کی اتباع و اقتداء کو موجب اتفاق و اتحاد اور باعث نجاح و فلاح قرار دے کر ان سے تخلف و اعراض کو باعثِ اختلاف و افتراق اور موجبِ ضلالت و گمراہی قرار دیا ہے۔ حدیث شریف ثقلین، حدیث سفینہ

www.kitabmart.in

اور بالخصوص حدیث امان واھلبیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ صارت حزب ابلیس) میرے اہل بیتؑ میری امت کے لئے اختلاف سے بچنے کا واحد ذریعہ ہیں جب بھی کوئی قوم وقبیلہ ان کی مخالفت کرے گا وہ شیطان کا گروہ ہو کر رہ جائے گا۔ (صواعق محرقہ ص۲۳۴ طبع جدید) اس حقیقت پر بطور نص صریح دلالت کرتی ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

جب اُمتِ رسولؐ نے حکیم اُمت کے ارشاد کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے آئمہ اہل بیتؑ سے منہ موڑ کر غیروں سے اپنا رشتہ جوڑ لیا اور خدا و رسول کے مقرر کردہ آئمہ اطہار و پیشوایانِ اخیار سے اعراض و روگردانی اختیار کر کے اپنے خود ساختہ و پرداختہ آئمہ و خلفاء کی فرمانبرداری و پیروی شروع کر دی تو اتفاق و اتحاد عنقا ہو گیا اور اُمت تہتر فرقوں میں بٹ کے رہ گئی۔ باقی رہا یہ امر کہ ان آئمہ دین سے اعراض کیوں کیا گیا؟ تو اس کے بعض حقیقی علل و اسباب کے چہرہ سے ساتویں باب میں نقاب کشائی کی جا چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ وہ نعمتِ عظمیٰ جس سے اسلام نے تمام ذاتی عداوتوں اور قبائلی کینوں کو عربوں کے سینوں سے دُور کر کے مسلمانوں کو سرفراز کیا تھا اور "فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" کا تاج ان کے سروں پر رکھا تھا۔ مسلمان اس دولت کو اپنی شقاوت و بدبختی کی وجہ سے بہت جلد اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھے اور اس کے فیوض و برکات سے زیادہ عرصہ تک نفع اندوز نہ ہو سکے۔ سچ ہے "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم" ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آج کا ذکر ہی کیا قرن اوّل ہی میں امت کے اہل بیتؑ سے اعراض و انحراف کرنے کے نتیجہ اور سقیفائی و شورائی کارروائیوں کے تلخ ثمرہ میں اس کے خرمنِ اتفاق و اتحاد کو جو نقصان پہنچا اور وہ جس تشتت و افتراق میں مبتلا ہو گئی اس کا نقشہ اس عہد کے ایک اسلامی شاعر نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

؏ وتشعبت شعبا فکل قبیلۃ — فیھا امیر المؤمنین ومنبر

فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا پہلا طریق

انہی مذکورہ بالا حقائق سے دوسرا امر بھی منقح و معلوم ہو گیا اور واضح ہو گیا کہ رشد و ہدایت اور فوز و فلاح آئمہ اہل بیتؑ ہی کے سفینۂ نجات پر سوار ہونے میں مضمر ہے۔ اس مقام پر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ آیا تمام امت نے ان آئمہ اطہارؑ کے دامن سے دست بردار ہو گئی یا کچھ لوگوں نے وصیت رسول الثقلین کا احترام کرتے ہوئے اپنے تمام دینی و دنیوی امور کی زمامِ قیادت و سیادت ان ذوات مقدسہ کے ہاتھ میں دے دی اور تمام اصول و فروع، تفسیر قرآن، معارفِ اسلام اور مسائل حلال و حرام کو انہی باب ہائے مدینہ علم نبیؐ سے

www.kitabmart.in

اخذ کیا ، صفحاتِ تاریخ شاہد ہیں کہ وفاتِ پیغمبرؐ سے لے کر آج تک ہمیشہ ہر زمانہ میں ضرور ایک گروہ ایسا رہا ہے اور بحمدہ اب بھی موجود ہے جس نے آنحضرتؐ کے فرمان واجب الاذعان کو بہ نظرِ استحسان دیکھتے ہوئے ان ائمہ دین کے اکرام واحترام میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ہر عسر و یسر اور دکھ سکھ میں ان کے دامنِ اقدس کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں چھوٹنے نہیں دیا۔ ہمیشہ اپنے دینی و دنیوی معاملات میں انہی پر اعتماد اور انہی کی طرف رجوع کیا ہے۔ اگرچہ یہ گروہ تعداد میں بہت قلیل رہا ہے (وقلیل من عبادی الشکور) لیکن وہ باطل کی بڑی بڑی جبروتی طاقتوں سے کبھی مغلوب و مرغوب بھی نہیں ہو سکا بلکہ ہمیشہ اس نے نہایت جوانمردی سے حق و صدق کے علم کو بلند رکھا اور تن من دھن کی بازی لگا کر بھی کبھی اسے سرنگوں نہیں ہونے دیا اب اس گروہ کا سراغ لگانا لازم ہے جب وہ گروہ معلوم ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہی "ناجی گروہ" ہے ہم ہر منصف مزاج ناظرِ بصیر و ناقد خبیر کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں کہ وہ چشم بصیرت سے تعصب و عناد کی عینک، گردن سے آباء و اجداد کی اندھی تقلید کا قلادہ اتار کر اور عدل و انصاف کو "کحل البصر" بنا کر تمام فرقہ ہائے اسلام کے عقائد و نظریات اور ان کے اصول و فروع کے مدارک و مصادر پر تفصیلی نظر ڈالے اور تمام کوائف کا صحیح جائزہ لینے کے بعد خدائے علیم و حکیم کو حاضر و ناظر سمجھ کر طالبانِ حق و حقیقت کو بتلائے کہ آیا تمام فرقہ ہائے اسلام میں سوائے اسی ایک مظلوم فرقہ کے جس کو "رافضی" "بدعتی" "سبائی" اور نہ معلوم کن کن برے اسماء و القاب سے برادرانِ اسلام یاد کرتے ہیں (اگرچہ پیغمبرِ اسلام نے ان کو "شیعہ خیر البریہ" کا جلیل القدر لقب عطا فرمایا ہے) اور کوئی فرقہ ایسا نظر آتا ہے جو ندکورہ بالا معیارِ حقانیت و میزانِ صداقت پر پورا اترے؟ ہمیں سو فیصدی یقین کامل ہے کہ اس کا جواب نفی میں دیا جائے گا، کیونکہ

ع اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

ائمہ اہل بیتؑ کیساتھ مسلمانوں کی بے انصافیوں کا اجمالی تذکرہ

ارباب اطلاع پر مخفی نہیں کہ دنیائے اسلام میں فقط شیعہ خیر البریہ ہی ایک ایسا فرقہ موجود ہے جو اپنے مذہب حق کے تمام مسائل و احکام کو انہی معادنِ علم و تاویل و مہابطِ وحی و تنزیل اور مخازنِ عفت و عصمت اور منابع نجابت و طہارت سے اخذ کرتا ہے اور جب کہ دوسرے فرقہ ہائے اسلام اپنے مذاہب کو اپنے خود ساختہ ائمہ و پیشواؤں کی طرف منسوب کرتے ہیں تو یہ مظلوم فرقہ بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اپنے مذہب حق کو خدا اور رسولؐ کے مقرر کردہ، انہی ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے

www.kitabmart.in

ہوئے "شیعہ علیؑ" اور "جعفری" کہلاتا ہے۔ والحمد للہ۔

اگرچہ یہ امر ایسا واضح وعیاں ہے کہ کسی دلیل وبرہان کا محتاج نہیں لیکن جو لوگ محض زبانی جمع خرچ کے بل بوتے پر اپنے کو اس فرقۂ حقہ میں داخل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے سرمایۂ حیات پر ڈاکہ مارنا چاہتے ہیں ان کے اس دعوائے خام کا بطلان انہی کے ایک منصف مزاج عالم کے بیان سے واضح وعیاں کیا جاتا ہے۔

بعض انصاف پسند علمائے اہلسنت کا اعتراف حقیقت

چنانچہ علامہ وحید الزمان[1] حیدر آبادی مترجم صحاح ستہ اپنی کتاب انوار اللغہ پ ۲ بذیل حدیث ثقلین

---

[1] ہم نے اپنی کتاب "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" کے مقدمات میں اس امر پر بالتفصیل روشنی ڈالی ہے کہ اہل سنت کے متعصب علماء کا قدیم زمانہ سے یہ وتیرہ رہا ہے کہ جس انسان میں علامت ناصبیت کی کچھ کمی دیکھی اور اہل بیت نبویؑ کی جانب کچھ بھی اس کا رجحان طبع دیکھا کہ اس نے حضرت امیرؑ اور دیگر اعیان اہل بیتؑ رسول کے حق میں دو چار کلمۂ خیر کہے۔ بے تامل اس پر تشیع کا الزام لگا دیا اور اسے حلقۂ اہل تسنن سے خارج کر دیا۔ ان کا صحیح معیار تسنن یہی ہے کہ اہل بیتؑ سے کوئی قلبی وزبانی تعلق نہ رکھا جائے۔ یعنی انسان پکا ناصبی وخارجی ہو علمائے محدثین وماہرین فن رجال کی کتابیں ہمارے اس بیان کا صدہا ثبوت اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی ہیں جس قدر نے امام حاکم ونسائی اور شافعی کو مورد الزام تشیع بنا دیا ہو وہ اگر "وحید الزمان" کو شیعہ کہے تو تعجب نہ ہونا چاہیئے بلکہ اسی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ "تشیع" ان کی اصطلاح میں کیا معنی رکھتا ہے اور کن اوصاف اور کن عقائد ونظریات کے لوگ ان کی طرف سے شیعہ کا خطاب پا سکتے ہیں۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است"۔ وہ مولوی وحید الزمان جس نے صحاح ستہ ایسی عظیم کتابوں کے تراجم کرکے شائع کئے۔ تفسیر قرآن لکھی فقہ وحدیث میں کتابیں تالیف کیں جس کی وجہ سے اہل سنت ان کے اس قدر مرہون احسان ہیں کہ قیامت تک سر بلند نہیں کر سکتے۔ لیکن آج ان کو اس کی جزا یہ دی جا رہی ہے کہ انہیں دائرہ اہل تسنن سے بھی خارج کیا جا رہا ہے اس کے تشیع کی بابت زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بغض اہل بیتؑ کی بیماری میں مبتلا نہ تھا بلکہ بعض دوسرے منصف مزاج علماء اہلسنت کی طرح اہلبیتؑ سے عقیدت رکھتا تھا۔ اگر اسکو دائرہ اہل تسنن سے خارج کرنے کا باعث یہی جرم ہے تو ہم ان کی صفائی نہیں پیش کر سکتے امام شافعی کہہ گئے ہیں۔ ان کان رفضاً حب آل محمد فلیشہد الثقلان انی رافضی (صواعق محرقہ) اسی طرح فاضل موصوف نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ اگر یہی اہلبیتؑ کی اتباع کرنا نام تشیع ہے تو خدا نہیں شیعہ ہی سمجھے اور اسی طریق پر مارے۔ اگر اسی کا نام تشیع ہے تو پھر اسکی زد سے خدا ورسولؐ اور جبرئیل بھی محفوظ نہیں ہیں۔ کما قیل۔

من علی را دوست دارم خلق گر گوید رافضی ❊ پس خدا ومصطفےٰ جبرئیل باشند رافضی (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

رقمطراز ہیں: "اور مقلدوں نے کیا کیا؟ زبانی محبتِ اہل بیتؑ کی تو ڈینگ مارتے ہیں، لیکن عملاً ذرا بھی اہلبیتؑ کی طرف توجہ نہیں۔ ان کی کتابوں میں جہاں دیکھو ابوحنیفہ اور شافعی اور ابویوسف اور محمد ابن حسن اور زفر کے اقوال بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے آج تک کسی حنفی یا شافعی کو نہیں دیکھا جو صادقؑ یا امام باقرؑ یا دوسرے اہل بیتؑ کے اقوال تلاش کر کے ان پر چلے بلکہ ان ائمہ کا تو ذکر کیا ہے انہوں نے سردارِ اہل بیتؑ یعنی آنحضرتؐ کی احادیث کو بھی چھوڑ دیا اور ہر مسئلہ میں اپنے مجتہدین پر جان دیتے ہیں ان کو نہ آنحضرتؐ سے غرض ہے نہ اہل بیتؑ سے معاذاللہ یہ کیا آفت مسلمانوں پر چھا گئی جن کی پیروی کا حکم تھا ان کو تو چھوڑ بیٹھے اور الفتوں کو پیشوا بنالیا ان مقلدوں کا جہل اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر کوئی بندۂ خدا کا اہل بیتؑ کے اقوال اور افعال جمع کرے یا ان کے اجتہاد پر چلے تو اس کو شیعہ سمجھتے ہیں کیا خوب اگر یہی تشیع ہے تو خدا ہمیں شیعہ ہی رکھے اسی طریق پر مارے۔"

ثم ص۲ پر لکھتے ہیں حنفیوں اور شافعیوں اور خوارج وغیرہ نے قرآن کو تو لے لیا اور عترت کو چھوڑ دیا ان کی کتابوں میں جہاں دیکھو ابوحنیفہ اور شافعی کے اقوال بھرے پڑے ہیں اور اسی صفحہ پر کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں طالب حق کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو اپنے مطالعہ میں رکھے اسی طرح طالب حق کو لازم ہے کہ جب کسی مسئلہ میں مجتہدین یا صحابہ کا اختلاف ہو تو جو حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کرام کا مسلک ہو وہ اختیار کرے۔ امام جعفر صادقؑ اور امام محمد باقرؑ کے اقوال کو شافعی اور ابوحنیفہ کے اقوال پر مقدم رکھے۔ آنحضرتؐ کا یہی ارشاد ہے۔ اسی انوار اللغت پ۲ ص۲ پر جناب موصوف یوں رقمطراز ہیں "نام کے سنیوں نے عترت کو چھوڑ دیا کیونکہ امام حسنؑ و امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ و امام موسےٰ کاظمؑ و امام علی رضاؑ کے اقوال سے اپنی فقہ بناتے انہوں نے اپنی ساری کتابیں ابوحنیفہ و شافعی کے اقوال سے بھر دیں کبھی ڈھونڈے بھی کسی مسئلہ میں اہل بیتؑ طہارت کا قول تلاش نہیں کرتے یہ قیامت نہیں تو کیا ہے؟"

SIBTAIN.COM

یہ ہے مذاہب اسلام کی ائمہ اہل بیتؑ سے بے رخی و بے انصافی و بے باکی کا نمونہ مشتے از خروارے جو انہی کے ایک منصف مزاج عالم دین کے قلم سے پیش کر دیا گیا ہے یہ ایک نہایت تلخ حقیقت ہے جس کا علامہ وحید الزمان نے باوجود سنی ہونے کے بڑی دلیری سے اظہار کر دیا ہے جو غیر جانبدار شخص بھی تعصب و عناد اور ہٹ دھرمی و اعتساف سے دامن بچا کر اور عدل و انصاف سے کام لے کر سوائے شیعوں کے دیگر مذاہب اسلام کی کتب فقہیہ پر نظر کرے گا وہ حرف بحرف علامہ موصوف کی تائید و تصدیق کرے گا۔ کیونکہ اس نقد و نظر سے اس پر واضح ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی کتب فقہ ابوحنیفہ و شافعی اور ابویوسف و محمد ابن حسن و زفر و حماد اور اوزاعی وغیرہ کے اجتہادات و نظریات سے لبریز ہیں اور کتب تفاسیر قتادہ، مجاہد، سدی، عکرمہ و حسن بصری وغیرہ کے اقوال و آراء سے مملو و مشحون ہیں اور کتب احادیث انس ابن مالک، ابن عمر، ابوہریرہ، بی بی عائشہ وغیرہم

www.kitabmart.in

کے روایات بلکہ تخریجات سے پُر ہیں اور اس وقت تو اس کے تحیر و تعجب کی کوئی حد نہیں رہے گی جب وہ دیکھے گا کہ مسلمانوں کی چھوٹی بڑی معتبر و مستند کتب فقہ و حدیث میں اولاً تو آئمہ اہل بیتؑ کے ارشادات ملیں گے ہی نہیں اور اگر کسی جگہ ان کا کوئی قول یا روایت ملے گی بھی تو وہیں اس کے معارض و مخالف کسی دوسرے شخص کا قول موجود ہوگا اور اسے مقدم سمجھا جائے گا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ پیغمبر اسلام نے خبر دی تھی کہ میرے بعد میری امت کا میرے اہلبیت کے ذریعہ امتحان لیا جائے گا (انکم لتبلون فی اھلبیتی من بعدی۔ کنز العمال ج ۶ حدیث نمبر ۵۰۵) افسوس اکثر لوگ اس امتحان میں ناکام ہوں گے۔

برادران اسلامی کے بعض عذر ہائے خام کا ابطلان

مخفی نہ رہے کہ آئمہ اہل بیتؑ کے ساتھ اہل مذاہب کی ان چیرہ دستیوں اور بے انصافیوں کا جب ان سے تذکرہ کیا جاتا ہے تو اس عار و ننگ کو زائل کرنے کے لئے بموجب "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" اس سلسلہ میں عجیب و غریب بیچ و معاذیر پیش کرتے ہیں۔

عذر اوّل

کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ ہم آئمہ اثنا عشر کو مانتے ہیں لیکن ان سے کوئی صحیح روایت یا صحیح کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی جو شیعہ حضرات ان سے روایت کرتے ہیں وہ روایات جعلی ہیں۔ ارباب بصیرت پر اس عذر کا عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہونا مخفی نہیں ہے تاہم اس کے بعض وجوہ اختلال کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے۔

اوّلاً

یہ کہنا کہ آئمہ اہل بیتؑ سے کوئی روایت نہیں ملتی اور جو شیعوں کی کتب میں ملتی ہیں وہ غلط ہیں" سراسر حق پوشی و باطل کوشی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ سب دنیا کے پیشواؤں کے اقوال و آراء و قرآن کے ماننے والوں کی کتابوں سے معلوم ہو جائیں لیکن آئمہ اہل بیتؑ کے روایات و نظریات ان کے نام لیواؤں کی کتب سے معلوم نہ ہو سکیں۔ اگر یہ قاعدہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ ہر صاحب مذہب کا مذہب اس کے پیروؤں سے معلوم ہوتا ہے تو یہ قاعدہ آئمہ اہل بیتؑ اور ان کے شیعوں کے متعلق کیوں ٹوٹنے لگا؟ ان ھذا الا اختلاق!

ثانیاً

اگر بفرضِ محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کتبِ شیعہ میں جو روایات آئمہ اہل بیتؑ سے مروی ہیں وہ سب غلط ہیں اور ان پر عمل نہ کرنے میں یہ حضرات معذور ہیں۔ لیکن وہ روایات جو آئمہ اہل بیتؑ سے خود ان کی کتب معتبرہ میں باسانید صحیحہ موجود ہیں۔ اگر ان پر عمل کرتے تو ان کے اس عذر کی صداقت معلوم ہو جاتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان روایات پر بھی عمل درآمد نہیں کیا جاتا اگر یہ حضرات اپنے دعوے میں سچے ہیں تو بتائیں کہ "امہات الاولاد" کی بیع و شراء کا جواز، چور کا ہاتھ انگلیوں سے کاٹنا، نماز میں دعائے وجہت وجھی کا پڑھنا اور بسم اللہ کو بالجہر کہنا وغیر ذلک ان کی کتب میں حضرت علیؑ کا مذہب نہیں بتلایا گیا اور کیا اس کے متعلق آنجناب کی روایات

www.kitabmart.in

صحیحہ نقل نہیں کی گئیں کیا پاؤں کا مسح کرنا حضرت باقرؑ کا مذہب، اور خرگوش کی حرمت حضرت صادقؑ کا مذہب ہونا ان کی کتب میں موجود نہیں؟ کیا ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کیا ان کے مخالف روایات، و آمّا ایمان کو مقدم سمجھا جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ثالثاً اگر ان سب حقائق سے قطع نظر کر کے لبعض محال چند لمحوں کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اہل بیتؑ کی کوئی صحیح روایت کتب اہل اسلام میں نہیں ملتی تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ اغیار کی روایات سے تو مسلمانوں کی کتابیں پُر ہوں لیکن مالکانِ شریعت کی کوئی روایت موجود نہ ہو ہم نے جن سے روایات لیں ان کو غلط قرار دے دیا گیا اگر ہماری روایات جو ہم نے بیان کیں غلط تھیں تو ان کے علماء کرام کا فرض تھا کہ آئمہ علیہم السلام کی روایات کو ثبت و ضبط کرنے میں اہتمام کرتے لہٰذا پھر بھی "بعد اللتیا والتی" آئمہ اہلبیتؑ سے بے انصافی برتنے اور ان سے بے اعتنائی کرنے کی ذمہ داری انہی لوگوں پر اور انہی کے بزرگوں پر عائد ہوتی ہے۔ کسی قاعدہ قانون سے انہیں اس جرم سے بری نہیں کیا جاسکتا۔

عذر دوم کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ آخر ابوحنیفہ صاحب بھی تو حضرت امام صادق علیہ السلام کے شاگرد ہیں دونوں کا مذہب ایک ہے اس عذر کی کمزوری واضح ہے اور بچند وجوہ یہ عذر باطل ہے۔

SIBTAIN.COM

اوّلاً یہ استادی اور شاگردی والا افسانہ ان کے ہاں مسلّم ہی نہیں ہے چنانچہ ابن تیمیہ حرانی منہاج السنۃ ج ۴ ص۱۴۳ مطبوعہ مصر پر لکھتے ہیں قال الرافضی اما ابوحنیفۃ فقرأ علی الصادق فالجواب ان ھذا من الکذب الذی یعرفہ من لہ ادنی علم۔ رافضی (جناب علامہ حلیؒ) نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ نے حضرت صادق سے پڑھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جسے ہر معمولی علم والا آدمی جانتا ہے؟ یہ اور بات ہے کہ بعض علمائے اہل سنت نے ابن تیمیہ کے نظریہ کی انہی زوردار لفظوں سے تردید کردی ہے جن لفظوں سے ابن تیمیہ نے علامہ حلیؒ کی تردید کی تھی چنانچہ شبلی نعمانی سیرۃ النعمان ص۲۵ پر رقمطراز ہیں "ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے امام ابوحنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت جعفر صادقؑ سے کیا نسبت؟ حدیث، فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیتؑ کے گھر سے نکلے و صاحب البیت ادریٰ بما فیہا"۔

ثانیاً اگر یہ شاگردی تسلیم بھی کر لی جائے تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ استاد و شاگرد کے نظریات میں اختلاف نہ تھا یہ حقائق سے چشم پوشی پر مبنی ہے ورنہ ہر باخبر انسان جانتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور

www.kitabmart.in

ابوحنیفہ کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے قطع نظر باقی سینکڑوں اختلافات کے مسئلہ قیاس ہی کو لے لیجئے مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضرت جعفر صادقؑ ہوں یا دوسرے ائمہ اہلبیتؑ ... بہ حرمت قیاس کے قائل ہیں لیکن جناب ابوحنیفہ ارباب قیاس کے امام مانے جاتے ہیں چنانچہ حیاۃ الحیوان ج ۲ صفحہ $\frac{89}{90}$ مطبوعہ مصر پر روایت ہے ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ میں اور ابوحنیفہ امام جعفر ابن محمد صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے آنجناب سے کہا کہ یہ (ابوحنیفہ) اہل عراق کے امام ہیں آنجنابؑ نے فرمایا "لعله الذی یقیس الدین بالرأیه اهو النعمان ابن ثابت؟" شاید یہ وہی آدمی ہے جو دین میں رائے و قیاس سے کام لیتا ہے کیا یہ نعمان ابن ثابت ہے؛ ابن شبرمہ کہتا ہے کہ مجھے اس سے پہلے ابوحنیفہ کا نام معلوم ہی نہ تھا "فقال ابوحنیفة نعم" خود ابوحنیفہ بول اٹھے کہ جی ہاں میں وہی شخص ہوں حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا "اتق اللہ ولا تقس الدین برایک فان اول من قاس ابلیس اذ قال انا خیر منہ فاخطأ بقیاسہ فضل"۔ اے ابوحنیفہ! خدا سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کیا کرو۔ کیونکہ پہلے پہل جس نے قیاس کیا وہ شیطان تھا جب کہ اس نے کہا میں آدمؑ سے افضل ہوں اور اس نے اس قیاس کرنے میں غلطی کی اور گمراہ ہو گیا" حضرت صادقؑ کا مشہور ارشاد ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے من قاس امر الدین برأیه قرنه اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ بابلیس لانہ اتبعہ بالقیاس (تفسیر در منثور ج ۳ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر) جو شخص بھی دین میں قیاس کرے گا۔ بروز قیامت خداوند عالم اس کا حشر و نشر شیطان کے ساتھ کرے گا کیونکہ قیاس کرنے میں اس نے اس کی متابعت کی ہے۔

ثالثاً ان سب امور سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ کہاں کا انصاف ہے اور کہاں کی دیانت داری ہے کہ حضرت صادقؑ ایسے ہمہ صفت موصوف کامل استاد کو جو حسب و نسب و علم و عمل و زہد و تقویٰ عفت و عصمت وغیرہ تمام انسانی صفات کمال میں سرآمد روزگار ہیں۔ چھوڑ کر ان کے اس شاگرد کی پیروی کی جائے جو ان صفات جلیلہ میں سے کسی صفت میں بھی اپنے استاد کا شریک و عدیل نہ ہو کیا کوئی صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم اس امر کو جائز رکھتا ہے؛ کہ چشمہ اور نہر کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے نالوں پہ قناعت کی جائے؛ اور حل مشکلات اور دفع معضلات میں ایک نہایت ماہر و کامل استاد کو چھوڑ کر اس کے ایک معمولی شاگرد کی طرف رجوع کیا جائے؛ حاشا و کلا۔ عقل سلیم و طبع مستقیم ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتی قاتلھم اللہ انیٰ یوفکون؛

اس بیان حقیقت ترجمان سے روز روشن کی طرح واضح و عیاں ہو گیا کہ تمام فرق اسلام میں فقط فرقۂ شیعہ ہی ہے جو ائمہ اطہارؑ کے دامن سے متمسک ہے اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہی فرقۂ ناجیہ ہے

www.kitabmart.in

یہ ایک واستہ تھا فرقۂ ناجیہ کے معلوم کرنے کا جو ارباب انصاف کے نزدیک اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے کافی و وافی ہے لیکن اگر کسی صاحب کو ہنوز اطمینان قلب حاصل نہ ہوا ہو تو اس کی ضیافت طبع کے لئے اس موضوع کی تدرے اور بھی ذیل میں وضاحت کردی جاتی ہے۔

فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا دوسرا طریق

تفسیر اثنا عشری میں (جو بارہ تفاسیر اہلسنت مثل تفسیر قتادہ و مجاہد وسدی و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ کی تفاسیر سے ماخوذ ہے) مولفہ حافظ محمد ابن موسے شیرازی جو کبار علمائے اہلسنت میں شمار ہوتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے (علی ما نقل عنہ السید بن طاؤس فی الطرائف و سعد السعود والمحدث الجزائری فی الدرر النجفیہ) اس میں آنجناب بیان کرتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام نے یہ ارشاد فرمایا ستفترق امتی الخ۔ تو میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! فمن ناجیۃ یا رسول اللہ وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ قال المتمسک بما انت علیہ واصحابک فرمایا تمہارے اور تمہارے اصحاب کے نظریات سے تمسک کرنے والا" یہ حدیث شریف حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں کے مسلک کی صحت و درستی اور ناجی ہونے پر نص صریح ہے۔ ابھی اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ حضرت علیؑ کے مذہب پر حضرات شیعہ ہی قائم و دائم ہیں ان کے علاوہ دوسرے فرقے اس راستے سے یقیناً منحرف ہیں۔ اور اس کی مزید توضیح عنقریب آ رہی ہے:

تبصرہ

اس مذکورہ بالا حدیث سے اس تتمہ کا حال بھی معلوم ہو گیا جو بعض کتب اہل سنت میں مذکور ہے کہ جب بعض صحابہ نے فرقۂ ناجیہ کے متعلق آنحضرتؐ سے سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الآخذ بما انا علیہ واصحابی کہ فرقۂ ناجیہ وہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب کے نظریات سے تمسک کرے گا" سابق بیان سے اس تتمہ کا ضعف واضح و عیاں ہو گیا ہے کیونکہ تمام صحابہ کو مقتدا و پیشوا تسلیم کرنے کی صورت میں بعینہ وہی مفاسد لازم آئیں گے جو ہم حدیث "اصحابی کالنجوم" کے ابطال میں بیان کر آئے ہیں لہٰذا جو دلائل و براہین اس حدیث کے موضوع و مکذوب ہونے پر دلالت کرتے ہیں بعینہ وہی ادلہ اس تتمہ کے بطلان پر بھی دلالت کرتے ہیں اور اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو کون کہتا ہے کہ "اصحابی" سے مراد آنحضرتؐ کے تمام صحابہ ہیں۔ جن میں ہر مکتب خیال کے لوگ شامل ہیں تاکہ ان کو مقتدا قرار دینے سے بے شمار مفاسد لازم آئیں۔ بلکہ یہاں آنحضرتؐ کا اپنی طرح ان صحابہ کے نظریات کے اتباع کو موجب نجات قرار دینا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ ان سے مراد کچھ مخصوص صحابہ کرام ہیں جو شرف صحبت کے ساتھ ساتھ شرف قرابت نسبی سے بھی سرفراز ہیں (جیسا کہ حدیث اصحابی کالنجوم اور حدیث خلفاء راشدین کے ذیل میں تیسرے باب میں اس امر پر روشنی ڈالی جا چکی ہے)

www.kitabmart.in

ظاہر ہے کہ عہدِ نبوی میں ایسے حضرات حضرت علیؑ اور ان کے دو لختِ جگر حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہم السلام ہی موجود تھے لہٰذا انہی کے مذہب و طریقہ کی پابندی کو موجبِ نجات قرار دیا گیا ہے۔ اگر خواہ مخواہ اس لفظ میں تعمیم پیدا کرنے پر اصرار ہو تو ان کے ساتھ بعض صحابۂ اخیار مثل سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ اور عمارؓ و امثالہم رضوان اللہ علیہم جو کسی امر میں بھی ان ائمہ اطہار کے اوامر و نواہی سے سرِ مو تخطی و تجاوز نہیں کرتے تھے ان کا بھی اضافہ کر لیجئے۔ لیکن اس صورت میں بھی درحقیقت مقتدیٰ و پیشوا ائمہ ہدیٰ ہی رہیں گے کما لا یخفیٰ۔

ایک غلطی کا ازالہ

کہا جاتا ہے کہ خصال شیخ صدوق (کتاب شیعہ) میں اس حدیث کا ایک تتمہ موجود ہے جس سے اہل سنت کی حقانیت سمجھی جاتی ہے اس میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ نے حدیث "ستفترق امتی الخ" ارشاد فرمائی تو بعض لوگوں نے اس فرقہ ناجیہ کے متعلق استفسار کیا آپ نے تین مرتبہ فرمایا الجماعۃ۔ الجماعۃ۔ الجماعۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناجی فرقہ اہل السنت والجماعۃ ہے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ ان حضرات کی محض خوش فہمی ہے جو اس فقرہ سے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنا چاہتے ہیں ورنہ یہ تتمہ حدیث بچند وجہ ان کے لئے ناقابل احتجاج و استدلال ہے۔

اولاً

اس لئے کہ اس روایت کے رجالِ سند تمام سنی ہیں بالفاظِ دیگر یہ سنیوں کی روایت ہے جسے شیعوں کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا اگر شک ہو تو راویوں کے نام ہم ذکر کئے دیتے ہیں۔ زحمت فرما کر کتبِ رجال میں ان کے حالات دیکھ کر اطمینانِ قلب حاصل کر سکتے ہیں راویانِ حدیث یہ ہیں۔ ابو احمد محمد ابن جعفر بغدادی شافعی از مجاہد بن امین بن داؤد۔ از محمد ابن عقیل بن طیبہ از سعید ابن ابی ہلال از انس ابن مالک" ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اگر یہ روایت سنیوں کی تھی تو شیخ صدوقؒ نے اسے اپنی کتاب میں کیوں درج کیا اس کے متعلق واضح ہونا چاہیئے کہ کتاب خصال ان روایات کے باب میں تالیف کی گئی ہے جن میں کوئی خاص عدد مذکور ہے چنانچہ شیخ صدوقؒ نے ایک عدد سے شروع کر کے ہزار عدد پر مشتمل روایات اس میں درج کی ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے شیعوں اور سنیوں کی روایات میں کوئی تفریق نہیں فرمائی بلا استثناء انہیں جو احادیث اس موضوع پر ملی گئی ہیں درج کتاب کر دی ہیں۔ چنانچہ تقریباً کتاب کے ہر باب میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کما لا یخفیٰ علی من طالع ذلک الکتاب۔

ثانیاً

اس کے علاوہ تتبع و جستجو سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے برادران اسلام نے اس حدیث مزعوم میں کتر بیونت سے کام لیا ہے۔ یہی تتمہ تفسیر درِ منثور میں ان لفظوں میں نظر آتا ہے الاخذ بما انا علیہ واصحابی الیوم یہاں "الیوم" کی قید موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب کے موجودہ نظریات کا پابند ہو۔ یہ "الیوم" کی قید غالباً پیغمبر اس لئے لگا رہے تھے

www.kitabmart.in

کو آپ کے علم میں تھا کہ آپؐ کے بعد آپ کے اصحاب کے نظریات میں بڑا تغیر و تبدل ہو جائے گا۔ جو آج رسول کے سامنے غدیر کے میدان میں بخ بخ لک یا ابن ابی طالب کہہ کر مبارک باد دے رہے ہیں وہی پیغمبر کی آنکھ بند ہو جانے کے بعد امیر المومنینؑ سے منحرف ہو کر سقیفائی خلافت کی داغ بیل ڈالیں گے نیز یہ بھی پتہ چلا کہ رسول کی زندگی میں تمام اصحاب کا ایک نظریہ تھا اور سب متفقہ طور پر امیر المومنینؑ کو پیغمبر کا خلیفہ و جانشین سمجھتے تھے۔

ثالثاً

یہ حدیث لکھنے کے بعد خود جناب صدوق علیہ الرحمۃ نے اس کا جواب دے دیا ہے فرماتے ہیں قال مصنف هذا الكتاب الجماعة اهل الحق وان قلوا فقد روى عن النبى صلعم انه قال المومن وحده حجة والمومن وحده جماعة اس کتاب کا مصنف شیخ صدوقؒ کہتا ہے کہ "جماعت" سے مراد اہل حق ہیں اگرچہ تعداد میں کم ہی ہوں، آنحضرتؐ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا مومن تنہا حجت ہوتا ہے اور مومن تنہا جماعت ہے" اس قسم کی روایات جن میں اہل حق کو جماعت سے تعبیر کیا گیا ہے اگرچہ قلیل ہوں، کتب اہل سنت میں بھی موجود ہیں (ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۵ الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۰۲ وغیرہ) ان حقائق کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ بنا بر صحت روایت آنحضرتؐ کا "الجماعة" فرمانا بمنزل اس کے ہے جیسے یہ کہا جائے کہ اہل حق ناجی فرقہ ہے۔" اب رہا یہ امر کہ اہل حق کون سا فرقہ ہے؟ یہ اس حدیث میں مذکور نہیں اسے دلائل و قرائن خارجیہ سے معلوم کرنا چاہیئے۔ بحمدہ تعالیٰ متعدد دلائل عقلیہ و نقلیہ اس امر پر موجود ہیں کہ وہ اہل حق فرقہ حضرات شیعہ خیر البریہ ہیں۔ منجملہ ان ادلہ کے تفسیر اثنا عشر والاحوالہ بھی ہے جو ابھی اوپر ذکر ہو چکا ہے اگر بالفرض کسی وسواسی آدمی کی اس سے بھی تسلی نہ ہوئی ہو بلکہ اس فرقہ ناجیہ کی تعیین کے متعلق پیغمبر اسلامؐ کی تصریحات دیکھنے کا مشتاق ہو تو ہم اس کی ضیافت طبع و نیز اتمام حجت کے لئے اس سلسلہ میں کچھ تصریحات بھی پیش کئے دیتے ہیں ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حى عن بينة۔

فرقہ ناجیہ معلوم کرنے کا تیسرا طریق

اس سلسلہ میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کی بکثرت احادیث موجود ہیں جو فرقہ ناجیہ کی تعیین پر بالصراحت دلالت کرتی ہیں چنانچہ تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی ص ۳۱ پر ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ قال نظر النبى صلى الله عليه وسلم الى على ابن طالب فقال هذا وشيعته هم الفائزون يوم القيمة حضرت رسول خدا نے حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ اور ان کے شیعہ ہی قیامت کے دن رستگار ہوں گے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے یوں فرمایا "انت فى الجنة وشيعتك فى الجنة" حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آیہ مبارکہ "ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية" نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خیر البریہ انت وشيعتك تاتى يوم القيامة

www.kitabmart.in

انت وشیعتک ... راضین مرضیین ویاتی اعداءک غضاباً علیھم مغلولین. فرمایا کہ خیر البریہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش وخرم آئیں گے اور تمہارے دشمن طوق وزنجیر میں جکڑے ہوئے غضب رسیدہ وارد ہوں گے۔" وھکذا فی نور الابصار للشبلنجی ص طبع مصر۔

فرائد السمطین جزو اوّل باب ۳۱ میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پیغمبر اسلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آنحضرتؐ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا قد جاءکم اخی تمہارے پاس میرا بھائی آگیا۔ ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ" پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً یہ اور اُن کے شیعہ ہی قیامت کے دن رستگاری حاصل کرنے والے ہیں۔"

ینابیع المودۃ باب ۲۱۴ پر بحوالہ کتاب فردوس الاخبار دیلمی ومودۃ القربیٰ ہمدانی، جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "علی وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ" ترجمہ وہی ہے جو ابھی اوپر بیان ہوا یہی روایت وسیلۃ المتعبدین ونزل السائرین اور کنوز الحقائق میں بھی موجود ہے (علی ما نقل عنھا)

مناقب خوارزمی فصل ۱۹ پر بطریق عدیدہ ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام کے فضائل ومناقب کا تذکرہ ہے منجملہ ان کے یہ بھی فضیلتیں بھی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا وانہ اعلم الناس علماً واقدم الناس سلماً وانہ وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ حضرت علیؑ ازروئے علم سب لوگوں سے زیادہ عالم اور ازروئے اسلام سب سے مقدم اور وہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن فائز المرام ورستگار ہوں گے۔"

صواعق محرقہ ص ۱۵۹ طبع جدید پر ہے اخرج الدیلمی انہ قال یا علی ان اللہ غفرلک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین۔ دیلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ بے شک خداوند عالم نے تمہیں اور تمہاری ذریت اور اہل و اولاد اور تمہارے شیعہ اور تمہارے شیعہ کے محبوں کو بخش دیا ہے لہٰذا تمہیں اس امر کی بشارت ہو تم انزع وبطین ہو۔"

اسی ص ۱۵۹ میں باسناد جمال الدین محمد ابن یوسف زرندی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب آیت "خیر البریہ" نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا "یا علی انت وشیعتک خیر البریۃ تاتی یوم القیامۃ انت وشیعتک راضین مرضیین ویاتی عدوک غضاباً مقحمین۔ اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ خیر البریہ ہیں تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن نہایت خوش وخرم آئیں گے اور تمہارے دشمن اس حال میں آئیں گے کہ وہ غضبناک ہوں گے اور ان کے ہاتھ پشت گردن

www.kitabmart.in

بندھے ہوئے ہوں گے نیز اسی کتاب کے اسی صفحہ ۱۵۹ میں مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا یا ابا الحسن اما انت وشیعتک فی الجنۃ اے ابوالحسن! آگاہ ہو جاؤ کہ تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے۔

نیز صفحہ ۱۵۶ پر آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ فرمایا انت وشیعتک تردون علی الحوض رواءً مرضیین مبیضۃ وجوھھم وان عدوک یردون علی الحوض ظماءً مقمحین اے علی! تم اور تمہارے شیعہ حوضِ کوثر پر اس حالت میں وارد ہوں گے کہ تم سیراب ہوگے اور تمہارے چہرے سفید ہوں گے اور تمہارے دشمن جب حوض پر آئیں گے تو وہ پیاسے ہوں گے اور ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے۔

نیز صواعق کے اسی صفحہ ۱۵۹ پر مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یا علی انت واصحابک فی الجنۃ انت وشیعتک فی الجنۃ" اے علی اور تمہارے اصحاب وشیعہ جنت میں جائیں گے"۔

مناقب ابن مردویہ اور مناقب ابن مغازلی اور مناقب خوارزمی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ قال سئلت رسول اللہ عن قولہ تعالیٰ والسابقون السابقون اولئک المقربون فقال لی جبرئیل ذالک علی وشیعتہ السابقون الی الجنۃ المقربون من اللہ بکرامتہ لھم۔ میں نے آنحضرتؐ سے قول خداوندی "السابقون السابقون" کے متعلق پوچھا کہ وہ سابق اور مقرب بندے کون ہیں؟ فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں جو جنت کی طرف سبقت کریں گے اور خداوند عالم کی کرامت وبزرگی سے مقرب بارگاہ ہوں گے۔ اس قسم کی احادیث شریفہ کا ایک وافر ذخیرہ کتاب تفسیر در منثور ج ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مصر میں موجود ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

تبصرہ ان احادیث شریفہ میں وارد شدہ لفظ "شیعہ" سے اس فرقہ حقہ کا مراد ہونا جو قدیم الایام یعنی ابتدائے اسلام سے "شیعہ علی" کہلاتا چلا آرہا ہے ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا کوئی صاحب عقل و انصاف انکار نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ سب فقہاء و متکلمین اور سنی علمائے محققین نے اس امر کا اقرار و اعتراف کر لیا ہے کہ یہ لفظ اس فرقہ حقہ کے ساتھ مختص ہے چنانچہ ابن خلدون اپنے مقدمہ تاریخ صفحہ ۱۹۶ طبع مصر پر رقمطراز ہیں اعلم ان الشیعۃ لغۃ ھم الصحب والاتباع ویطلق فی عرف الفقھاء والمتکلمین من الخلف والسلف علی اتباع علی و بنیہ رضی اللہ عنھم الخ جاننا چاہیے کہ شیعہ باعتبار لغت کے اصحاب واتباع کے معنی میں آتا ہے لیکن متقدمین و متاخرین فقہا و متکلمین کے نزدیک اس لفظ کا اطلاق حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے پیروؤں پر ہوتا ہے"۔ اسی طرح شہرستانی اپنی مشہور کتاب

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

ملل ونحل ج ۱ ص۹۲ طبع ایران پر بذیل عنوان "الشیعہ" رقمطراز ہیں "ھم الذین شایعوا علیاً علیہ السلام بالخصوص وقالوا بامامتہ وخلافتہ نصاً ووصیۃً اما جلیاً واما خفیاً"۔ شیعہ وہ فرقہ ہے جو بالخصوص حضرت علیؑ کی متابعت کرتا ہے (یعنی دوسرے برسر اقتدار لوگوں سے کچھ سروکار نہیں رکھتا) وہ آنجناب کی امامت وخلافت کو منصوص سمجھتا ہے خواہ نص جلی ہو یا نص خفی"۔ اسی طرح کتب لغات مثل قاموس ونہایہ ابن اثیر وغیرہ میں اس لفظ کا اس فرقہ حقہ کے ساتھ مختص ہونا مذکور ہے قطع نظر دیگر شواہد ودلائل کے خود ان علمائے کبار اہلسنت کے اعتراف واقرار سے واضح وآشکار ہوگیا کہ اس لفظ (شیعہ) کے مصداق وہی لوگ ہیں جو حضرت علیؑ اور ان کی اولاد امجاد کی امامت (خلافت منصوصہ کے قائل ہیں (نہ بالاجماع والشوریٰ) وھذا واضح غایۃ الوضوح "کالشمس فوق السطوح"۔

ازالۂ شبہ آج کل اہلسنت کے بعض رسائل واخبار میں نظر قاصر سے گزرا ہے کہ وہ شیعہ کے معنی گروہ متبع ومطیع ہیں لیکن شیعہ قرآن وحدیث میں کسی خاص مذہب کا عنوان بن کر نہیں آیا" اس تحقیق جدید کے قائل کا جو مقصود ہے وہ واضح ہے کہ ان فضائل کو فرقہ حقہ سے سلب کرکے ہر کہ ومہ کو اس میں شریک کرنا چاہتا ہے بہرکیف یہ شبہ بچند وجہ باطل ہے۔

اولاً اس لئے کہ اگر یہ لفظ قرآن وحدیث میں کسی خاص فرقہ کا عنوان بن کر نہ آیا ہوتا" تو یہ علمائے نقاد متکلمین کس طرح اسے اس خاص فرقہ حقہ سے مختص کر سکتے تھے؟ آیا کوئی سُنی اپنے ان علمائے متبحرین کے متعلق ایسا خیال کر سکتا ہے کہ انہوں نے خلاف منشاء خدا ورسولؐ ایسے لفظ کو جس میں اکثر فرق اسلام شریک تھے فقط ایک خاص جماعت سے مخصوص کر دیا۔ ماننا پڑے گا کہ ان حضرات نے یہ اختصاص قرآن وحدیث ہی کی روشنی میں لکھا ہے۔

ثانیاً ابن حجر مکی (جنہوں نے صواعق محرقہ ص۱۵۲ طبع مصر جدید پر ایسی ہی چند روایات لکھنے کے بعد لکھا ہے "شیعتہ ھم اھل السنۃ" یعنی حضرت علیؑ کے شیعہ اہل سنت ہیں) اور شاہ عبدالعزیز دہلوی (جنہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے ص۱۲ پر لکھا ہے "آں شیعہ اولیٰ کہ فرقہ اولیٰ وتفضیلیہ در زمان سابق بہ شیعہ ملقب بودند" یعنی فرقۂ تفضیلیہ سنیہ کا پہلے نام شیعہ تھا شاہ صاحب نے تحفہ کے ص۸ پر یہاں تک لکھ دیا کہ "دریں رسالہ مکشوف خواہد شد کہ شیعہ اولیٰ عبارت از جمیع مہاجرین وانصار" ان حضرات کی تحقیقات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لفظ عہد رسالت میں ایک خاص فرقہ کے ساتھ اختصاص پیدا کر چکا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ فرقہ ان کے نزدیک اہل سنت ہے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمیشہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں لفظ "شیعہ" موجود ہی نہیں۔ اب آئیں اور اپنے بزرگوں کی تحقیقات دیکھیں

www.kitabmart.in

کہ فضائل شیعہ کی مستند روایات دیکھ کر کس طرح ان کی رال ٹپکنے لگی ہے ولقد صدق قدح لیس منها۔

ثالثاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ لفظ قرآن و حدیث میں کسی خاص مذہب کا عنوان نہیں ہے تو بھی اس سے ہمارے مقصد پر ہرگز کوئی زد نہیں پڑتی کیونکہ یہ تشکیک ٹھیک جب ہمارے مدعا پر کچھ اثر انداز ہو سکتی تھی جب کہ احادیث نبویہ میں مطلق "شیعہ" کے فضائل و مناقب وارد ہوتے اور اس لفظ کی نسبت کسی خاص شخصیت کی طرف نہ دی گئی ہوتی تب شاید یہ کہنے کی گنجائش ہوتی کہ لفظ شیعہ کسی خاص مذہب کا عنوان نہیں ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کسی ایک حدیث میں بھی مطلق "شیعہ" کی کوئی فضیلت بیان نہیں کی گئی بلکہ جس قدر احادیث اس باب میں وارد ہوئی ہیں ان سب میں اس کی نسبت و اضافت حضرت علی علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے یعنی "شیعۂ علیؑ" کے فضائل و محامد بیان کئے گئے ہیں جس سے اب یہ لفظ ایک خاص مذہب کا عنوان بن گیا ہے والحمد للہ رب العالمین

اب رہا فقط یہ امر کہ یہ خاص فرقہ کون سا فرقہ ہے آیا اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو آج کل "اہل سنت والجماعت" کہلاتے ہیں یا وہ جو قدیم الایام سے "شیعہ علی" علیہ السلام کہلاتے چلے آرہے ہیں اس کا فیصلہ بآسانی کیا جا سکتا ہے نیز قطع نظر ان دلائل و براہین کے اس امر کا فیصلہ خود ناظرین کرام کے انصاف پر چھوڑا جاتا ہے وہ خود ہی بتلائیں کہ وہ کون سا فرقہ ہے جو اس جلیل القدر لقب سے ملقب ہے، اور وہ کون سا فرقہ ہے جو لوگوں کے خود ساختہ خلفاء کو چھوڑ کر حضرت علیؑ اور ان کی اولاد طاہرین کی منصوص خلافت و امامت کا قائل ہے؛ وہ کون سا فرقہ ہے جو سب نام نہاد پیشواؤں کو چھوڑ کر اپنے تمام اصول و فروع میں علیؑ و اولاد علیؑ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے، اور وہ کون سا فرقہ ہے جو علیؑ و اولاد علیؑ کے فضائل و مصائب کی مجالس و محافل کے انعقاد کو بہترین عبادت شمار کرتا ہے، ارباب انصاف کے لئے ان سوالات کا جواب بالکل آسان ہے۔ آنچہ کہ عیاں است چہ حاجت بیان است۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات بھی واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ "شیعہ علی" ایک نہایت قدیم فرقہ حقہ ہے جس کا بیج سرکار رسالت مآبؐ نے اپنے اعلان نبوت کے ساتھ ہی اپنے دست حق پرست سے زمین اسلام میں بویا تھا نیز خود ہی اس کی آبیاری کی تھی اور اسے پروان چڑھایا تھا۔ انہی حقائق سے ان اہل عناد کے اس قول باطل کا بطلان و فساد بھی اظہر من الشمس ہو جاتا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا کی پیداوار ہے[1] فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

---

[1] اس کی تفصیل رد دیکھنے کے شائقین ہماری تازہ طبع ہونے والی کتاب "تجلیات صداقت" کی طرف رجوع فرمائیں —— (منہ عفی عنہ)

www.kitabmart.in

فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا چوتھا طریق

مسلمانوں کے درمیان جو سب سے زیادہ نزاعی مسئلہ ہے اور جس پر نجات و فلاح اخروی کا دار و مدار سمجھا جاتا ہے وہ ہے مسئلہ امامت۔ مذہب شیعہ سرکار ختمی مرتبت کے بعد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد میں سے گیارہ ائمہ معصومین کی خلافت و امامت مطلقہ کا قائل ہے اور باقی سب فرق اسلام حضرت ابوبکر و عمر و غیرہ کو آنحضرت کے خلفاء سمجھتے ہیں لیکن جب اس کتاب میں دلائل و براہین سے مذہب شیعہ کے نظریات کی حقانیت اور ائمہ اہل بیتؑ کی امامت مطلقہ ثابت ہو چکی تو اس سے مذہب شیعہ کا فرقہ ناجیہ ہونا بھی واضح و لائح ہو گیا۔ کما لا یخفی۔

فرقۂ ناجیہ معلوم کرنے کا پانچواں طریق

یہ وہ طریق ہے جسے محقق طوسی نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ فاضل دوانی نے شرح عقائد میں نقل کیا ہے لکھتے ہیں "قال ابن المطہر الحلی فی تصانیفہ قد باحثنا فی ہذا الحدیث مع الاستاذ نصیر الدین محمد الطوسی فی تعیین المراد من الفرقۃ الناجیۃ فاستقر الرأی علی انہ ینبغی ان تکون الفرقۃ مخالفۃ لسائر الفرق مخالفۃ کثیرۃ وما ہی الا الشیعۃ الامامیۃ فانہم یخالفون غیرہم من جمیع الفرق مخالفۃ بینۃ بخلاف غیرہم من الفرق فانہم متقاربون فی اکثر الاصول انتہی ملخصہ" یعنی ابن مطہر حلی (معروف بہ علامہ حلی) نے اپنی تصانیف (منہاج الکرامۃ وغیرہ میں) کہا ہے کہ اس حدیث میں وارد شدہ فرقہ ناجیہ کی تعیین میں استاد محقق نصیر الدین طوسی کے ساتھ مباحثہ کیا نہایت غور و خوض کے بعد یہ طے پایا کہ لازم ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ باقی سب (بہتر) فرقہائے اسلام کے ساتھ (اصول و فروع میں) مخالف و مباین ہو (کیونکہ آنحضرتؐ نے بہتر فرق کو ایک طرف ہالک قرار دیتے ہوئے ان کے مقابلہ میں ایک فرقہ کو ناجی قرار دیا ہے) اور ظاہر ہے کہ ایسا فرقہ جو ان امور میں باقی فرقوں کا مخالف ہے وہ فرقہ شیعہ امامیہ ہی ہے کیونکہ یہی (سب اصول و فروع میں) باقی فرق اسلام کے ساتھ کھلم کھلا مخالفت و مباینت رکھتا ہے بخلاف باقی فرقوں کے کہ وہ اکثر اصول و فروع میں باہم قریب قریب ہیں انتہی یہ بیان حقیقت ترجمان ایسے حقائق پر مشتمل ہے جس کا کوئی صاحب اطلاع و انصاف انکار نہیں کر سکتا۔ کون نہیں جانتا کہ بہتر فرق اسلام اصول عقائد میں تقریباً متفق ہیں اگر کسی معمولی جزئی مسئلہ میں اختلاف ہوتا بھی ہے تو دوسرے مسائل میں پھر اتفاق ہو جاتا ہے بالخصوص مسئلہ امامت میں تو سب ہی متفق ہیں کہ یہ اجماع و شوریٰ سے منعقد ہو جاتی ہے اور یہ کہ خلفائے رسول ابوبکر و عمر و عثمان ہیں اور فروع دین میں سب کے سب فقہائے اربعہ حضرات ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد حنبل کے تابع ہیں معلوم ہوا کہ بہتر فرق اسلام اصولاً و فروعاً ایک طرف ہیں اور مذہب شیعہ ان سب کے مقابلہ میں وہ واحد فرقہ ہے جو اکثر اصول و فروع میں ان

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

کے مخالف ہے اور اپنے کے سب اصول و فروع کو ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اخذ کرتا ہے وہ اجماعی وشورائی اماموں کو باطل سمجھتے ہوئے ائمہ اہل بیتؑ کی منصوص امامت و خلافت کا قائل ہے شیعہ فرقہ ہی ہے جو عدلِ خداوندی کو اصول میں داخل سمجھتا ہے۔ جبکہ دوسرے مسلمان اس کے قائل ہی نہیں اسی طرح سب فرق اسلام وضو میں پاؤں دھوتے ہیں۔ صرف فرقہ شیعہ امامیہ ہے جو پاؤں کا مسح کرتا ہے دیگر قریباً تمام فرقے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں فرقہ شیعہ ہی ہے جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کو واجب سمجھتا ہے۔ شیعہ فرقہ خمس کو واجب جانتا ہے جبکہ دوسرے اس کے عامل تو کجا قائل ہی نہیں ہیں۔ و علیٰ ہذا القیاس سینکڑوں مسائل میں دوسرے فرق اسلام متفق نظر آتے ہیں اور صرف فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ ان کا مخالف دکھائی دیتا ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ وہ فرقۂ ناجیہ جس کی پیشین گوئی سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی وہ یہی فرقۂ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ فی البریہ ہے جو مطابق حدیث سفینہ و ثقلین و صدہا دیگر آیات و احادیث کشتی نجات اہلبیتؑ پر سوار اور انہی کے دامن سے متمسک ہے اور اپنے سب اصول و فروع کو اسی خانوادۂ عصمت و طہارت سے اخذ کرتا ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

SIBTAIN.COM

اذا شئت ان ترضی لنفسک مذھباً ینجیک یوم الحشر من لھب النار
فدع عنک قول الشافعی و مالک واحمد والمروی عن کعب ابن احبار
ووال اناساً قولھم وحدیثھم روی جدنا عن جبرئیل عن الباری

قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم بوکیل۔

؎ بس جور کشیدیم دریں راہ کہ بہ پرسیدم المنۃ للہ کہ بہ مقصود رسیدیم
بس عقدۂ مشکل کہ دریں راہ کشودیم بس گم شدگان راکہ بغریا در سیدیم

ولیکن ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذا الکتاب المستطاب بعون اللہ الوھاب علی سبیلِ غایۃ الاستعجالِ مع تشتت البال و توزّع الاحوال و تراکم الاھوال حامداً للہ سبحانہ علی حسن توفیقہ لخدمۃ الدین ومُصَلّیاً ومُسلماً علی سید المرسلین وعترتہ الطیّبین الطاھرین المعصومین دائماً اسئل مستشفعاً بہ وبھم صلوات اللہ علیہ وعلیھم اجمعین ان یجعل ھذا الکتاب المستطاب وسائر اعمالی لوجھہ الکریم وذخراً لیوم الدین وان ینفع بہ طالبی الصراط المستقیم انہ خیر موفق و

www.kitabmart.in

معين وكان الفراغ من تسويده ضحوة يوم الخميس الرابع والعشرين من ذى الحجّہ الحرام الموافق للعيد السعيد المباهلة من شهور سنة ثلث مائة وثمانية وسبعين بعد الالف من هجرة سيّد الانام على مهاجرها الاف التحية والسلام على يد مُصنّفه العبد الجانى والضعيف الفانى المتمسك بالثقلين الاحقر محمد حسين صانه الله من كل شين ومين وحشره مع ائمة المصطفين فاسعده بذالك فى النشاتين فى البلدة المباركة النجف الاشرف على مشرفها الاف التحيات والصلوات من بلاد العراق صانها الله تعالى من جميع الآفات والبليات ومتعها بالخيرات بجاه سادة البريات، اللّٰهمّ صلّ على محمّد وآل محمد

وقد حصل الفراغ من النظر الثانى عليه عصر يوم الثلاثا السابع والعشرين من شهر الصيام من شهور ١٣٩٦ه. والحمد لله اولاً وآخراً وظاهراً وباطناً.

SIBTAIN.COM

۱۵-۱۰-۷ء

کتابت

محمد یعقوب، محمد اشرف جمیل ممتاز

ممتاز الکتابت

سرگودھا

www.kitabmart.in

خاتمۂ کتاب در تقاریظ کتاب

حوزۂ علمیہ نجف اشرف کے مجتہدین عظام کے تقاریظ

سید الفقہاء والمجتہدین مکرم حجۃ الاسلام آیت اللہ آقا السید محمد جواد التبریزی النجفی اعلی اللہ مقامہ

SIBTAIN.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم وللہ الحمد - غیر خاف ان الکتابین الجلیلین (تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین) واثبات الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار) الذین سہر فی تالیفہما ولدنا العزیز المجتہد الالمعی العلامۃ المنطیق الشیخ محمد حسین النجفی صانہ اللہ وحماہ من النفس ما الف فی ہذا الباب فالحق والحق اقول لقد ابدع فیما الف واعجب فیما حرر ومنعت اکرم بہ مؤلفا قد انہض عزیمتہ بعد ما کانت قاعدۃ ودبہ ہمتہ بعد ما کانت راکدۃ وہز لجامد من نشاط وموج الخامد من انبساط فاتی بہذین المؤلفین بثوبہما القشیب وصورتہا العجیبۃ الرائقۃ شکر اللہ تعالی سعیہ وکثر فی العلماء من امثالہ اسال اللہ تعالی ان یمدہ بتائیدہ ویوفقہ لامثالہ من الخدمات للشرع الشریف والدین الحنیف بجاہ النبی وآلہ - (محمد الجواد الطباطبائی التبریزی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولد عزیز مجتہد المعی علامہ منطیق شیخ محمد حسین صانہ اللہ کی کتابیں "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" اور "اثبات الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" علم مناظرہ کی سب سے زیادہ نفیس کتابیں ہیں جن کی تالیف میں ممدوح نے راتیں جاگ کر کاٹی ہیں۔ یہ صحیح بات ہے اور میں ہمیشہ صحیح بات کہتا ہوں کہ مولانا کی یہ تالیف بڑی انوکھی اور پسندیدہ ہے کتنا باشرف ہے وہ مؤلف جس نے اپنے عزم نشستہ کو اپنی ہمت ساکن کو متوجہ کر کے اپنے نشاط جامد کو جھنجھوڑ کر اپنے دریائے انبساط کو متموج بنا کر یہ دو کتابیں جدید لباس اور خوشنما و پسندیدہ شکل و صورت میں تصنیف کر ڈالیں۔ خداوند عالم ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور صف علماء میں ان کے امثال کی تعداد

www.kitabmart.in

زیادہ کرے۔ میں بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے تائیدات موصوف کے شامل حال رکھے اور اسی طرح دین و شریعت کے خدمات کی توفیق کرامت فرمائے۔ (حجۃ الاسلام) محمد جواد الطباطبائی التبریزی)

شیخ الفقہاء والمتکلمین فخر المتقدمین والمتاخرین کالحر حجۃ الاسلام العالم الربانی آیت اللہ آقا شیخ عبدالکریم الزنجانی اعلی اللہ مقامہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف انبیائہ محمد وآلہ الطاہرین وبعد فانّ عمدۃ العلماء المحققین وسند الفقہاء والمتکلمین ونخبۃ اہل العرفان والیقین جناب الشیخ محمد حسین الباکستانی دامت برکاتہ قد قضی شطراً من عمرہ فی تحصیل العلوم الدینیۃ والمعارف الالٰہیۃ فی حوزۃ النجف الاشرف نارہا اللہ شرفاً وجدّ واجتہد فألّف وصنّف، وأحسن فی کل ذلک وأفاد وسلک مسالک ارباب السداد، وأخصّ بالذکر کتابیہ الجلیلین الأوّل (تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین) والثانی (اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار) فانہ افاد فیہا واجاد واحرز اقصی المراد وہی وسیلۃ الارشاد الی ما فیہ الفوز فی المبدأ والمعاد، مع ما فیہ جلّ شانہ من قوۃ الاستعداد وبحث اخواننا المؤمنین علیہم منی سلام اللہ رب العالمین علی اتباعہ والترکون الیہ والاستفاضۃ بافاضۃ واقتفاء آثارہ، فانہ لا یدلّ الا علی ہدی ولا یعتدّ الا عن ردی، والرجاء ان لا ینسانی من صالح دعائہ کما لا انساہ و اللہ یحفظہ ویرعاہ)

کتب فی النجف الاشرف فی ۲۲ شعبان المعظم سنۃ ۱۳۷۹) عبدالکریم الزنجانی النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمدۃ العلماء المحققین سند الفقہاء والمتکلمین نخبۃ اہل العرفان والیقین جناب شیخ محمد حسین پاکستانی دامت برکاتہ، نے اپنی عمر کا ایک حصہ حوزۂ علمیہ نجف اشرف میں علوم دینیہ اور معارف الٰہیہ کی تحصیل میں گزارا آپ نے بڑی جد و جہد فرمائی اور تصنیف و تالیف کی ہر علمی شعبہ میں آپ کے حسین و مفید آثار ہیں۔ ممدوح ارباب سداد و صواب کی راہ پر گامزن رہے۔ آپ کے آثار علمیہ میں خصوصی طور پر دو کتابیں ہیں اول "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" اور دوسری "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" یقیناً ممدوح نے ان کتابوں میں بڑے خوب خوب افادات فرمائے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ آپ اپنی انتہائی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ موصوف نے مبدأ و

SIBTAIN.COM

معاد کے مرحلوں میں کامیابی کے لئے وسیلۂ ارشاد و ہدایت مہیا فرما دیا۔ اس سب کے ساتھ خداوند عالم نے آپ کو قابلیت و استعداد کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ میں اپنے برادرانِ ایمانی کو متوجہ کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کی پیروی کریں ان کے انوارِ علمی سے اپنے قلوب کو منور فرمائیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ مولانا ہمیشہ صحیح راستہ کی ہدایت فرمائیں گے اور ہلاکتوں کی راہوں سے روکیں گے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے اپنی نیک دعاؤں سے فراموش نہیں کریں گے جیسا کہ میں بھی ان کو فراموش نہیں کروں گا خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(حجۃ الاسلام، عبدالکریم الزنجانی النجفی)

افتخار المحدثین و المجتہدین نحریر صناعۃ الحدیث و الرجال حجۃ الفرقۃ المحقۃ حجۃ الاسلام العالم الصمدانی آیت اللہ آقا الشیخ بزرگ الطہرانی اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد بن عبد اللہ و علی الائمۃ الاثنی عشر خلفائہ واولیاء اللہ من الآن الی یوم لقاء اللہ وبعد فان الشیخ العالم الفاضل الکامل البارع الماھر صاحبنا البار و صدیقنا الثقۃ الامین المدعو بالشیخ محمد حسین بن العبد الصالح المدعو بتاج الدین الپاکستانی البنجابی دامت برکات وجودہ الشریف قد وفقہ اللہ تعالیٰ للمھاجرۃ عن تلک البلاد وسھل لہ وسائل مجاورۃ الغری السری مشھد امیر المومنینؑ ومرقد باب علم النبی الامین صلوات اللہ علیھما وعلی ذریتھما المعصومین فی سنین کثیرۃ مستمدا فیھا من برکات باب العلم مشتغلاً بتحصیل علوم الدین و تکمیل مسائلھا بالحضور فی معاھد العلماء الاعلام والجلوس فی محافل الادباء العظام حتی نال من برکات تلک المشاھد بما اراد من تکمیل الاصول والفروع علماً و تھذیب نفسہ بمکارم الاخلاق والآداب عملاً وبسبب حیازتہ لمعالی العلو مرد تحلیتہ بمحاسن الاعمال وصرفہ لجمیع قواہ فیما خلقت لاجلہ صار نوراً یستضاء بہ وعالماً یستفید من برکات انفاسہ جمیع من اھل الفضل وطلبۃ علوم الدین ولقوۃ استعدادہ وعلو ھمتہ لم یقتصر علی کونہ مبلغاً بالتدریس والخطابۃ والبیان بل ضم الیھا الدعوۃ الی الحق بالکتابۃ والاستعانۃ بالقلم والبنان فالف فی بعض الآن فوائد تصانیف لا شیقۃ تکون ذکرا خالدا لہ وصدقۃ جاریۃ منہ الی الابد

www.kitabmart.in

منها هذا الكتاب المستطاب الحاكي اسمه عن جلالة مقداره وشرف موضوعه (اثبات امامة الائمة الاطهار) في نقل الآيات والاخبار والحاوي لابطال ما لفقه الجمهور في مبحث الامامة وكتابه الآخر الجليل المتين الموسوم (بتحقيقات الفريقين) في حديث الثقلين فهنيئاً للمؤلف النحرير بما اسدى الى طائفته من الخير الكثير وابدى لهم الحقائق بهذا التقرير والتحرير نسئل الله العلي القدير ان يوفقهم على اختلاف طبقاتهم بالتقدير لهذه النعمة العظمى والسعي في نشر هذين السفرين الجليلين ليعم الانتفاع بهما قاطبة لاهالي تلك الاصقاع اعاننا الله واياهم على فعل الخيرات انه مجيب الدعوات حرره بيده المرتعشة في مكتبته في النجف الاشرف صبيحة الجمعة سابع ربيع الاول من عام تسعة وسبعين وثلثمائة والف الفاني آقا بزرك الطهراني عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم كلما رقم في هذه الورقة صدر عن اهله ووقع في محله

(حجة الاسلام) الاحقر السيد ابوالقاسم الرشتي الحائري)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

SIBTAIN.COM

یقیناً جناب الشیخ العالم الفاضل الکامل البارع الماہر صاحبنا البار وصدیقنا الثقۃ الامین شیخ محمد حسین دامت برکات وجودہ الشریف کو خداوند عالم نے اپنے وطن مالوف سے ہجرت کی توفیق دی اور ان کے لئے مشہد امیر المومنین مرقد باب علم نبی نجف اشرف کی مجاورت کے وسائل واسباب فراہم کئے۔ کئی سال تک ممدوح برکات باب مدینہ علم سے امداد حاصل کرتے ہوئے جلیل القدر علماء اعلام کے مجالس درس میں حاضر ہو کر اور اساتذہ عظام کے محافل میں بیٹھ کر علوم ومسائل دینی کی تکمیل وتحصیل فرماتے رہے۔ الحمد للہ کہ ان مشاہد مشرفہ کی برکتوں سے آپ نے اپنے مقصود یعنی تکمیل اصول وفروع اور مکارم اخلاق وآداب سے تہذیب نفس کو پالیا۔ چونکہ مولانائے ممدوح تمام علوم عالیہ پر حاوی اور تمام محاسن اعمال سے آراستہ ہیں اور آپ نے اپنے جمیع قویٰ کو ان کے مقصد خلقت میں صرف کیا۔ اسی لئے موصوف ایک سراج علم بن گئے۔ جس سے لوگ نور حاصل کریں اور وہ عالم بے بدل جس کے برکات انفاس سے تمام اہل فضل اور طالبان علوم دین مستفید ومستفیض ہوتے ہیں آپ نے اپنی قوت استعداد اور علومیت کے سبب سے صرف اس پر اقتصار نہ کیا کہ تدریس علوم اور خطابت وتقریر کے ذریعہ حقائق دین کی تبلیغ وترویج کریں۔ بلکہ آپ نے تصنیف وتالیف اور قلم وبیان کی مدد سے دعوت الی الحق کو اپنا جزو تبلیغ قرار دیا۔ موصوف نے اپنے اوقات فراغت میں بڑے ہی حسین وخوشنما تصانیف فرمائے جو ابداً لآباد تک ان کے جاودانی ذکر کا سبب ہیں۔ ان تالیفات میں سے ایک کتاب "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار" ہے جس کی جلالت قدر اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب مبحث امامت میں اہل سنت کے خیالات کے ابطال کے لئے تالیف ہوئی ہے

دوسری جلیل القدر تصنیف "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" ہے میں ممدوح کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ان حقائق کو قلمبند فرما کر اور اس عظیم خدمتِ دینی کو انجام دے کر اپنی قوم پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ قوم و ملت کو اس نعمتِ عظمیٰ کی قدردانی کے لئے موفق فرمائے۔ حررہ بیدہ المرتعشہ

(حجۃ الاسلام) الفانی۔ آقا بزرگ طہرانی عفی عنہ

www.kitabmart.in

استاذ المجتہدین مرجع المومنین رکن الحوزۃ العلمیہ سرکار حجۃ الاسلام آیت اللہ العظمیٰ آقا سید عبداللہ الشیرازی ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء وجعل مدادہم افضل من دماء الشہداء لان الناس بتعلیماتہم یتعلمون الاحکام والقوانین وبارشاداتہم یرشدون الی الدین القویم والصراط المستقیم وببرکاتہم یحفظون عن الضلال المبین وشرور الابالسۃ من الجن والانس اجمعین ومنہم جناب المستطاب الشیخ الاجل فخر الفضلاء والمحققین وعماد العلماء العاملین الشیخ محمد حسین ابن تاج الدین المہدی الباکستانی دامت تاییداتہ

SIBTAIN.COM

فقد القی فی کتابیہ الشریفین تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین واثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار بما ہو حقیق ان یکتب فی اثبات الحق والحقیقۃ فی رد المعاندین والمنافقین وما ہو جدیر ان یحرر فی رفع شبہات الغافلین والجاہلین فللہ درہ وعلیہ سبحانہ اجرہ والرجاء ان یغتنم الناس وجودہ ولیستضیئوا بنور علمہ فان لاینسانی عن الدعاء فی الخلوات والجلوات ۱۹ ذیقعد الحرام ۱۳۷۹ عبد اللہ بن السید محمد طاہر الشیرازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

تمام تعریفیں ثابت ہیں اس اللہ کے لئے جس نے علماء کو علوم انبیاء کا وارث اور ان کے قلم کی روشنائی کو خونِ شہداء سے افضل قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہی علماء کے ہدایات و تعلیمات سے عوام الناس احکام و قوانین شریعت سیکھتے ہیں۔ انہی کے ارشادات سے انہیں دین قویم اور صراطِ مستقیم کی ہدایت ہوتی ہے۔ انہی کے برکات کے سبب وہ کھلی ہوئی گمراہیوں اور شیاطین جن وانس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ انہی جلیل القدر علماء کے فرد جناب مستطاب شیخ اجل فخر الفضلاء والمحققین عماد العلماء العاملین شیخ محمد حسین دامت تاییداتہ ہیں۔ ممدوح نے اپنی دونوں کتابوں "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" اور "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" میں وہی باتیں درج کی ہیں جو اثباتِ حق وحقیقت اور رد معاندین ومنافقین اور غافلین وجاہلین کے شبہات کے ازالہ میں لکھنا مناسب

... کو غنیمت سمجھیں اور

www.kitabmart.in

ان کے نور علم سے مستفیض ہوں۔ رحجۃ الاسلام، عبداللہ ابن السید محمد طاہر الشیرازی

مرجع العلماء المجتہدین فخر الفضلاء العالمین سرکار حجۃ الاسلام آیت اللہ آقا سید عبدالاعلیٰ الموسوی السبزواری الموسوی النجفی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد والہ الطاہرین واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائهم اجمعین الی یوم الدین وبعد فان جناب العالم الفاضل والکامل البارع ثقۃ الاسلام و مفخر الانام الشیخ محمد حسین الباکستانی دامت تائیداتہ ممن وفقہ تبارک و تعالیٰ للجد والجهد فی العلوم الاسلامیۃ والمعارف الالٰهیۃ فاستفادوا فادوالف واجاد و فی تالیفہ الشریفین (اثبات امامۃ الائمۃ الاطهار و تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین) ما لغنی العیان من البیان فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا ورفع لہ ذکراً وحلیٰہ بحلیۃ مارواہ الفریقان عن النبی الاعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم من حفظ من امتی اربعین حدیثاً مایحتاجون الیہ من امر دینهم بعثہ اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ فقیهاً عالماً ونسئل اللہ تعالیٰ ان ینفع بهما العباد ویجعلهما من ذخائرہ لیوم المعاد فان ینظر الی مؤلفہ بنظر الرحمۃ والقبول انہ تعالیٰ نعم المولیٰ ونعم المامول

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۷۹ ہجری قمری الاحقر عبد الاعلیٰ الموسوی السبزواری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک جناب عالم فاضل کامل بارع ثقۃ الاسلام مفخر الانام شیخ محمد حسین پاکستانی دامت تائیداتہ ان قابل قدر افراد میں سے ہیں جنہیں خداوند عالم نے علوم اسلامیہ اور معارف الٰہیہ میں جدوجہد کے لئے موفق فرمایا۔ آپ نے استفادہ کر کے افادہ کیا۔ تصنیف و تالیف فرمائی۔ موصوف کی دونوں کتابوں (اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار اور تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین) کے مطالعہ کے بعد آپ کے لئے کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے خداوند عالم موصوف کو جزاء خیر عطا فرمائے اور آپ کے ذکر کو بلند فرمائے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث شریف کے زیور سے آپ کو آراستہ کرے جو فریقین نے نقل کی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے چالیس ایسی حدیثیں محفوظ کر دے جن کی امت کو اپنے امور دینیہ میں ضرورت ہوتی ہے۔ اُسے

www.kitabmart.in

خداوند عالم روز قیامت فقیہ و عالم بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ ان دونوں کتابوں کو افراد قوم کے لئے مفید و نافع اور خود مؤلف علام کے واسطے ذخیرۂ آخرت قرار دے ان کی اس خدمت پر نظرِ رحمت و قبولیت فرمائے۔ انہ تعالیٰ نِعْم المولیٰ و نِعْم المامول۔

(حجۃ الاسلام، عبدالاعلیٰ الموسوی السبزواری)

کربلا معلّٰی کے بعض اعلام کی تقریظ

العالم المجاہد الباذل الفاضل شمر حجۃ الاسلام آیت اللہ آقا الشیخ محمد رضا الاصفہانی الحائری اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی ھدانا الصراط المستقیم ومن علینا ابعث الینا محمداً صلی اللہ علیہ والہ خاتم النبیین للارشاد والتعلیم وانزل علیہ کتاباً معجزاً لہ وتبیاناً للدین المبین ونصب ائمۃ لبیان ما فیہ لا یفترقان الی یوم الدین منھم بدر سبل الدرایۃ والیھم تنتھی طرق الروایۃ اما بعد فان الاخ الامجد العالم الفاضل الاسعد المترشح فی عنفوان الشباب لاحراز قصب السبق فی السداد والصلاح الشاھد سیماتہ باھلیتہ لنیل الفوز والفلاح جناب الشیخ محمد الحسین النجفی الپاکستانی الھندی کثر اللہ فی العلماء امثالہ قد الف کتاب تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین المروی عن النبیؐ بطرق عدیدہ بانہ قال فی مواضع متعددۃ انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وتصدی لبیان المراد من العترۃ واھل البیت فی ھذا الحدیث وقد اسعی شطراً من مطالبہ المنیفۃ وتحقیقاتہ اللطیفۃ علی وجہ الاجمال فللہ درہ وعلی اللہ برہ ولہ ایضاً کتاب اثبات امامۃ الائمۃ الاطھار فی ضوء العقل والآیات والاخبار لا زال موفقاً لنصرۃ الحق وتائید الدین حررہ بیدہ الجانیہ الفانیۃ محمد الرضا الاصفہانی الحائری فی ۲۵ ذی القعدۃ ۱۳۷۹ فی کربلاء المشرفۃ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اخ اعز امجد عالم فاضل اسعد جن کے عنفوان شباب سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ صلاح و سداد میں گوئے سبقت لے جائیں گے اور جن کے علائم و آثار بتاتے ہیں کہ وہ فوز و فلاح حاصل کریں گے

www.kitabmart.in

یعنی جناب الشیخ محمد حسین پنجابی پاکستانی ہندی۔ خداوند عالم علماء میں ان کے امثال زیادہ کرے۔ انہوں نے حدیث الثقلین جو کہ طرق متعددہ سے مقاماتِ متعددہ پر آنحضرتؐ سے مروی ہے کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین ہے۔ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں وارد شدہ الفاظ عترت، اہل بیت سے مراد کون بزرگوار ہیں۔ مؤلف نے اس کتاب کے اجمالاً بعض مطالبِ منیفہ اور تحقیقاتِ لطیفہ پڑھ کر سنائے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے ان کی دوسری کتاب "اثباتِ امامت الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" ہے۔ خدا انہیں نصرتِ حق و تائید دین کے لئے موفق فرمائے۔ حررہ بیدہ الجانیہ الفانیہ رحجۃ الاسلام) محمد رضا الاصفہانی الحائری۔

کاظمین شریفین کے بعض اعاظم علماء کی تقریظ

العالم النحریر والناقد البصیر مرجع الفقہاء العظام والمحدثین الفخام کا رحجۃ الاسلام آیت اللہ آقا السید محمد مہدی الموسوی الاصفہانی الکاظمی اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبنا محمد رسول اللہ والہ آل اللہ ثم علی رواۃ احکام اللہ ومشیدی دین اللہ وبعد فلا یخفی علی کل قریب وبعید ومن القی السمع وھو شھید دفی المداریب سعین شرف العلم وفضلہ وسمو قدرہ ومحلہ کما لا یخفی سمو درجۃ حاملیہ وفضل طالبیہ وقد وردت بذلک الآیات وتظافرت الروایات وقد ھاجر جمع کثیر وجم غفیر من قدیم الزمان الی ھذا الاوان من اقاصی البلدان وھجروا الاھل والاخوان بطلب ذلک والوصول الی ما ھنالک فکدوا وجدوا وسعوا واجتھدوا حتی وصلوا الی ما وصلوا وبلغوا الی ما بلغوا وممن ھاجر ملیدانہ وترک اخوانہ جناب العالم الالمعی والفاضل اللوذعی الادیب الاریب والوافر النصیب الفائز بالقدح المعلی والرقیب الفقیہ النبیہ والمحقق الوجیہ والثقۃ الامین والجوھر الثمین علم الاعلام وحجۃ الاسلام المتحلی بکل زین والمتخلی عن کل شین ابن المرحوم تاج الدین طاب ثراہ

www.kitabmart.in

الشیخ محمد حسین الفنجابی الباکستانی نزیل النجف الاشرف دار العلم والتحف دامت برکاته وعمت افاداته فسکن ارض الغری السری واخذ فی الاشتغال فی العلم من المنطوق والمفهوم سنین عدیدة ومدة مدیدة علی جماعة من الاعلام المعاصرین وثلة من الفقهاء الماهرین فاخذ منهم فوائدهم وتلقی عنهم علومهم وحرر دروسهم وضبط تقاریرهم وابحاثهم حتی بلغ درجة الاجتهاد وحاز ملکة الاستنباط وصار من اهل الارشاد وعد فی عداد الفقهاء الاعجاد فالف وصنف کتبا جمة فی مواضیع مهمة وقد اطلعنی علی تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین وکتاب اثبات امامة الائمة الاطهار فی ضوء العقل والآیات والاخبار ولکن لما کان ذلک باللغة الهندیة ولم یکن لنا حظ من ذلک حرمنا من ذلک لکنی سلمه الله وابقاه ومنا کل مکروه وقاه قرأ علینا لبعض فصولهما مترجما ذلک لنا بالعربیة فرایته قد اتی بما لم یسبقه احد من الاعلام ولا حام احد حول هذا المقام فلله دره وعلیه اجره فنسئل الله ان یوفقه لاخراج ذلک الی اللغة العربیة لیعم نفعه ویعظم وقعه فانه علی ما یشاء قدیر وبالاجابة حدیر حوره الراجی عفو ربه الغنی محمد مهدی بن محمد الموسوی الاصفهانی الکاظمی ۱۳۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - علم کا شرف و فضل اور اس کے حاملین و طالبین کی رفعتِ شان و عظمت مقام وہ حقیقت ثابتہ ہے جو کسی قریب و بعید پر مخفی نہیں ہے اس سلسلہ میں متعدد آیات و روایات وارد ہوئے ہیں اسی بناء پر قدیم الایام سے آج تک بہادر لوگ تحصیل علم کے لئے اپنے وطن اور اہل و اخوان کو خیر باد کہہ کر شدائد سفر برداشت کرتے رہے ہیں اور اپنی ذاتی جد و جہد سے فضل و کمال کے مراتب عالیہ پر فائز ہوئے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے جنہوں نے تحصیل علوم کے لئے اپنے وطن مالوف اور احباب و اخوان کو خیر باد کہا۔ ایک جناب عالم المعی، فاضل لوذعی ادیب اریب۔ وافر نصیب۔ فائز لقدح معلیٰ و رقیب فقیہ نبیہ۔ محقق وجیہ۔ ثقۃ امین۔ جوہر ثمین علم الاعلام وحجۃ الاسلام متحلی بکل زین ومتخلی عن کل شین الشیخ محمد حسین ابن المرحوم تاج الدین الفنجابی الباکستانی نزیل النجف الاشرف دامت برکاتہٗ وعمت افاداتہٗ بھی ہیں چنانچہ انہوں نے ہجرت کے بعد نجف اشرف کی مقدس سرزمین میں سکونت اختیار کی اور کئی سال کی مدت مدید تک وہاں کے علماء اعلام اور فقہاء عظام سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل میں مشغول رہے ان کے دروس کو لکھا اور تقاریر کو ضبط کیا یہاں تک کہ درجۂ اجتہاد اور ملکۂ استنباط پر فائز ہوئے اور زمرۂ فقہاء امجاد میں شامل ہو گئے اسی اثنا میں انہوں نے مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں بھی لکھیں جن میں سے انہوں نے مجھے دو کتابوں پر مطلع کیا ہے ایک تحقیقات الفریقین فی

www.kitabmart.in

حدیث الثقلین" اور دوسری "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" لیکن یہ دونوں کتابیں چونکہ اُردو زبان میں تھیں۔ اس لئے ہم براہِ راست ان کا مطالعہ کرنے سے قاصر تھے اس لئے مصنف موصوف نے ان دونوں کتابوں کی بعض فصلوں کا عربی میں ترجمہ کر کے ہمیں سنایا۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ان موضوعات پر وہ حق تحقیق ادا کیا ہے کہ اس سے پہلے کوئی عالم ان سے سبقت نہیں لے جا سکا اور نہ ہی ان حقائق کے گرد کوئی گھوما ہے۔ خداوند عالم ان کو جزائے خیر دے۔ ہم بارگاہِ قدرت میں دست بدعا ہیں کہ وہ ان کو توفیق دے کہ وہ ان کتابوں کا عربی زبان میں بھی ترجمہ کریں۔ تاکہ ان کا نفع عام اور وقعت عظیم ہو خدا ہر شئی پر قادر ہے اور دعا کے قبول کرنے کے لائق۔

حررہ الراجی عفو ربہ الغنی (حجۃ الاسلام) محمد مہدی بن محمد الموسوی الاصفہانی الکاظمی ۱۳۷۹ھ

سامراء کے بعض ساکنین علماء کی تقریظ

لثقۃ السلف اسوۃ الخلف العالم العلیم فخر العلماء والمجتہدین العالم المجاہد سرکار حجۃ الاسلام آیت اللہ

الشیخ نجم الدین الشریف العسکری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعن خان من اعظم نعم اللہ علی ہذہ الفرقۃ المحقۃ الناجیۃ ان رزقہم فی کل عصر رجالا لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع من الجہاد فی سبیلہا والسعی فی اعلاء کلمتہا فحققوا حقائقہا و اقاموا الحجج الواضحۃ لہا علی غیرہا۔

وان من اعلام ہذہ الزمرۃ المجاہدۃ العلامۃ البحاثۃ المحقق اللوذعی الالمعی الشیخ محمد حسین النقوی الپاکستانی مؤلف السفرین العظیمین (اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار) وکتاب (تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین) ہذا وقد سمعت من مؤلفہما کثیرا من مضامینہما فالفیتہما کتابین کریمین نافعین لا یاتیہما الباطل من بین یدیہما ولا من خلفہما وذلک بتوفیق من اللہ العزیز

www.kitabmart.in

العليم فيحق لكل طالب حق ان يقتني هذين الكتابين القيمين لكي يستنير بضوئهما في معرفة الحق من الباطل هذا ولم يكن المؤلف زيد توفيقاته وايده الله اول من كتب في هذين الموضوعين وقد سبقه كثير من العلماء الاعلام الا انهم لم يتوصلوا الى ما وصل اليه العلامة السابق الذكر من تحقيق و تدقيق و ذلك نتيجة جهده الجبار في البحث والاستقصاء حيث اقام البراهين العلمية و ساق الحجج العقلية والنقلية البينة الواضحة حتى اظهر الحق والحقيقة واثبته وابطل الباطل فادمغه هذا ولم اكن مغاليا ان قلت ان تاليفيه القيمين نادرتان وهما فوق ما سبقهما لاحتوائهما من الشوارد والافكار السديدة التي تطمئن بها النفوس الزائغة الحائرة والحق ان هذين الاثرين النفيسين الخالدين اعظم مفخرة لمؤلفهما العلامة الجائش اذ هما اكبر خدمة خدم بهما الفرقة الناجية فيستحقان الاعجاب والتقدير فاقدم للعلامة الكبير اعظم شكر وتقدير وارجو من اخواني الامامية الافراد مساعدة المؤلف في طبع كتابيه ولنشره يكون واشركا منه في الاجر والله الموفق والمعين كتب في شهر رمضان المبارك سنة ١٣٧٩ھ في ناحية سامراء المقدسة

والحمد لله اولاً واخراً (حجة الاسلام) نجم الدين الشريف العسكري

(حجة الاسلام) الاحقر محمد رضا الموسوی الشوستری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یقیناً فرقۂ ناجیہ کے لئے یہ خداوند عالم کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان میں ہر دور میں ایسے مخلص مردان روزگار قرار دیئے جنہیں راہ دین و دیانت میں جہاد اور اعلاء کلمۂ حق کے واسطے سعی و کوشش سے امور دنیا روک نہیں سکتے۔ انہوں نے حقائق مذہب کو واضح کیا اور ان کے اثبات کے لئے واضح دلائل اغیار کے سامنے قائم کر دیئے۔ اسی گروہ مجاہد کے علماء میں سے جناب العلامۃ البحاثۃ المحقق المتوزعی الالمعی شیخ محمد حسین ہیں جنہوں نے دو جلیل القدر کتابیں "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" اور "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" تالیف فرمائیں۔ میں نے مؤلف علام سے ان کتابوں کے بہت سے مضامین سُنے۔ بے شک یہ بڑی مفید اور عمدہ کتابیں ہیں۔ یقیناً اس خدمت میں توفیق الٰہی کا بڑا دخل ہے ہر طالب حق کو چاہیئے کہ ان دونوں قیمتی کتابوں کو محفوظ رکھے اور ان کی تیز روشنی میں حق و باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرے۔ یہ حقیقت ہے کہ مؤلف علام پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے اس باب میں قلم اٹھایا ہے آپ سے قبل بہت سے علماء اعلام کے آثار موجود ہیں لیکن ان میں وہ تحقیق و

www.kitabmart.in

تدقیق نظر نہیں آتی ۔ جو ممدوح کی ان دونوں کتابوں میں نگاہ کے سامنے آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب مولانا نے بحث واستقصا میں زبردست کدو کاوش کر کے عقلی و نقلی واضح و روشن بلند پایہ دلائل و براہین قائم فرمائے ہیں جنہوں نے حق و حقیقت کو پورے طور پہ ثابت اور باطل کو بالکل تہس نہس کر دیا ہے ۔ بلاشبہ یہ مبالغہ نہیں ہے کہ موصوف کی یہ دونوں نادر تالیفیں قابلِ اطمینان اور تسلی بخش افکار و آراء پر مشتمل ہونے کی بنا پر اپنے ماقبل کی تمام تالیفات پر فوقیت لے گئی ہیں ۔ حق و انصاف یہ ہے ۔ مؤلف علام کے افتخار کے لئے یہ دونوں ان کے جاودانی اثر علمی عظیم سرمایہ ہیں ۔ فرقہ ناجیہ کی ایک بہت بڑی خدمت ہے جو پسندیدگی اور قدردانی کی مستحق ہے ۔ میں علامہ کبیر کی خدمت میں اعظم شکر و تقدیر کا تحفہ پیش کرتا ہوں (حجۃ الاسلام) نجم الدین الشریف العسکری ۔

(حجۃ الاسلام) الاحقر محمد رضا الموسوی الشوشتری

علم الشیعہ و ذخر الشریعہ حجۃ الاسلام سرکار علامہ آقا سید احمد

SIBTAIN.COM

الموسوی المستنبط النجفی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد لجمیع الآئہ والصلوٰۃ والسلام علی افضل انبیائہ واشرف اوصیائہ محمد و علی و آلہ الطاہرین واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین مخفی نماند دانشمند شہیر و نویسندہ قدیر و خدمتگذار علم و دیانت جناب مستطاب رکن الاسلام والمسلمین الناقد الخبیر والبصیر السامی بصحیح فکرتہ وسلیم فطرتہ الی الحالۃ التی لیس لہا مزید الحبر المتقی النقی المامون فی الدنیا والدین اقای اقا شیخ محمد حسین پاکستانی دامت افاضاتہ شخصیت بارزیست کہ در تالیف کتاب (تحقیق الفریقین فی حدیث الثقلین) رنج فراوان بردہ و عمر گرانبہای خود را با کمال جدیت در راہ خدمت بدین و رفع شبہات معاندین وقف و صرف نمودہ و بازبان اردو نوشتہ بحمد اللہ و حسن توفیقہ بسیار مفید و مرغوب و کمال ذکاوت و فہم و صناعت بخرج دادہ اند و انشاء اللہ تعالیٰ مقبول پیشگاہ حضرت احدیت جلت عظمتہ و منظور نظر مبارک سید الموحدین امیر المومنین صلوات اللہ علیہ و علی مجیبہ و توجہات و عنایات خاصۂ اعلیحضرت امامنا المنتظر ارواحنا

www.kitabmart.in

ارواح العالمین لہ الفداء بودہ باشد و بہ توفیقات ایشاں بیفزاید و بر عموم اخوان مومنین شائستہ و لازم کہ خدمات ایشاں را نہایت تشویق و تقدیر نمایند و بزبان فارسی ترجمہ نمایند کہ غیر اہالی پاکستان ہم ازان استفادہ نمایند جزاہ اللہ و جمیع المساعدین لہ خیر الجزاء بمحمد و آلہ الطاہرین حررہ الاحقر احمد الموسوی المستنبط الغروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ کوئی شبہ نہیں کہ عالم شہیر کاتب قدیر جناب مستطاب رکن الاسلام والمسلمین ناقد خبیر البصیر السامی الحبر التقی النقی المامون فی الدنیا والدین آقائی آقا شیخ محمد حسین دامت افاضاتہ کی شخصیت نہایت نمایاں ہے آپ نے کتاب "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" کی تالیف میں بڑی محنت و زحمت برداشت کی موصوف نے خدمت دین اور شبہات معاندین کے دفعیہ میں اپنی گرانبہا عمر کے قیمتی لمحات صرف کئے۔ یہ کتاب اردو زبان میں تحریر فرمائی جو نہایت مفید و پسندیدہ ہے۔ بڑی ذکاوت و ذہانت اور فنی و علمی مہارت نظر آتی ہے۔ انشاء اللہ ان کی یہ خدمت بارگاہ احدیت میں مقبول، سید الموحدین امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی منظور نظر اور ہمارے امام منتظر ارواحنا و ارواح العالمین لہ الفداء کے مخصوص عنایات و توجہات کا مرکز قرار پائے گی۔ خداوند عالم مولانائے موصوف کے توفیقات میں اضافہ کرے۔ تمام ارباب ایمان کو لازم ہے کہ مولانا کے خدمات علمیہ کی قدر کریں۔ اس کتاب کا فارسی زبان میں بھی ترجمہ ہونا چاہیئے کہ غیر اردو داں طبقہ بھی مستفید ہو سکے۔ جزاہ اللہ و جمیع المساعدین خیراً (حجۃ الاسلام) احمد الموسوی المستنبط۔

بعض محققین پاکستان کی تقریظ

فخر المحققین عمدۃ الحکماء المتالہین جناب مولانا حکیم محمد امیر الدین صاحب فلک النجات اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ بیتہ الطاہرین۔ آج مورخہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ کو عالیجناب عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء العظام کاسر اعناق المعاندین مرغم آناف المفسدین عالم المعقول والمنقول جامع الفروع والاصول فاضل اجل عالم اکمل مولوی صاحب مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل و مجتہد فاضل عراق زادت فیوضہم حسن اتفاق سے یہاں تشریف فرما ہوئے اور اپنی تصنیف فرمودہ دو کتابیں دکھائیں

www.kitabmart.in

ایک "تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین" دوسری "اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار" میں نے اپنی کمزوری کے باعث موصوف کو تکلیف دی کہ ہر دو کتابوں کے چیدہ چیدہ مقامات پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے بعض مقامات پڑھ کر سنائے۔ بندۂ حقیر عرصہ دراز کی بیماری اور مختلف اقسام کی پریشانیوں سے طول خاطر تھا مضامینِ دلچسپ سنتے ہی بحد فرح وسرور پیدا ہوا اور بے ساختہ مصنّف ممدوح کے حق میں قلب ولسان سے طول عمر و ترقی درجات کی دعا نکلی۔ بے شک ہم نے فلک النجاۃ میں حدیث ثقلین کو معیار معرفت اہل حق کا قرار دیتے ہوئے اس حدیث کے الفاظ مختلفہ کو کتب معتبرہ متعددہ کثیرہ اہل سنت میں سے اس کا مقبول و منقول ہونا اور اس کے نتائج کو لکھا تھا اور یہ تو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ کوئی ایسا شقی قسی القلب کور باطن ظاہر ہوگا جو ابن تیمیہ جیسے مقدوح و مذموم کا مرید و مقلد ایسی متواتر صحیح و مشہور و مقبول اہل اسلام حدیث کا انکار کرے گا مگر ظاہر ہوا تو الحمد للہ کہ مطابق "لکل فرعون موسیٰ" ہر فرعون صفت کے لئے خداوند کریم اس کے مقابل کوئی ایسا فرد پیدا کر دیتا ہے جس کے باعث فرعون صفت اپنے مقابل کے سامنے ندامت کے پسینہ میں غرق ہو جاتا ہے منتقم حقیقی نے مؤلف تحقیقات الفریقین کی تائید غیبی سے امداد فرمائی کہ اس موسوس فی صدور الناس کے مکرو فریب سے پردہ کو جو نسج عنکبوت کی طرح بنایا گیا تھا۔ اس کے تار و پود کو توڑ پھوڑ کر چاک کر کے نیست و نابود کر دیا اور حق کا شمس فی نصف النہار نمودار ہو گیا۔ مؤلف موصوف نے حدیث ثقلین کے اسانید کی تحقیق و توثیق جس خوبی سے جدید صورت میں تحریر فرمائی ہے نہایت دلچسپ اور مکمل ہے اور روایتِ شاذہ بلفظ سنتی بجائے عترتی اہل بیتی کا ضعف ہم نے فلک النجاۃ میں مختصر لکھا تھا۔ تحقیقات الفریقین میں مؤلف ممدوح نے مفصل تردید بطرز جدید بحد مفید لکھی ہے جو مسکت خصم ہے اور قابل صد تحسین ہے۔ اسی طرح ہم نے مسئلہ امامت کی اہمیت اور ضرورت و شرائط امامۃ عند الفریقین کو فلک النجاۃ جلد اوّل میں لکھا تھا لیکن جس عجیب طرز سے مؤلف موصوف نے اثبات امامۃ میں مدلل و مبرہن مسئلہ امامت کو تحریر فرمایا ہے یہ قابل صد ستائش ہے میں مصنّف موصوف کو ہر دو کتب کی تصنیف پر مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مومنین ان کی ہر دو کتابیں قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور ان سے مستفید ہو کر مصنّف ممدوح کی محنت شاقہ کی داد دیں گے تاکہ موصوف کی ہمت افزائی ہو اور آئندہ جدید انکشافات اور تصانیف مفیدہ سے مومنین کو مستفیض فرماتے رہیں۔ میں نے عراق، ایران ہندوستان کے متعدد علماء کی صحبت میں ان کی تحریر و تقریر سے لطف اٹھایا ہے جہاں تک معلوم ہوا ہے ہر عالم کی کسی نہ کسی ایک علم میں زیادہ مہارت ہوتی ہے کوئی معقولات میں فوقیت رکھتا ہے کوئی منقولات میں۔ کوئی فقہی کوئی درسی کتب میں اور اجتہادی مسائل میں، کوئی فن مناظرہ میں زیادہ قابل ہوتا ہے مؤلف ممدوح کی خداداد ملکہ سے یہ خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ جملہ علوم و فنون میں یکتا نظر آتے ہیں

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

سب ہیں ان کو کمال حاصل ہے یقیناً جو بافہم انسان جناب موصوف کی صحبت کا شرف حاصل کر چکا ہے یا بہرہ یاب ہو گا میرے اس بیان کی تصدیق کرے گا اللہ تعالےٰ مولوی صاحب موصوف کو دینی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحرمتہ النبیؐ و اہل بیتہ الطاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام

احقر امیر الدین عفی عنہ بقلم خود از چک جلال الدین

جناب امداد الملۃ والدین حضرت مولانا السید امداد حسین الکاظمی المشہدی بی اے مولوی فاضل وغیرہ وغیرہ

صدر ادارہ معارف اسلام پاکستان۔ لاہور۔ (اعلی اللہ مقامہٗ)

الحال محلہ نور پور سیداں، ریلوے روڈ۔ گجرات (م۔ب)

کتاب اثبات الامامت کے مصنف علام جناب الحاج علامۃ الشیخ محمد حسین صانہ اللہ عن کل شین کا نام نامی اور اسم گرامی دنیائے شیعیت میں کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ نے حال ہی میں چند ضخیم و فخیم کتابیں تصنیف فرما کر ربع مسکون میں اپنے علم و فضل کی روشنی پھیلا دی ہے۔ لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آپ کی تصنیف لطیف زیر تبصرہ آپ کی سب تصانیف پر فوقیت لے گئی ہے۔ یوں تو مسئلہ امامت قریباً چودہ سو سال سے ما بہ النزاع چلا آتا ہے۔ اس عرصہ میں اس مسئلہ پہ ہزاروں مناظرے اور لاکھوں بحثیں ہوئیں اور علمائے کرام اور فضلائے عظام نے اس موضوع پہ لاتعداد اور لاتحصیٰ کتابیں تصنیف و تالیف فرما کر منکرین امامت پہ حجت قائم کر دی۔ لیکن۔

ے ایں زمین را آسمانے دیگر است

آپ نے بالکل اچھوتے اور ناقابل تردید دلائل ارقام فرما کر مخالفین کے قلم چکنا چور کر کے رکھ دیئے ہیں اور ان کی رگ ناصبیت کو کچھ اس طرح کچلا ہے کہ آئندہ روز قیامت تک ان میں ہنگامہ آرائی کی جرأت نہ ہو گی میں نے اس علمی شاہکار کو شروع سے آخر تک پڑھا ہے اور اسے بے مثال اور لاجواب پایا ہے۔ یہ اعتراف حقیقت ہے کہ موضوع اثبات امامت پہ ایسی جامع کتاب آج تک نظر حقیر سے نہیں گذری۔ وللہ درہٗ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات پر مخالفین کے منظور نظر صحابہ کا آپ کے غسل اور کفن دفن کو اہلبیت کرام کے ہاتھوں میں چھوڑ کر خود سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کی رسہ کشی میں مشغول ہو جانا۔ حتیٰ کہ

www.kitabmart.in

آپ کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہونا بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ خانۂ اقدس جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا پر آگ اور لکڑیاں لے کر جانا اور اس مقدس گھر کو آگ سے پھونک دینے کی دھمکی دینا۔ جناب بضعۃ الرسولؐ کے شکم مبارک پر دروازہ گرا کر ان کے پیٹ کے بچے "محسن" کو شہید کرنا اور حضرت علی علیہ السلام کو بیعت جناب ابوبکر کے لئے کشاں کشاں دربار خلافت میں لے جانا کتب مخالفین سے ثابت کیا ہے ان نامساعد حالات میں حضرت علیؑ کے تلوار نہ اٹھانے کے اسباب پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور مخالفین کے اعتراض کہ جب آپ نے خلافت چھن جانے پر تلوار نہ اٹھائی تو پھر جنگ جمل۔ جنگ صفین اور جنگ نہروان میں کیوں اٹھائی کا بہترین اور معقول جواب دیا ہے۔ نہ صرف امامت حضرت علیؑ بلکہ باقی گیارہ ائمہؑ کی امامت کے بھی ٹھوس ثبوت دیے ہیں۔ نیز ادلہ عقلیہ اور نقلیہ سے ضرورت امام پر بہترین روشنی ڈالی ہے امام اور خلیفہ کے لئے معصوم ہونا قرار دے کر دوازدہ ائمہ کی عصمت وطہارت بہ احسن طریق ثابت کی ہے۔ تعیین اولی الامر مندرجہ قرآن پر خوب لکھا ہے اور اس اعتراض کا بھی معقول جواب دیا ہے کہ اگر مسئلہ امامت اتنا ہی اہم تھا تو قرآن میں آئمہؑ کے نام کیوں نہیں آئے۔ ائمہ اثنا عشر کی خلافت و امامت کا بنی ہاشم میں محصور ہونا اور بنی عدی۔ بنی تیم اور بنی اُمیہ وغیرہ قبائل کا خلافت و امامت میں کچھ حصہ نہ ہونا بالوضاحت بیان فرمایا ہے خلفائے بنی ہاشم، بنی اُمیہ اور بنی عباس کی تعیین کر کے ائمہ اہلبیتؑ اور خلفائے اہلسنت کا صفات میں موازنہ کیا ہے جو نہایت دلچسپ اور قابل دید ہے آپ نے ائمہ اثنا عشر اور خلفائے اہلسنت کے حالات زندگی ان کے اخلاق۔ زہد۔ تقویٰ تربیت اور فضائل پر تفصیلی نظر ڈالی ہے۔ امامت ائمہ اثنا عشر پر جو اعتراضات مخالفین کرتے ہیں۔ ان سب کے کافی عافی۔ وافی۔ شافی جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ان کا منہ بند کر دیا ہے۔ آیہ استخلاف کی بہترین تشریح فرمائی ہے حسب ارشاد رسولؐ مسلمانوں کا تہتر فرقوں میں بٹ جانا اور ان میں سے صرف ایک فرقہ کا ناجی ہونا بیان کر کے آپ نے شیعہ اثنا عشریہ کے ناجی ہونے پر ٹھوس دلائل قائم کئے ہیں اور دوسرے فرقوں کا بطلان ثابت کیا ہے۔ ماشاءاللہ فاضل مصنف نے یہ کتاب مستطاب لکھتے وقت اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے کہ کوئی لفظ یا کوئی فقرہ ایسا نہ آنے پائے جس سے مخالفین کی دل شکنی ہو یہ بات قابل داد ہے کہ مصنف مدظلہ نے تصنیف کتاب میں تہذیب اور متانت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے مومنین مومنات کو چاہیئے کہ اس نادر روزگار کتاب کو خرید کر حرز جان بنائیں۔ اس کے مطالب سے بہرہ اندوز ہو کر اپنے ایمان اور عقائد کو مضبوط اور استوار کریں۔ اور نجات آخروی کا ذریعہ بنائیں۔ حضرات واعظین اور مناظرین کے لئے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ اور نہایت کارآمد ہے۔

المسمیٰ المذنب

متمسک بالثقلین السید امداد حسین الکاظمی المشہدی

گجرات

۲۰ر جنوری ۱۹۸۰ء

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

تاریخ طبع کتاب اثبات الامامت

نتیجۂ فکر شاعر اہل بیتؑ عالیجناب السیّد وزیر حسین شیرازی سرگودھا

مئے الفت سے جامِ دل بھرا ہے — امامِ حق علیؑ مشکل کشا ہے

خرد کی سرحدوں سے ماوریٰ ہے — حقیقت میں مقامِ مرتضائی

ہمیشہ یاد رکھے گا زمانہ! — حدیثِ عشق باطرزِ یگانہ!

براہین و دلائل کا خزانہ — بڑی محنت سے یکجا کر دیا ہے

کسی کو یہ ادا بھائے نہ بھائے — کسی کو کچھ نظر آئے نہ آئے

جسے خلّاقِ دو عالم جلائے — وہ مشعل کب بجھا سکتا ہے کوئی

مطالب ہیں عیاں نصِّ جلی کے — بشکلِ آیۂ بلّغ وحی کے،

امیر المومنینؑ حضرت علیؑ کے، — فضائل جامع و مانع ہیں اس میں

ہوئی بارِ دگر اس کی طباعت — خدا کے فضل سے باشان و شوکت

کرے گی رہبری سب گمرہوں کی

شعارِ حسن اثبات الامامت

۱۹۷۶ء

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

علماء اعلام و مجتہدین عظام کے اسناد اجتہاد و ارشادات

میرا ہمیشہ سے یہ نظریہ رہا ہے اور ہے کہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" اسی بناء پر میں نے آج تک علماء اعلام کے اسناد و تبرکات کی اشاعت کو ضروری نہ سمجھا بلکہ دُرِ مکنون کی طرح مخفی رکھا مگر اب جبکہ میرے بعض کرم فرما اس بات کو غلط رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں تو بامر مجبوری ان ارشادات کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے امید کامل ہے کہ انکی اشاعت کے بعد ہر قسم کے شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جائیں گے انشاء اللہ

اجازہ روایتی مرجع اکبر شیعیان جہان سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ آقا السید محسن الطباطبائی الحکیم اعلی اللہ مقامہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاهرین المعصومین واللعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین الی یوم الدین وبعد فان جناب العالم الفاضل ثقة الاسلام وعماد الاعلام الشیخ محمد حسین النجفی الباکستانی دام تأییده قد صرف شطراً وافیاً من عمره فی تحصیل العلوم الدینیة واکتساب المعارف الالهیة وقد بقی فی النجف الاشرف مدة غیر قلیلة جاداً فی التحصیل معتکفاً علی التدریس وقد حضر علی العلماء الاعلام کما حضر بعض ابحاثنا حضور تحقیق وتأمل واستفاد من ذلک حتی بلغ المراتب العالیة من الفضل والکمال فصار محل وثوق واعتماد وقد اجزت له المتصدی لما لا یجوز التصدی له الا باذن الشرع من الامور الحسبیة کحفظ اموال القاصرین والغائبین ... الموقوفة التی لا ولی لها وغیرها کما اجزت له قبض الحقوق الشرعیة من الزکاة و ... المظالم وسهم الامام علیه السلام وصرفهما فی مصارفها فی مؤن المحتاجین من المشتغلین فی العلوم الدینیة وسائر المصارف اللازمة وما فاض عن ذلک یرسله الینا الی الحوزة العلمیة النجف الاشرف وقد اوصیته بتقوی الله تعالی فی السر والعلانیة والرضا والغضب فان التقوی ... اللہ تعالیٰ نجاة من کل هلکة وحقیق من کل مهلکة کما اوصیت اخوانه المؤمنین حفظهم اللہ تعالی ان ینتفعوا بوجوده ویستفیدوا منه الاحکام الشرعیة والمسائل الدینیة ویحضروا الجماعة

... اللہ سبحانه ولی التوفیق وهو حسبنا ونعم الوکیل ... محسن الطباطبائی الحکیم

www.kitabmart.in

اجازہ اجتہاد سید المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی آقا السید محمد جواد التبریزی النجفی اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين وأفضل صلواته وتحياته على من اصطفاه من الأولين والآخرين وبعثه رحمة للعالمين محمد وآله الكهف الحصين وغياث المضطر المستكين وعصمة المعتصمين واللعنة الدائمة على أعدائهم والمعرضين عنهم أبد الآبدين وبعد فإن شرف العلم لا يخفى وفضله لا يحصى وممن تصدى للطلب والعمل به هو جناب العالم العامل العلام والفاضل المهذب الهمام ذي القريحة السليمة والطريقة المستقيمة صفوة الأعلام عمدة علماء الإسلام المؤيد المسدد الشيخ محمد حسين الحسنكي صانه الله وحماه فإنه قد بذل في هذا السبيل وهذه من عمره واشتغل به شطراً من دهره وحضر أبحاثنا عند إقامته في النجف الأشرف حضور تفهم وتحقيق وتعمق وتدقيق فبلغ بحمد الله تعالى وحسن سعيه البليغ مرتبة الاجتهاد بما ينبغي لجنابه ويليق ولقد أجزت له أن يروي عني جميع ما صحت لي روايته سيما الكتب الأربعة التي عليها المدار الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار وكذلك الجوامع الأخيرة الوسائل والوافي والبحار وغير ذلك من مصنفات أصحابنا وعن غيرنا بحق إجازتي عن مشايخنا العظام بأسانيدهم المنتهية كلها إلى أرباب المصنفات والكتب والأصول ومنهم إلى أهل بيت النبوة ومهبط الوحي ومعدن العصمة صلوات الله عليهم أجمعين وأوصيه أن يجعل التقوى نصب عينيه ويحذر من أن تغره الدنيا فما هو من الدنيا كائن فعما قريب كأن لم يكن وما هو كائن من الآخرة فعما قليل كأن لم يزل عصمنا الله جميعاً من أن نكون ممن غرته الدنيا فأخلد إلى الأرض واتبع هواه وكان أمره فرطاً ورزقنا صالح الأعمال وفاضل السجايا بالنبي وآله الطاهرين وأرجوه أن لا ينساني من صالح الدعوات إن شاء الله تعالى والسلام عليه وعلى جميع إخواننا ورحمة الله وبركاته حرره بيمناه الداثرة في اليوم الثاني من شهر شعبان ١٣٧٤

(محمد الجواد الطباطبائي التبريزي)

www.kitabmart.in

اجازہ اجتہاد۔ اعلم العلماء الکاملین سرکار آیۃ اللہ آغائی آقا میرزا عبد الکریم الزنجانی النجفی اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي فضل مداد العلماء على دماء الشهداء
والصلوة والسلام على سيد الانبياء محمد واله
سادة الاوصياء، واللعنة الدائمة على اعدائهم
الى يوم اللقاء. اما بعد فان العالم العامل والكامل
الفاضل فخر المحققين العظام عمدة العلماء الاعلام
ركن الاسلام الشيخ محمد حسين البنجابي الباكستاني
دامت توفيقاته وتأييداته انه قد وفقه الله تعالى
للمهاجرة من تلك البلاد وسهل له وسائل مجاورة
النجف الاشرف في سنين كثيرة لتكميل العلوم الدينية
والمعارف اليقينية فلم يزل كان يجد ويجتهد في
الترقي الى مدارج العلم والعمل مستمداً من بركات
باب مدينة العلم مجداً في حضور الابحاث العلمية
العالية لدى اساطين الفرقة دامت بركاتهم حتى
تحقيق وتدقيق حتى حاز قصب السبق من الاقران
وسبقهم في هذا الشان وبلغ بحمده تعالى مرتبة
الاجتهاد ونال المراد فليحمد الله تعالى على هذه
النعمة العظمى والمنحة الكبرى وقد اجزت له حفظه الله

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

ان یروی عنی جمیع ما صحت لی روایته من مشایخی
العظام شکر الله مساعیهم الجمیلة باسانیدی المنتهیة
الی الائمة الطاهرین صلوات الله علیهم اجمعین
واوصیه بالتقوی والاحتیاط فانه سبیل النجاة
فعلی اخواننا المؤمنین التقدیر لشأنه الرفیع
والاکبار بمقامه المنیع والاتعاظ بمواعظه الشافیة
ونصائحه الکافیة والاقبال علیه والحضور لدیه لتعلم
المسائل الدینیه والمعارف الیقینیة ایده الله
وایاهم واوصیه بالتقوی والاحتیاط فی جمیع اموره
وان لاینسانی من صالح دعواته فی مظان اجاباته
والسلام علیه وعلی جمیع اخواننا المؤمنین ورحمة الله
وبرکاته حرر فی ۱۸ ذی [illegible]

[illegible] ۱۱

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

اجازہ اجتہاد۔ عمدۃ المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی آقا السید محمد المرعشی النجفی اعلی اللہ مقامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل العلماء ورثة الانبياء وفضل مداد علمائهم على
دماء الشهداء واللعنة الدائمة على اعدائهم الى يوم اللقاء
اما بعد فان العالم العامل الفاضل الشيخ محمد حسين الباكستاني
دام توفيقه وتسديده اقام في النجف الاشرف مدة مديدة وجدّ
في الحضور عند العلماء العظام والاستفادة منهم استفادة
تدقيق وتحقيق وممن حضر عند هذا الضعيف في مباحث الادلة
العقلية من كفاية الاصول للمحقق استاذنا الخراساني قدس سره
تفهم وتعمق فاجاد في الترقي الى مدارج الفضل والكمال حتى
حاز مرتبة الاجتهاد فاجده حقيقاً بحسن رد الفروع الى الاصول والجمع
بين اخبار آل الرسول صلوات الله عليه وعليهم اجمعين فله العمل بما استنبطه
من الاحكام ولا يجوز له التقليد فيما [illegible] واسئل الله تعالى ان يديمه على الصلاح
والرشاد واوصيه بسلوك طريق الاحتياط والسداد واستدعي [illegible]
[illegible] بالعباد وان يجمع [illegible] الامجاد
والسلام عليه وعلى اخواني المؤمنين ورحمة الله وبركاته حرره الضعيف محمد الحسيني المرعشي النجفي

[illegible] ١٣٧٩ [illegible]

اجازہ اجتہاد فخر المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی آقا السید احمد المستنبط النجفی مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مسدی النعم والاثر المفضّل مداد العلماء علی دماء الشهداء وزواکی صلواته
وزواکی تسلیماته علی سیدنا خاتم الانبیاء وسید الاولین والآخرین من الشفعاء
وآله الائمة المیامین الاصفیاء وبعد فان العالم العامل والناقد الکامل
الفاضل ثقة الاسلام وتاج الدین الشیخ محمّد حسین النجفی الباکستانی ممن
اتعب نفسه الشریفة مدة مدیدة فحضر محاضر اساطین النجف الاشرف وجدّ
واجتهد حتی صار بحمد اللہ وحسن توفیقه واجدا للاستعداد لتحصیل الاحکام من
مدارکها واوصیه بتقوی اللہ سبحانه وتعالی والسداد ولا یجعل نفسه جسر النار
ومراعاة کمال الاحتیاط وقد ورد لیس بناکب عن الصراط من سلک سبیل الاحتیاط
وان لا ینسانی من صالح الدعاء واوصی علی اخواننا المؤمنین وفقهم اللہ تعالی
لمراضیه تقدیر مساعیه المشکورة واکبار مقامه المنیع والاتعاظ بمواعظه
لتشاهدوا اقتفاء اثره فی الخلائق الکریمة والترفیه علیه والسلام علیه
وعلیهم ورحمة اللہ وبرکاته حرره الاحقر احمد الموسوی المستنبط النجفی ۱۳۷۹

www.kitabmart.in

اجازہ اجتہاد۔ عماد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی آقا نجم الدین الشریف سامرائی مدظلہٗ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطيبين الطاهرين والعاقبة
للمتقين. وبعد فان المولى الاجل والعالم الفاضل التقي عمدة الفضلاء والمتقين والعلماء
الصالحين مولانا الاكرم الامجد الشيخ محمد حسين ابن المغفور له العبد الصالح رانا تاج
الدين البنجابي الباكستاني قد صرف العمر ولبابه في تحصيل العلم والكمال حتى
واكمل جده وجهده في تكميل المنقول والمعقول حتى نال درجة الاجتهاد فله ان
يعمل بما يستنبطه من الاحكام الشرعية عن القواعد المرعية والمنصب للامور
الحسبية التي لا يجوز التصدي لها لغير الفقيه الجامع للشرائط هذا وقد وجدته
ذو قرائح تحلى بالاخلاق الحسنة والسداد وذلك بعد فراغه من المقدمات
والاصول والفقه وسائر العلوم التي يحتاج اليها العالم في استنباط الفروع
من ادلتها [illegible] وقد سبرته واختبرته فاعتبرته ممن ارتقى بصحيح فكره الثاقب
اسنى الكمالات واعلى المراتب وكان من نعم الله تعالى ان من علينا بالاجتماع
بحضرته في البلدة المباركة والناحية المقدسة (سامراء) في العشر الاواخر من
شهر رمضان المبارك من سنة ١٣٧٩هـ فوجدته في العقل والعلم والتقوى من اكابر افراده
[illegible] والمعتقد [illegible] وزاده الله في [illegible]
وسداده في القول والعمل وابعده عن الخطأ والزلل [illegible]
هذا وقد اجزته ان يروي عني جميع مؤلفاتي ومصنفاتي [illegible]
التي ارويها عن اساتذتي الكرام من جميع علماء الاسلام علماء النجف الاشرف وكربلاء
والكاظمين وسامراء والشام ومصر والمدينة المنورة والبلد الحرام [illegible]

SIBTAIN.COM

www.kitabmart.in

ايده الله وسدده بسلوك طريق الاحتياط في ذلك فانه سبيل النجاة كما اوصاني به
مشايخي العظام وارجو من سماحته ان لا ينساني من الدعاء في مظان الاجابة
اني لا انساه ان شاء الله تعالى من ذلك وهو الموفق

كتبه بيمناه الداثرة جعفر بن محمد ابراهيم المغفور له الملقب بنجم الدين [illegible]

شهر رمضان المبارك سنة ١٣٧ [illegible]

SIBTAIN.COM

بسم الله الرحمن الرحيم

نعم انني [illegible] حضرة العلامة [illegible] الشيخ محمد [illegible] السماحة
[illegible] كما هو [illegible]

[illegible] محمد رضا [illegible]

١٣٦٩

[illegible]

www.kitabmart.in

۵۔ اجازہ استاذ المجتہدین آیۃ اللہ آغائی آقا السید ابوالقاسم الحسینی الرشتی النجفی اعلی اللہ مقامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل العلماء ورثة الأنبياء وفضّل مدادهم في [illegible] الشهداء والصلوة
والسلام على اشرف الأنبياء محمد وآله السفراء الأمناء وبعد فان جناب العالم الفاضل
ملاذ الأنام مروّج [illegible] مفخر الأعلام صفوة العلماء العظام ذو الفكر الصائب والنظر الثاقب
الشيخ محمد حسين البنجابي الباكستاني زيد توفيقه ممن صرف في النجف الأشرف برهة مديدة
من عمره وشطرا من دهره في اكتساب المعالم الالهية وتحصيل القواعد الشرعية من الأساتيذ
العظام والمدرسين الفخام وقد حضر ابحاثي الأصولية والفقهية حضور تدقيق وتحقيق حتى نال مناه
وبلغ مبتغاه وفاز بحمد الله رتبة من الاجتهاد مقرونا بالصلاح والسداد فله العمل بما يستنبطه من الأدلة
الشرعية على النهج المألوف بين علماء الامامية وقد اجزت له التصدي لما لا يجوز في عصر الغيبة على مغيبها
[illegible] الحسبية والنيابة لغير الفقهاء والمجتهدين العظام [illegible] واجزت له ايضا ان يروي عني جميع ما صح
لي روايته من مصنفات علمائنا الأبرار سيما الكتب الأربعة القديمة التي عليها المدار في سالف الأعصار
كالكافي ومن لا يحضره الفقيه والتهذيب والاستبصار والوسائل والوافي وساير الكتب المعتبرة
بطرقي المقررة المنتهية الى ارباب الجوامع والأصول ومنهم الى اهل بيت النبوة ومعدن الرحمة صلوات
عليهم اجمعين واوصيه بالوقوف على مسلك الاحتياط والتجنب من ان تغره الدنيا وان لا ينساني في
الدعوات ان شاء الله والسلام عليه ورحمة الله وبركاته وقد حررته في ۲۲ من شهر ذي القعدة سنة ۱۳۷۹

الأقل الحاج سيد ابو القاسم الرشتي الحائري عفي عنه

www.kitabmart.in

قدوۃ المجتہدین سرکار آیت اللہ آقائی آقا السید محمد مہدی الکاظمینی اعلی اللہ مقامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة والسلام على جدنا محمد رسول الله وآله آل الله ثم على
رواة احكام الله ومستبدي دين الله وبعد فلا يخفى على كل قريب وبعيد
ومن القى السمع وهو شهيد وفي الدارين سعيد شرف العلم وفضله وسمو قدره
وعلو محله كما لا يخفى سمو درجة حامليه وفضل طالبيه وقد وردت بذلك
الآيات وتظافرت الروايات فقد هاجر جمع كثير وجم غفير من قديم الزمان
الى هذا الاوان من اقاصي البلدان وهجروا الاهل والاخوان لطلب ذلك
والوصول الى ما هنالك فكدوا وجدوا وسعوا واجتهدوا حتى وصلوا
الى ما وصلوا وبلغوا الى ما بلغوا وممن هاجر بلاده وترك اخوانه جناب
العالم الالمعي والفاضل اللوذعي الاديب الاريب والوافر النصيب الفائز بالقدح المعلى
والرقيب الفقيه النبيه والمحقق الوجيه والثقة الامين والجوهر الثمين علم الاعلام
وحجة الاسلام المتحلي بكل زين والمتخلي من كل شين ابن المرحوم تاج الدين جناب
الشيخ محمد حسين البنجابي الباكستاني نزيل النجف الاشرف دار العلم
دامت بركاته وعمت افاداته فسكن ارض الغري السري ملاحظاً في
العلوم من المنطوق والمفهوم سنين عديدة ومدة مديدة على
جماعة من الاعلام المعاصرين وثلة من الفقهاء الماهرين فاخذ منهم
وتلقى عنهم علومهم وحضر دروسهم وضبط تقاريرهم وابحاثهم حتى
درجة

www.kitabmart.in

درجة الاجتهاد وحاز ملكة الاستنباط وصار من اهل الارشاد وعد
في عداد الفقهاء الامجاد فالف وصنف كتبا جمة في مواضيع مهمة وقد اطلعني
على تحقيقات القريبين في حديث الثقلين وكتاب اثبات امامة الائمة الاطهار
في ضوء العقل والآيات والاخبار ولكن لما كان ذلك باللغة الهندية
ولم يكن لنا حظ من ذلك حرمنا من ذلك لكنه سلمه الله وابقاه ومن
كل مكروه وقاه قرأ علينا بعض فصولهما مترجما ذلك لنا بالعربية فرأيته
قد اتى بما لم يسبقه احد من الاعلام ولا حام احد حول هذا المقام فلله
دره وعليه اجره نسئل الله ان يوفقه لاخراج ذلك الى اللغة العربية
ليعم نفعه ويعظم وقعه فانه على ما يشاء قدير وبالاجابة جدير وقد
زارنا الشيخ محمد حسين المشار اليه في دارنا وخزانة كتبنا في هذا الشهر
العظيم اعني شهر رمضان الفخيم حين تشرفه بزيارة الامامين الكاظمين عليهما السلام
فسررنا بزيارته غاية السرور ودخل في قلبنا من ملاقاته ومكالماته كمال
الحبور فاخذ يزورنا مرة بعد اخرى وكرة بعد اولى ونحن نتكلم معه في
جملة من المسائل العقلية والنقلية والفقهية والاصولية فرأيته محيطا بتلك
واقفا على ما هنالك وحيث قد استجاز منا الحسن ظنه بنا ان نسلك به سبيل اسلافنا
الكرام ودخوله في سلسلة مشايخنا العظام على الله مقامهم في دار السلام
رواية الاخبار عن معادن العلوم والاسرار سلام الله عليهم ما بقي الليل والنهار
فاجزته ادام الله فضله وكثر في العالم مثله ان يروي عني كلما صحت لي روايته
وجازت لي اجازته من كتب الاخبار وصحف الابرار لا سيما الكافي والفقيه
والتهذيب

www.kitabmart.in

في

والتهذيب والاستبصار والوافي والوسائل والبحار وكلّما حوته مؤلفنا
في المعقول والمنقول والفروع والاصول من الآثار والاخبار وسائر العلوم و
الاسرار كمجمع القبور واحسن الوديعة ودوائر المعارف وايقاظ الامّة من
الضجعة في اثبات الرجعة وترجمته بلادرى امّت در اثبات رجعت وزبدة
الكلام في المنطق والكلام والبرهان الجليّ على ايمان زيد بن عليّ والفيوضات
الربّانية في توضيح الآيات القرآنية وذخائر المعقول في مباحث الاصول وصرف
العناية في حلّ معضلات الكفاية وارشاد السّائل الى الرسائل ونتائج
المطالعات وثمرات المراجعات وتحفة السّاجد في احكام المساجد
وجلاء الخواطر في الاجوبة المسكنة والنّوادر وغير ذلك من مؤلفاتنا التى
تربو على المائة والعشرين حتّى الحين بحمد ربّ العالمين عن جماعة من اعاظم
العلماء والاكابر الفقهاء حشرهم الله مع النبيّ وآله الاصفياء

الاوّل

وهو افضلهم واعلمهم واتقاهم سيّدي وسندي ومن عليه بعد الله والرسول
والائمة الاثنى عشر صلوات الله عليهم اعتمادي السيّد ابو تراب بن العلامة السيّد
ابي القاسم الموسويّ الخونساريّ النجفيّ طاب ثراه عن مشايخه الاعلام الحجج الكرام وهم
السيّد محمّد علي الخونساري والشيخ محمّد باقر الاصفهاني وعمّه السيّد محمّد باقر الخونساري
صاحب روضات الجنات وشقيقه السيّد محمّد هاشم صاحب مباني الاصول
واصول آل الرسول والسيّد حسين الكوه كمري النجفي والشيخ عبد العلي الاصفهاني
والملّا لطف الله المازندراني النجفي والشيخ محمّد حسين الكاظمي والسيّد محمّد الخونساري
طاب ثراهم عن مشايخهم المدونة اسمائهم الشريفة في كتب الاجازات

الثاني

العلّامة الكبير والعلم الشهير الميرزا ابراهيم بن الميرزا اسمعيل بن الميرزا زين العابدين

الشيخ

www.kitabmart.in

السلامی الاظمی عن المحقق العلامة الحاج میرزا ابراهیم الخوئی شارح نهج البلاغة عن شیخه المحقق المرتضی الانصاری ره وغیره

الثالث

والدی العلامة الحاج السید محمد بن محمد صادق بن زین العابدین الموسوی الخونساری الاصفهانی الکاظمی طاب ثراهم عن استادیه العلامتین الحاج الشیخ زین العابدین المازندرانی الحائری والسید ابی القاسم بن العلامة السید حسن بن العلامة السید محمد بن العلامة السید علی الطباطبائی الحائری طاب ثراهم عن مشایخهما الاعلام المذکورین فی اجازاتهما

الرابع

العلامة الفقیه الربانی الشیخ علی المازندرانی النجفی عن شیخیه العلامتین المتعاصرین المعاصرین السید محمد کاظم الطباطبائی الیزدی النجفی والمیرزا محمد علی الرشتی النجفی عن مشایخهما طاب ثراهم

SIBTAIN.COM

الخامس

الشیخ علی بن الرضا بن موسی بن جعفر کاشف الغطاء النجفی عن مشایخه طاب ثراهم

السادس

العلامة الکبیر والحجة الشهیر الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء النجفی عن مشایخه الاعلام طاب ثراهم وهذا الشیخ الاجل ابن المولی الشیخ علی المتقدم ذکره قدس سره

السابع

العلامة الفقیه الحاج السید محمد الاصفهانی الحائری عن مشایخه طاب ثراهم

الثامن

العلامة المحقق الاصولی الشیخ ضیاء الدین العراقی النجفی عن مشایخه طاب ثراهم

التاسع

العلامة الفقیه الشیخ محمد کاظم الشیرازی النجفی عن مشایخه طاب ثراهم

العاشر

الشیخ

www.kitabmart.in

الشيخ العلامة المحقق الشيخ محمد علي القمي الحائري شارح الكفاية عن مشايخه طاب ثراهم

الحادي عشر

العلامة المحقق المتتبع السيد ميرزا هادي الخراساني الحائري عن مشايخه طاب ثراهم

الثاني عشر

الفقيه الرباني الحاج الشيخ علي بن محمد الشاهرودي الحائري عن مشايخه طاب ثراهم

الثالث عشر

العالم النحرير والمتتبع الخبير السيد محسن العاملي صاحب المؤلفات المشهورة عن مشايخه طاب ثراهم

الرابع عشر

الفقيه الرباني الشيخ اسد الله بن علي اكبر الزنجاني الاصل النجفي الخاتمة عن مشايخه طاب ثراهم

SIBTAIN.COM

الخامس عشر

العالم الرباني والزاهد التارك للدنيا الفاني الحاج الشيخ علي بن ابراهيم القمي النجفي عن مشايخه طاب ثراهم واروي عن غير هؤلاء الاعلام ذكرتهم في محل آخر هذا واروي صحاح اخواننا السنة عن العلامتين الشيخ ابراهيم آل فهمي الراوي والشيخ يوسف عطا الحنفي البغداديين عن مشايخهما المدونة اسمائهم في اجازاتهما المبسوطة ولا بأس بان نذكر طريقا واحدا من طرقنا تيمنا وتبركا بذلك فنقول اروي سماعا واجازة عن استادي آية الله العلامة السيد ابي تراب الموسوي الخونساري النجفي شارح نجاة العباد طاب ثراه عن شيخيه الاعليين الافضلين عمه والدي السيد محمد باقر والسيد محمد هاشم صاحبي الروضات ومباني الوصول عن والدهما جدي الاعلى ومن بكل الامور اولى العلامة الزاهد الحاج السيد زين العابدين عن والده العلامة السيد ابي القاسم جعفر عن والده المحقق السيد حسين عن والده المحقق السيد ابي القاسم جعفر الكبير المشتهر بين الطائفة بالمير عن العالم الرباني والعلامة الثاني محمد صادق ابن المحقق الميرزا

محمد

www.kitabmart.in

ابي الحسن عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من حفظ على امتي
اربعين حديثا يحتاجون من امر دينهم بعثه الله يوم القيمة فقيها عالما
هذا واوصي جناب الشيخ محمد حسين المشار اليه ادام الله بقاه ومن كل مكروه
وقاه ونفسي بمنابذة النفس والهوى وملازمة السداد والتقوى
ومتابعة السلف الصالح وان يكون لهم خير خلف ناصح كما اوصيه بمتابعة
المشهور فانه لاريب فيه ولو عثور والملتمس من جنابه ان لا ينسانا
من صالح الدعوات عقيب الصلوات بل في جميع الخلوات والجلوات
ويذكرني بخاطره وتوجيهات في ايام حياتي وبعد المماة والله ولي الحسنات
وغافر السيئات وهو على كل شئ قدير وبالاجابة جدير

حرر هذه الاجازة العبد الفقير المحتاج
الى رحمة ربه الغني محمد مهدي بن محمد الموسوي الاصفهاني
الكاظمي عفي عنه في تاسع عشر شهر رمضان
سنة تسع وسبعين وثلثمائة والف ١٣٧٩
من الهجرة في غرفة تدريسه وخزانة كتبه
بالكاظمية

SIBTAIN.COM

محمد الشلابنی المشتہر بسراب عن والدہ المذکور طاب ثراہ عن شیخہ الفقیہ
الملا محمد باقر الخراسانی السبزواری صاحب الذخیرۃ والکفایۃ وغیرہما عن الفقیہ
السید حسین ابن السید حیدر الکرکی العاملی عن الامام العلامۃ الشیخ بہاء الدین
محمد بن الحسین بن عبد الصمد الحارثی العاملی عن والدہ الحسین عن مولانا الاجل الافضل
زین الدین المشتہر بالشہید الثانی طاب ثراہم عن المولی العلامۃ نور الدین علی
بن العلامۃ الشیخ عبد العالی المیسی عن شیخہ العلامۃ الربانی شمس الدین
محمد بن محمد المشتہر بابن المؤذن عن شیخہ الامام العلامۃ الشیخ ضیاء الدین
علی عن ابیہ السعید الشہید الامام العلامۃ المحقق محمد بن مکی العاملی طاب ثراہم
عن فخر المحققین ابی طالب محمد عن والدہ الامام الاعلم الافضل آیۃ اللہ فی العالمین
الحسن بن یوسف بن المطہر الحلی طاب ثراہم عن شیخیہ سلطان الحکماء
المتکلمین نصیر الملۃ والحق والدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی قدس سرہ القدوسی
وخالہ المحقق علی الاطلاق افقہ فقہاء العراق بل وکافۃ الآفاق الشیخ ابی القاسم
جعفر صاحب الشرائع والنافع والمعتبر وغیرہا طاب ثراہ عن الشیخ الامام العلامۃ عن
الشیخ نجیب الدین محمد السوراوی عن العلامۃ الاجل الشیخ ہبۃ اللہ بن رطبۃ
الشیخ ابی علی الحسن عن ابیہ شیخ الطائفۃ الحقۃ المحقۃ العدلیۃ المحقق فی العلوم
العقلیۃ والنقلیۃ الشیخ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی رضی اللہ عنہم عن شیخہ وفی
استادہ استاد الفقہاء ومربی العلماء ابی عبد اللہ محمد بن محمد بن النعمان الملقب
بالشیخ المفید رضی اللہ عنہ عن رئیس المحدثین وامام الفقہاء والمجتہدین الشیخ
ابی جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی المشتہر بالشیخ الصدوق رضی اللہ عنہ
وطرقہ الی الائمۃ علیہم السلام فی کتبہ وغیرہا معلومۃ فمنہا ما رواہ فی الخصال
فی ابواب الاربعین عن محمد بن الحسن بن احمد بن الولید عن محمد بن الحسن الصفار
عن علی بن اسمٰعیل عن عبد اللہ الدہقان عن ابراہیم بن موسی المروزی عن
ابی الحسن

www.kitabmart.in

ابي الحسن عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من حفظ على امتى
اربعين حديثا يحتاجون من امر دينهم بعثه الله يوم القيمة فقيها عالما
هذا اواوصى جناب الشيخ محمد حسين المشار اليه ادام الله بقاه ومن كل مكروه
وقاه ونفسي بمنابذة النفس والهوى وملازمة السداد والتقوى
ومتابعة السلف الصالح وان يكون لهم خير خلف ناصح كما اوصيه بمتابعة
المشهور فانه لا ريب فيه ولدى عثور والملتمس من جنابه ان لا ينسانا
من صالح الدعوات عقيب الصلوات بل في جميع الخلوات والجلوات
ويذكرني بختمات وتوحيدات في ايام حياتي وبعد الممات والله ولي الحسنات
وغافر السيئات وهو على كل شيء قدير وبالاجابة جدير

حرر هذه الاجازة العبد الفقير المحتاج
الى رحمة ربه الغني محمد مهدي بن محمد الموسوي الاصفهاني
الكاظمي عفي عنه في تاسع عشر شهر رمضان
سنة تسع وسبعين وثلثمائة والف ۱۳۷۹
من الهجرة في غرفة تدريسه وخزانة كتبه
بالكاظمية

SIBTAIN.COM

صاحب فیضان الرحمان فی تفسیر القرآن کے دیگر قلمی شاہکار

www.kitabmart.in

واقفانِ حال پر یہ حقیقت مخفی و مستور نہیں کہ سرکار آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی خدا کے ان خوش قسمت یگانہ روزگار بندوں میں سے ہیں جن پر مبدا فیض کی طرف سے بڑی فیاضی کی گئی ہے۔ چنانچہ وہ جہاں علومِ شرقیہ کے منتخب زمانہ مدرس ہیں وہاں قادر الکلام بیان خطیب و مقرر بھی ہیں۔ ان کے وہ علمی شاہکار اور آثار خالدہ جو عالم اسلام کے صاحبانِ علم و انصاف سے خراجِ تحسین و آفرین حاصل کر چکے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

احسن الفوائد فی شرح العقائد
اسلامی و ایمانی عقائد پر مشہور زمانہ محققانہ کتاب کا پانچواں ایڈیشن بڑی آب و تاب سے شائع ہو گیا ہے

اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ
جو موجودہ دور کے تمام اختلافی اور متنازعہ فیہ عقائد پر قرآن وسنت کی روشنی میں حرف آخر ہے بڑی شان و شوکت سے پانچواں ایڈیشن چھپ گیا ہے

خُلاصۃ الاحکام
چونکہ قوانین الشریعہ ایک علمی و تحقیقی کتاب ہے اور ہر شخص اس کے مطالب نہیں سمجھ سکتا اس لیے عوام کی سہولت کیلئے اس کا خلاصہ پہلی بار شائع کیا جا رہا ہے۔

SIBTAIN.COM

تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین
حدیث ثقلین کے موضوع پر اور مذہب حق کی حقانیت پر بے مثال کتاب پہلی بار زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آئی ہے۔

کواکب مضیہ در احادیث قدسیہ
اُحسن القرآن حدیث قدسی کے موضوع پر اردو زبان میں پہلی جامع اور مکمل کتاب جس کا پہلا ایڈیشن بڑی آب و تاب کے شائع ہو رہا ہے

سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ
اپنی علمی و تحقیقی شہرت کی بنا پر کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے پانچواں ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

اصلاح الرسوم
زمانہ حاضرہ کی مشہور عالم اصلاحی کتاب جسمیں اصلی اور رسمی اسلام کا فرق نمایاں کیا گیا ہے اور غلط رسوم کی اصلاح کی گئی ہے

مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
علم الحدیث پر بہت بڑی ضخیم بیس جلدوں پر مشتمل پر تحقیقی کام شروع ہے پہلی جلد عنقریب طبع ہو کر مدت کے مشتاق ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے

فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن
قرآن مجید کی کم نظیر تفسیر کی دس جلدوں میں سے پہلی آٹھ جلدیں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہو گئی ہیں

المُعلِن
منیجر مکتبۃ السبطین
۲۹۶ / ۹۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا